

قال الله تعالى تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

لما دلت الآية على ان الدعوى بلا برهان مما يجب منه التعفف + وكان الحكم على غير الحديث

بكونه حديثا ادخل في التعسف + كما ان عكسه ادخل في التقشف + وكان الابتلاء

في هاتين البليتين قد كثر في احاديث التصوف + وكانت الرسالة الملقبة ب

التشرف بمعرفة احاديث التصوف

مع ترجمتها الموسوم ب

تكميل التصرف في تسهيل التشرف

وافية عن كلتيهما ما فيهما من التحقيق والتعرف + خالية عن المجازفة والتكلف

فالحائز عليها بعيد ان شاء الله تعالى عن التاسف + وقريب الى التلطف + من

تصنيف صاحب الفهم والتعرف + كاشف معضلات التصوف مولانا المولوي

الحافظ الحاج الشاه اشرف علي سلمه الله الولي العلي فلاجل افادة اهل التلطف +

اهتم بطبعها محمد عثمان حفظه الله عن التلهف

في المطبع المعروف بمحبوب المطابع الواقع في دهلي

فہرست مضامین التشرف بمعرفت احادیث التصوف

تمت بالخیر

التشرف بمعرفة احادیث

معہ ترجمہ مسمی بہ

تکمیل التصرف فی تسہیل سہ

بسم الله الرحمن الرحيم

وبعد فهذه التحقيق عدة احاديث مما اشتهرت على السنة الصوفية في خطبهم وانتشرت في كتبهم + التي ربما يحكم المتقشف على اكثرها بالوضع + لعدم معرفة السند او توهم كون مدلوله مبائنا للشرع + وهذا الاخير تيكفل بالبحث عنه الدراية + وانما قصدى فى هذه الكراسة هو التحقيق من حيث الرواية + واصل ماخذها تخريج احاديث الاحياء للامام العراقى + ثم بعض الاسفار الاخر للباقى + وحيث لم اصرح بالماخذ فهو الاول + وفى الباقى اذكر المعول + وربما تجد الضعف فى بعض هذه الروايات + لكنه لا يضر لتشييد اصل المقصود منها بالصحاح بل بالآيات + كما لا يخفى على

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ یہ تحقیق ہی چند ایسی حدیثوں کی جو حضرات صوفیہ کی زبانوں پر انکی تقریرات میں مشہور ہیں اور اُن کی کتابوں میں شائع ہیں جن کے اکثر حصہ کو خشک متشدد موضوع کہدیتا ہی۔ یا تو سند معلوم نہ ہونے کے سبب یا اسکے مضمون کو مخالف شرع خیال کرنیکے سبب اور اس امر اخیر سے بحث کرنے کا ذمہ دار تو علم درایت ہے باقی میرا مقصود اس جزو میں صرف روایت کی حیثیت سے تحقیق کرنا ہے۔ اور اصل ماخذ اس جزو کا تخریج احادیث الاحیار للامام العراقی ہے۔ اور اسکے بعد اور بھی بعض کتابیں ہیں باقی احادیث کے لئے۔ اور جس جگہ ماخذ کی تصریح نہ کروں وہاں ماخذ پہلی کتاب ہی یعنی تخریج اور باقی احادیث میں ماخذ کو جس پر اعتماد کیا گیا ہی ذکر کرونگا۔ اور بعض اوقات ان روایات میں سے بعض میں ضعف بھی پاؤگے مگر وہ ضعف اسلئے مضر نہوگا کہ ان روایات سے جو مسئلہ اصل مقصود ہی وہ احادیث صحیحہ بلکہ آیات قرآنیہ سے مؤید ہی جیسا کہ

من مارس الفن + اذا کان ممن قد احسن
اللہ تعالیٰ الیہ بالفہم و من + ویزیدہ
وضوحا یزیل منہا الشکوک + النظر فی
رسالتی حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ
ومسائل السلوک من کلام ملک الملوک
لاشتراک الثلثۃ فی المقصود الاصل +
وان کان بعض الخصوصیات اوقع بینہا
الفصل + وھو ان المنظور الیہ فی الرسالتین
اثبات الفروع بالاصول + وفی ھذہ الرسالۃ
اثبات نفس الاصول بالمنقول + ھذا
ھو الذی ذکرتہ استقلالاً وقصداً + ۲
ومع ھذا لم یبعد ان اورد فی مطاوی
المقصد غیر احادیث الاحیاء القسمین
الاخرین تبعا وطردا + احدھما ما یثبت
بہ بعض المسائل المشھورۃ + وان لم تکن
تلک الروایات فی صحف الفن مسطورۃ
وعلی السنۃ اھلہ مذکورۃ + وثانیہما
ما اصلہ لم یوجد + ذکرتہ عسی ان
یظفر بہ احد + وسمیتہا بالتشرف +
بمعرفۃ احادیث التصوف + ربنا تقبل
منا انک انت السمیع العلیم + وتب علینا

فن کی مزاولت کرنیوالے پر مخفی نہیں۔ جبکہ وہ ایسا شخص ہو
جسپر حق تعالیٰ نے فہم صحیح کا احسان اور امتنان فرمایا ہو۔
اور اس دعوے کا (کہ اصل مقصود ان روایات ضعیفہ کا قرآن و
حدیث سے ثابت ہی) وضوح میرے ان دو رسالوں میں نظر کرنے
سے اور زائد ہو جاتا ہی ایک حقیقۃ الطریقہ دوسرا مسائل السلوک
کیونکہ اصل مقصود میں تینوں رسالے شترک ہیں اگرچہ بعض
خصوصیات سے تینوں میں فرق بھی ہی وہ یہ کہ رسالہ حقیقۃ الطریقہ
و مسائل السلوک میں اصل ملحوظ مسائل کا اثبات ہی احادیث سے
(اور احادیث کی تخریج تبعًا ہی) اور اس رسالہ میں اصل ملحوظ خود
احادیث کا اثبات ہی اسانید سے (اور تفریع مسائل ضمنًا ہی) اور
احادیث کا وہ ذخیرہ جسکو میں نے استقلالاً و قصداً ذکر کیا ہی وہ
تو یہی حصہ مذکور ہی (کہ صوفیہ میں مشہور بھی ہی اور سنداً بھی ثابت
ہی) باقی کچھ بعید نہیں جو اس مقصود کے درمیان درمیان بالاستشار
احادیث احیاء کے (کہ انکے ساتھ اور کوئی قسم نہ آویگی) اور دو
قسمیں بھی تبعًا و استطرادًا کہیں کہیں ذکر کردوں ایک وہ روایات
جن سے بعض مسائل مشہورہ فن کے ثابت ہوتے ہیں مگر وہ روایات فن
کی کتابوں میں (من حیث الاستدلال علی المسائل) مذکور نہیں ورنہ
مذکور حیثیت سے اہل فن کی زبانوں پر دائر ہیں اور دوسری قسم وہ روایات
جنکی اصل نہیں ملی [illegible] ایسی قسم کو اسلیے ذکر کردیا کہ ممکن ہی کسی کو
اسکی اصل ملجاوے (اور اسمیں ملحق کرے) اور میں نے اس مجموعہ کا نام
التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف رکہا اے ہمارے پروردگار

انک انت التواب الرحیم ۔

بیشک آپ بڑی توجہ فرمانیوالے اور بڑی رحمت والے ہیں

تنبیہان الاول قال العراقی حیث عزوت الحدیث لمن خرجہ من الائمۃ فلا ارید ذلک اللفظ بعینہ بل قد یکون بلفظہ وقد یکون بمعناہ او باختلاف علی قاعدۃ المستخرجات ۔

تنبیہ اول ۔ عراقی نے فرمایا ہے کہ میں جہاں حدیث کو کسی امام کیطرف منسوب کرونگا جسنے اسکی تخریج کی ہے تو میری مراد بعینہ وہ لفظ نہیں بلکہ کبھی یہ نسبت باعتبار لفظ کے ہوتی ہے اور کبھی باعتبار معنے کے یا باعتبار اختلاف کے جیسا مستخرجات کا قاعدہ کا ہے ۔

الثانی قد یشیر العراقی فی التخریج الی من ینسب الیھم الحدیث من المخرجین بطریق الرمز ب [illegible] الی البخاری بلفظ خ والی مسلم م والی الترمذی ت والی النسائی ن والی ابن ماجہ ہ والی ابی داؤد د والی ما رواہ البخاری و المسلم متفق علیہ والی الدارقطنی قط والی الطبرانی فی الاوسط طس و فی الاصغر طص والی البیھقی ھق والی ابن حبان حب والی العقیلی عق والی الحاکم ک

تنبیہ دوم ۔ جن مخرجین کیطرف حدیث منسوب ہے عراقی کبھی تخریج میں ان لوگوں کی طرف حروف سے اشارہ کرتے ہیں پس بخاری کیطرف خ سے اشارہ کرتے ہیں اور مسلم کیطرف م سے اور ترمذی کیطرف ت سے اور نسائی کیطرف ن سے اور ابن ماجہ کیطرف ہ سے اور ابو داود کیطرف د سے اور جسکو بخاری ۳
[illegible] متفق علیہ سے
اور دارقطنی کیطرف قط سے اور طبرانی کی اوسط کیطرف طس سے اور اصغر کیطرف طص سے اور بیہقی کیطرف ھق سے اور ابن حبان کیطرف حب سے اور عقیلی کیطرف عق سے اور حاکم کی طرف ک سے ۔

کتاب العلم من ربع عبادات الاحیاء

کتاب العلم ربع عبادات احیاء سے

الحدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ابن ماجہ من حدیث انس وضعفہ احمد والبیھقی وغیرھما ۔

حدیث علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حدیث انس سے ۔ اور اسکو احمد و بیہقی وغیرہما
[illegible]

الحدیث اطلبوا العلم ولو بالصین ابن عدی والبیھقی فی المدخل والشعب من حدیث انس قال البیھقی متنہ مشہور واسانیدہ ضعیفۃ۔

حدیث علم کو طلب کرو اگرچہ وہ چین میں ملے ابن عدی اور بیہقی نے مدخل اور شعب میں انس کی حدیث سے روایت کیا بیہقی نے کہا کہ یہ متن تو مشہور ہے مگر اسنادیں اسکی ضعیف ہیں ف اور ضعف کے شبہ کا جواب خطبہ میں ہو چکا ہے اس عبارت میں اور بعض او تحات ان روایات میں سے بعض میں ضعف ہی پاوگے۔

الحدیث الدال علی الخیر کفاعلہ الترمذی من حدیث انس وقال غریب ورواہ مسلم وابوداؤد والترمذی وصححہ عن ابی مسعود البدری بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ اھ۔ الاحادیث الثلثۃ تدل علی فضل التعلم والتعلیم وفیہ اصلاح لجھلۃ الصوفیۃ من ذمھم العلم وعدہ حجابا۔

فضل العلم ودوامہ ۴

حدیث اچھی بات بتلانیوالا ایسا ہی ہے جیسا اسکا کرنیوالا روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انس سے اور کہا کہ یہ غریب ہے اور اسکو مسلم و ابوداؤد و ترمذی نے مع تصحیح ابو مسعود بدری سے اس لفظ سے روایت کیا ہے من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ اس میں کفاعلہ کی تفسیر بھی ہوگئی کہ تشبیہ اجر میں ہے یہ تینوں حدیثیں علم سیکھنے اور سکھلانے کی فضیلت پر دال ہیں اور ان میں جہلاء صوفیہ کی اصلاح ہے جو علم کی مذمت کیا کرتے ہیں اور اسکو مقصود کا حجاب سمجھتے ہیں۔

الحدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک الترمذی وصححہ والنسائی وابن حبان من حدیث الحسن بن علی۔

حدیث جو چیز تجھ میں کھٹک پیدا کرے اسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جو کھٹک نہ پیدا کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے مع تصحیح کے اور ابن حبان نے حدیث حسن بن علی سے۔

الحدیث استفت قلبک وان افتوک احمد من حدیث وابصۃ اھ دل الحدیثان علی اعتبار الذوق والوجدان ممن لہ کمال الایمان فیما تزاحم فیہ الدلیلان وھو کالطبعیات لاھل العرفان

ذوق سلیم کا معتبر ہونا

حدیث اپنے دل سے فتوی لے اگرچہ فتوی دینے والے تجھ کو فتوی بھی دیدیں روایت کیا اسکو احمد نے حدیث وابصہ سے ف دونوں حدیثیں اس پر دال ہیں کہ ذوق و وجدان بھی معتبر چیز ہے ایسے شخص کا جسکو ایمان کامل حاصل ہو اور وہ ایسے امور میں معتبر ہے جنمیں دو دلیلیں متعارض ہوں اور یہ (عمل بالوجدان) عارفین میں مثل عادات طبیعیہ کے ہے۔

(باقی آئندہ)

الحدیث ان من العلم
کھیئة المکنون الحدیث
ابوعبد الرحمن السلمی فی
الاربعین له فی التصوف
من حدیث ابی ھریرة باسناد
ضعیف اھ وتمامه فی الاحیاء
لا یعلمه الا اھل المعرفة
باللہ تعالیٰ فاذا نطقوا به
لم یجھله الا اھل الاغترار
باللہ تعالیٰ فلا تحقروا عالما
اتاه اللہ تعالیٰ علما منه
فان اللہ عزوجل لم یحقره
اذ اتاه ایاه —

الحدیث ما فضل ابوبکر
الناس بکثرة صلاة ولا
بکثرة صیام الحدیث الترمذی
الحکیم فی النوادر من قول
ابی بکر بن عبد اللہ المزنی ولم
اجده مرفوعا وتمامه فی الاحیاء
وما فضل ابوبکر رض الناس بکثرة
صیام ولا صلاة ولا بکثرة

حدیث بعض علوم مخفی اشیار کی شکل میں ہوتے ہیں
روایت کیا اسکو ابوعبد الرحمن سلمی نے اپنی التصوف کی
چہل حدیث میں حدیث ابی ہریرہ رض سے اسناد ضعیف
کے ساتھ اور پوری روایت احیار میں اس طرح ہے کہ
اُس علم کو بجز عارفین باللہ کے کوئی اور نہیں جانتا
پھر جب وہ اُس علم کے ساتھ گویا ہوتے ہیں تو اُس
سے وہی لوگ جہالت میں رہتے ہیں جو اللہ تعالےٰ
کے معاملہ میں دھوکہ کھائے ہوئے ہیں (مراد انکار
وتکذیب ہی کیونکہ اجمالاً تصدیق کرلینا بھی ایک قسم کا
علم ہے اور دھوکہ یہ کہ وہ اپنے علم وعمل کو عنداللہ صحیح
ومقبول سمجھتے ہیں (پس تم ایسے عالم کو حقیر مت سمجھو
جسکو خدا تعالیٰ نے اُس علم کا کچھ حصہ دیا ہو کیونکہ خدا
تعالیٰ نے اُس کو حقیر نہیں سمجھا جبکہ وہ علم اُسکو دیا۔

حدیث ۔ حضرت ابوبکر رض جو اور لوگوں سے افضل
ہوگئے تو نماز و روزہ کی کثرت سے نہیں ہوئے الخ
(مراد نفل نماز و روزہ ہے کیونکہ کثرت اسی میں ہو
سکتی ہی) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوبکر بن
عبداللہ مزنی کا قول کہا ہے اور میں نے اسکو مرفوع
نہیں پایا اور پورا مضمون احیار میں ہی اس طرح کہ
حضرت ابوبکر رض جو لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے
ہیں تو نہ کثرت صیام سے نہ کثرت صلوٰة سے نہ کثرت

رواية ولا فتوى ولا كلام ولكن بشيء وقر في صدره اه في الحديث وفي الاثر اثبات للعلوم والاحوال الباطنية۔

العلوم والاحوال الباطنية — علوم و احوال باطنیہ

الحديث اختلاف امتي رحمة ذكره البيهقي في رسالته الاشعرية تعليقا واسنده في المدخل من حديث ابن عباس بلفظ اختلاف اصحابي لكم رحمة واسناده ضعيف اه فيه ما عليه الصوفية من التوسع والرفق بالناس في الاختلافيات۔

الرفق بالناس في الاختلافيات — اختلافی امور میں لوگوں سے نرمی برتنا

الحديث ان من العلم جهلا الحديث ابو داؤد من حديث بريدة وفي اسناده من يجهل اه فيه ما عليه الصوفية من تسمية علم لا يوصل الى الله تعالى جهلا۔

كون العلم الذي لا يوصل الى الله جهلا — علم غیر نافع کا جہل ہونا

الحديث اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا الحديث الترمذي من حديث انس و حسنه وتمامه في الاحياء

روایت سے نہ زیادہ فتوے دینے سے نہ زیادہ علمی تقریر سے بلکہ خاص ایک چیز کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں جو اُن کے سینہ میں بیٹھ گئی ہے اھ۔ اس حدیث اور اثر میں اثبات ہے علوم باطنہ واحوال باطنہ کا (اول میں اُن علوم کا ذکر ہے ثانی میں ان احوال کا)۔

حدیث میری امت کا اختلاف رحمت ہے ذکر کیا اسکو بیہقی نے اپنے رسالہ اشعریہ میں معلقاً اور مدخل میں حدیث ابن عباسؓ سے ان الفاظ سے مسنداً اختلاف اصحابی لکم رحمۃ یعنی میرے اصحابؓ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے اور سند اسکی ضعیف ہے اھ اس حدیث میں اصل ہے اس عادت کی جس پر صوفیہ عامل ہیں کہ اختلافی امور میں لوگوں کے ساتھ توسع اور نرمی برتتے ہیں۔

حدیث بعض علم جہل ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے حدیث بریدہ سے اور اس کی اسناد میں ایک مجہول ہے اس میں صوفیہ کی اس عادت کی اصل ہے کہ وہ ایسے علم کو جہل کہتے ہیں جو موصل الی اللہ نہ ہو (کما قال الشیرازی علمیکہ رہ بحق ننماید جہالت ست)۔

حدیث جب تم جنت کے باغوں پر گذرا کرو تو (انمیں) چرا کرو (یعنی اُن سے غذائے روحانی حاصل کیا کرو) روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انسؓ سے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے عرض کیا گیا کہ جنت کے

قیل وما ریاض الجنة قال مجالس الذکر اھ وفیه فضل ظاھر لمجالس الصوفیة الصافیة فانھا محض ذکر علما او عملا

الحدیث ان من الشعر لحکمة البخاری من حدیث ابی بن کعب اھ وفیه تقریر ما اعتاده اکثر الصوفیة من تدوین العلوم والحقائق فی الشعر

الحدیث ما حدث احدکم قوما بحدیث لا یفقھونه الا کان فتنة علیھم العقیلی فی الضعفاء وابن السنی وابو نعیم فی الریاء من حدیث ابن عباس باسناد ضعیف ولمسلم فی مقدمة صحیحه موقوفا علی ابن مسعود

الحدیث کلموا الناس [illegible] [illegible] ان یکذب الله ورسوله [illegible] یکرون احدیث البخاری موقوفا علی علی ورفعه ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من طریق ابی نعیم وتمامه فی الاحیاء

باغ کیا ہیں ارشاد ہوا کہ ذکر کی مجلسیں (اس میں کھلی فضیلت صوفیہ صافیہ کی مجالس کی ہے کیونکہ وہ مجالس خالص ذکر ہی ہیں خواہ علماً خواہ عملاً (یعنی وہاں افادہ علوم کا ہوتا ہے یا تسبیح و تہلیل کا شغل ہوتا ہے)۔

حدیث بعض اشعار حکمت ہیں روایت کیا اسکو بخاری نے حدیث ابی بن کعب سے اھ اس میں تائید ہے اس عادت کی جس کو اکثر صوفیہ نے اختیار کیا ہے کہ علوم و حقائق کو اشعار میں ضبط کیا ہے۔

حدیث جب کبھی کسی شخص نے کسی مجمع سے ایسی بات کہی جسکو وہ سمجھتے نہ ہوں تو وہ بات ضرور اُن کے لئے فتنہ ہوگئی روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفاء میں اور ابن السنی نے اور ابو نعیم نے ریاء میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے۔

حدیث [illegible]

[illegible] کیا اس کو بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً [illegible] ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو نعیم کے طریق سے اُس کو مرفوع کیا ہے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی اور اسکے رسول کی تکذیب کی جاوے (یعنی جب بات تو ہو

مجالس صوفیہ کی فضیلت فضل مجالس الصوفیة

تائید عادت صوفیہ کہ عادت کو اکثر اشعار میں ضبط کرتے ہیں تصویب عادة الصوفیة من [illegible] فی الشعر

۷

اتريدون
ان يكذب الله
ورسوله۔

الحديث نحن معاشر الانبياء امرنا ان ننزل الناس منازلهم الحديث رويناه فی جزء من حديث ابی بكر الشخير من حديث عمر اخصر منه وعند ابی داؤد من حديث عائشة انزلوا الناس منازلهم وتمامه فی الاحياء ونكلمهم علی قدر عقولهم اه فيه ما عليه المحققون من الصوفية من تعليم كل بما هو اهله وكتمان بعض العلوم من العامة۔

الحديث العلم علمان علم علی اللسان الحديث الترمذی الحكيم فی النوادر وابن عبد البر من حديث الحسن عن جابر باسناد جيد واعله ابن الجوزی وتمامه فی الاحياء بعد قوله علی اللسان فذلك حجة الله علی خلقه

قرآن وحدیث کے موافق اور سمجھ میں آئے نہیں اور اس لئے کسی نے اس کو سچ نہ سمجھا تو تم سب نے خدا و رسول کی تکذیب کی)۔

حدیث ہم انبیار کی جماعت کو حکم ہوا ہی کہ لوگوں کو اُن کے مرتبوں پر رکھیں ہم سے ابو بکر شخیر کی حدیث کے ایک جزو میں اس کی روایت حدیث عمرؓ سے اس سے مختصر روایت کی گئی ہے اور ابو داؤد کی روایت میں حدیث عائشہ رضؓ سے یہ ہے کہ تم لوگوں کو اُن کے مرتبوں پر رکھو اور پوری روایت احیار میں ہے کہ ہم کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اُن سے اُن کے عقول کے موافق کلام کیا کریں اھ۔ اس میں دلالت ہے اس عمل پر جس پر صوفیہ محققین عامل ہیں کہ ہر شخص کو وہی تعلیم کرتے ہیں جس کا وہ اہل ہی اور بعض علوم کو عوام سے مخفی رکھتے ہیں۔

حدیث علم دو قسم ہے ایک علم محض زبان پر الخ اسکو حکیم ترمذی نے نوادر میں اور ابن عبد البر نے حسن کی روایت سے جابر سے سند جید کے ساتھ نقل کیا ہی اور ابن الجوزی نے اسکو معلول کہا ہی اور پوری روایت احیار میں اس طرح ہے کہ علی اللسان کے بعد یہ بھی ہے کہ یہ علم (زبانی) تو اللہ تعالے کی حجت ہی اسکی مخلوق پر (یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام دیا جاویگا

(باقی آئندہ)

وعلم فی القلب فذلك علم النافع فیه تقسیم العلم الی ما علی اللسان المحض و دل المقابل علی کونه غیر نافع والی ما فی القلب وسماه نافعا وهذا هو التفسیر للعلم الظاهر الذی یذمه القوم ای ما هو الظاهر المحض لا یصل اثره الی القلب والحدیث نص فی ذلك۔

الحدیث اذا رأیتم الرجل قد اوتی صمتا وزهدا الحدیث ابن ماجه من حدیث خلاد باسناد ضعیف وتمامه فی الاحیاء فاقتربوا منه فانه یلقن الحکمة اه تنبیه و حیث اقول فیما بعد تمامه فمرادی من الاحیاء ولا اکرره

الحدیث من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم ابو نعیم فی الحلیه

کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا) اور ایک علم ہے قلب میں (یعنی اس کا اثر قلب پر ہو) سو یہ علم نافع ہے **ف** اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں کی طرف ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو اور مقابلہ اسکا علم نافع کے ساتھ اس کے غیر نافع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا وہ علم جو قلب میں ہو۔ اور اس کو نافع فرمایا ہے۔ اور یہی (قسم اول) تفسیر ہے علم ظاہر کی جسکی صوفیہ مذمت کیا کرتے ہیں۔ جو ظاہر محض ہو جس کا اثر قلب پر نہ پہنچا ہو (کہ قلب میں محبت و خشیت وغیرہ پیدا کرے)۔ اور حدیث اس مطلب میں صریح ہے۔

9 **حدیث** جب تم دیکھو کسی شخص کو کہ اسکو خاموشی اور زہد عطا کیا گیا ہے الخ اس کو ابن ماجہ نے ابن خلاد کی حدیث سے اسنادِ ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور پورا مضمون احیاء میں اس طرح ہے کہ ایسے شخص سے قریب ہوا کرو۔ کیونکہ اس کو حکمت (یعنی علم حقائق) کی تلقین کی جاتی ہے فقط (منجانب اللہ) **تنبیہ** آگے جہاں تمامہ کا لفظ کہونگا وہ احیاء سے ہوگا۔ اب احیاء کا نام بار بار نہ لونگا۔

حدیث جو شخص اپنے اس علم پر عمل کرتا ہے جو اسنے حاصل کیا ہو اللہ تعالے اُس کو ایسا علم عطا فرماتا ہے جو اُس نے حاصل نہیں کیا۔ اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں

ذم العلم الظاهر المحض — علم ظاہری کی مذمت

علم الباطن

من حديث انس وضعفه الحديثان اصل لما يسمونه العلم الباطن الذى يترتب على العمل ولا دخل فيه للدرس۔

الحديث لا يزال العبد يتقرب الى بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت له سمعا وبصرا متفق عليه من حديث ابى هريرة بلفظ كنت سمعه وبصره وهو فى الحلية كما ذكره المؤلف من حديث انس بسند ضعيف اھ والذى ذكر المؤلف كنت سمعه الذى يسمع به الحديث قلت فى المشكوة عن البخارى فكنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصر به ويده التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها

انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی کہا ہے۔ یہ دونوں حدیث اصل ہیں اس کی جسکو علم باطن کہتے ہیں جو عمل پر مرتب ہوتا ہے اور جس میں درس تدریس کو کچھ دخل نہیں (چنانچہ ورث کے لفظ میں اس کے غیر مکتسب ہونے کی طرف اشارہ ہے)۔

حدیث (حق تعالے کا ارشاد ہے کہ) بندہ برابر نوافل کے ذریعہ سے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں پھر جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا سمع وبصر ہوجاتا ہوں۔ روایت کیا اس کو بخاری وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضہ کی روایت سے ان الفاظ سے کنت سمعہ وبصرہ اور وہ حلیہ میں مؤلف کے الفاظ (کنت لہ سمعا وبصرا) کے موافق حضرت انس کی روایت سے بسند ضعیف وارد ہے اور مؤلف نے جو ذکر کیا ہے یہ الفاظ ہیں کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث۔ میں کہتا ہوں کہ مشکوۃ میں بخاری سے یہ ہے کہ میں اس کا سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کا بصر ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا دست و پا ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے

ومانقرب الی عبدی بشیٔ
احب الی من اداء ما افترضت
علیه والحدیث اصل
لاصطلاحی الصوفیة
قرب الفرائض وقرب النوافل
وقد ذکرت حقیقتهما و
کون العنوانین موافقا للحدیث
فی کلید مثنوی ومسائل المثنوی
الحدیث لما تلا رسول
اللہ صلی اللہ علیه وسلم
فمن یرد اللہ ان یهدیه
یشرح صدره للاسلام
الحدیث الحاکم والبیهقی
فی الزهد من حدیث ابن
مسعود وتمامه فقیل له
ما هذا الشرح فقال ان النور
اذا قذف فی القلب انشرح
له الصدر وانفسح قیل فهل
لذلک من علامة قال صلی اللہ علیه
وسلم نعم التجافی عن دار الغرور والانابة
الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله

اور شروع کا جزو حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ امیرے بندہ نے کسی عمل کے ذریعہ سے میرا
قرب حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک ادائے
فرض سے زیادہ محبوب ہو۔ **ف** اور یہ حدیث
اصل ہے صوفیہ کے ان دو اصطلاحوں کی قرب
فرائض و قرب نوافل۔ اور میں نے ان دونوں کی
حقیقت اور ان دونوں عنوانوں کا حدیث کے
موافق ہونا کلید مثنوی و مسائل مثنوی میں ذکر کیا ہے
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہدایت
اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے تو اس کا سینہ اسلام
کے لئے کھول دیتے ہیں الخ اس حدیث کو حاکم
اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعود رض کی روایت سے
نقل کیا۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ آپ سے عرض
کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہے تو اس کے
سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے عرض
کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپ نے فرمایا
ہاں دار الغرور (دنیا) سے ہٹ جانا۔ اور دار الخلود
(آخرت) کی طرف متوجہ ہونا۔ اور موت آنے سے
پہلے اس کے لیے تیار ہو جانا **ف** اس حدیث میں

قرب فرائض و قرب نوافل — قرب الفرائض وقرب النوافل

اثبات الامور الباطنیة بالحجة الاحوال الوهبیة وبعض علامات الکاملین

اثبات للنور الباطنی و اثبات بعض الاحوال الوھبیۃ وفیہ بعض علامات الکاملین

الحدیث الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ ابن حبان فی الضعفاء من حدیث ابن عمرؓ وابو منصور الدیلمی من حدیث ابی رافع بسند ضعیف قلت المراد بالشیخ الکبیر السن لا المرشد لکون ھذا الاطلاق مستحدثا ومن ثم اوردہ الغزالی فی بیان شرف العقل وقال فی علتہ لیس ذلک لکثرۃ مالہ ولا لکبر شخصہ ولا لزیادۃ قوتہ بل لزیادۃ تجربتہ التی ھی ثمرۃ عقلہ اھ نعم یثبت ھذا المعنی من حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ من حدیث ابی الدرداء کما ذکر فی التخریج قلت

نور باطنی کا اثبات ہے اور نیز بعض احوال موہوبہ کا اثبات ہے اور نیز اس میں کاملین کی بعض علامات مذکور ہیں۔

حدیث پیر اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں روایت کیا اس کو ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں ابن عمرؓ کی روایت سے بسند ضعیف میں کہتا ہوں کہ پیر سے مراد پیرانہ سال (بوڑھا) ہے نہ کہ (پیر بمعنی) مرشد کیونکہ یہ اطلاق جدید ہے (زمانہ نبوی میں نہ تھا اس لئے یہ معنے مراد نہیں ہو سکتے) اور اسی لئے امام غزالیؒ اس کو شرف عقل کے بیان میں لائے ہیں اور اس کی وجہ میں یہ کہا ہے کہ یہ فضیلت نہ اس کی کثرت مال کے سبب ہے نہ اس کے عظیم الجثہ ہونے کے سبب نہ زیادت قوت کے سبب بلکہ زیادتی تجربہ کے سبب ہے جو کہ اس کی عقل کا ثمرہ ہے اھ (یہ تقریر صاف دلالت کر رہی ہے مدعائے مذکور پر) البتہ یہ مضمون (فضیلت مرشد کا) ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے (۲) یہ کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابوالدرداء کی روایت سے جیسا کہ تخریج عراقی میں مذکور ہے اور نیز میں

(تحقیق معنی الشیخ فی قومہ واثبات فضل اہل ارشاد)

(باقی آئندہ)

قلت وفي دلالة الحديث الثاني على
فضل اهل الارشاد ظاهر وعين
استنباطه من الحديث الاول
ايضا لانه لما جعل مدار الفضل
مطلق العقل والتجربة فالذي
يتعلق بالدين بالاولى وكونه في
اهل الارشاد مشاهد فهم
احق بهذا الفضل۔

الحديث اذا تقرب الناس
بانواع البر فتقرب انت بعقلك
ابو نعيم في الحلية من حديث
علي اذا اكتسب الناس من انواع
البر ليتقربوا بها الى ربنا عز وجل
فاكتسب انت من انواع العقل
تسبقهم بالزلفة والقرب واسناده
ضعيف قلت اورده المولوي الرومي
في مثنويه وشرحه احسن شرح كما هو
دابه رحمه الله تعالى وفيه اثبات
لفضل المعارف الدينية واهلها
وظاهر ان اعظم مصداقه
عقل العرفاء

میں کہتا ہوں کہ حدیث ثانی کی دلالت مرشدین کی فضیلت
پر ظاہر ہی ہے اور ابعد تامل اس کا استنباط حدیث
اول سے بھی اس طرح ممکن ہے کہ جب اب بڑے شخص
کی افضیلت کا مدار مطلق عقل و تجربہ کو ٹھیرایا گیا
تو جس عقل و تجربہ کا تعلق دین سے ہوگا وہ تو بدرجہ
اولےٰ مدار فضیلت ہوگا اور ایسے عقل و تجربہ کا مرشدین
میں ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے تو وہ اس فضیلت
کے زیادہ مستحق ہونگے۔

حدیث۔ جب اور لوگ نیکی کے مختلف انواع
سے تقرب حاصل کریں تو تم اپنی عقل سے تقرب
حاصل کرو اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت علی رضہ
کی روایت سے ذکر کیا اس طرح کہ جب اور لوگ
نیکی کے انواع کا اکتساب کریں تم عقل کے انواع
کا اکتساب کرو۔ تم اُن سب سے نزدیکی اور قرب
میں بڑھ جاؤ گے اور اس کی اسناد ضعیف ہے
میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مولانا رومی رح اپنی
مثنوی میں لائے ہیں اور اس کی نہایت خوبی
سے شرح فرمائی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے اور
اس میں اثبات ہے علوم دینیہ اور اس کے علماء
کی فضیلت کا اور ظاہر ہے کہ اس عقل مذکور فی
الحدیث کا سب سے بڑا مصداق عارفین

فضل العرفاء والعارفین

اهل الطريق الذى يصلون به ويوصلون به الى المحبوب الحقيقى ومن ثم قالوا ركعتا العارف افضل من الف ركعة غير العارف۔

اہل طریقت کی عقل ہے جس سے محبوب حقیقی تک خود پہونچتے اور دوسروں کو پہونچاتے ہیں اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

کون بعض معانی القرآن مختفیا عن اهل الظاهر

الحديث ان للقرآن ظاهرا وباطنا الحديث ابن حبان فى صحيحه من حديث ابن مسعود بنحوه وتمامه وحدا ومطلعا دل على كون بعض الاسرار فى القرآن بحيث لا يصل اليه افهام العوام والخواص كالعوام وح فليس لاهل الظاهر المنكير على اهل الباطن فى مثل تلك العلوم اذا لم ينفعها الدليل القاطع

حدیث۔ قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن مسعود کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ نیز قرآن (کے ظاہر و باطن) کی ایک حد (بھی) ہے (کہ وہاں اہل ظاہر یا اہل باطن کا ادراک ختم ہو جاتا ہے)۔ اور ایک طریق اطلاع (بھی) ہے (کہ اس طریق کے ذریعہ سے وہاں تک ادراک کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ ظاہر قرآن کے ادراک کا طریق لغات و عربیۃ و اسباب نزول وغیرہا کی مہارت ہے اور باطن قرآن کے ادراک کا طریق علوم مذکورہ کے ساتھ ذوق اجتہاد و نور معرفت و امثالہا ہے علی اختلاف مراتب البطون) **ف** یہ حدیث اس پر دال ہے کہ بعض اسرار قرآن مجید میں ایسے ہیں جن تک عوام اور خواص کالعوام کے افہام کی رسائی نہیں ہوتی تو اس حالت میں اہل ظاہر کو یہ حق نہیں کہ اہل باطن پر ایسے علوم میں نکیر (و اعتراض) کریں بشرطیکہ کوئی دلیل قطعی

قرآن کے بعض معانی کا اہل ظاہر سے مخفی ہونا

من اللغـــــة

اوالشرع

الحديث لا احصی ثناء عليك انت کما اثنيت علی نفسك مسلم من حديث عائشة انها سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول ذلك فی سجوده اه دل الحديث علی امرين احدهما کون الحق سبحانه وتعالی غير مدرك بالکنه لسيد العالمين والعالمين فکيف لغيره من العالمين والعالمين فان الاحصاء بالشیء هو ادراکه بالکنه فانتفاء الاحصاء انتفاء للادراك بالکنه و الثانی کون علمه صلی الله عليه وسلم غير محيط بالواقعيات فان کمالاته تعالی من الواقعيات وقد جعل صلی الله عليه وسلم علمه غير محيط به هذا

الحديث ان لله سبعين حجابا من نور لو کشفها لاحرقت سبحات وجهه

لغوی یا شرعی اُن علوم کی نفی نہ کرتی ہو اور نہ انکار واجب ہے)۔

حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں آپ کی ثنا کا احاطہ نہیں کرسکتا آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے اپنی خود ثنا فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے کہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سُنا **ف** حدیث دو امر پر دال ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ادراک بالکنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ہوا تو دوسرے کو تو کیا ہوتا کیونکہ کسی شے کا احاطہ یہ ہے کہ اُس کا ادراک بالکنہ ہو تو احاطہ کا انتفاء ادراک بالکنہ کا انتفاء ہے۔ اور دوسرا امر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام واقعیات کو محیط نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے کمالات واقعیات میں سے ہیں اور آپ نے اپنے علم کو اُن کے لئے اُسکو غیر محیط فرمایا ہے۔

حدیث حق تعالیٰ کے سامنے ستر حجاب ہیں نور کے اگر وہ ان کو کھول دیں تو اُن کی ذات کے انوار تمام اُن چیزوں کو جلا ڈالیں جن کو اُن کی بصر ادراک کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اُن کے

رویت حق کا منع ہونا دنیا میں اور دار دوزخ باکسب و ال آخرت میں ہی

ما ادرکه بصره ابو الشیخ ابن حبان
فی کتاب العظمة من حدیث
ابی هریرة بین الله وبین
الملائکة الذین حول العرش
سبعون حجابا من نور واسناده
ضعیف وفیه ایضا من حدیث
انس قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم لجبریل
هل تری ربک قال ان
بینی وبینه سبعین حجابا
من نور وظلمة وفی الاکبر
للطبرانی من حدیث سهل
بن سعد دون الله تعالی
الف حجاب من نور و
ظلمة ولمسلم من حدیث
ابی موسی حجابه النور
لو کشفه لاحرقت سبحات
وجهه ما انتهی الیه
بصره من خلقه ولابن ماجه
ادرکه بصره قلت
ولمسلم فی روایة النار

امتناع رویة الحق فی الحال واقدار الاکثرین فی المآل

ادراک بصر سے کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں) روایت کیا اسکو ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب العظمۃ میں ابوہریرہ رضؓ کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور اُن ملائکہ کے درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی میں ہیں ستر حجاب نور کے ہیں اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور اسی کتاب میں حضرت انس رضؓ کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السّلام نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو دیکھتے ہو انہوں نے کہا کہ میرے اور اُن کے درمیان میں ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور طبرانی کے اکبر میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے کہ حق تعالیٰ کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور مسلم میں ابو موسے کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب نور ہے اگر وہ اُن کو کھولدیں تو اُن کی ذات کے انوار تمام اُن مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک اُنکی بصر پہونچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ اُن کی بصر کی رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں ادرکہ بصرہ ہے (جیسا کہ اول روایت میں تھا) میں کہتا ہوں کہ مسلم کی ایک روایت میں بجائے النور کے النار ہے

باقی آئندہ

النار و فی کنز العمال (ج ۵
صفحہ ۲۵۹) بروایۃ الطبرانی
فی الکبیر عن ابن عمر و سهل
بن سعد بعد قوله وظلمة
زيادة ما تسمع نفس من
حسن تلك الحجب الا زهقت
اھ **ف** فيه اثبات للحجب
بين العبد وبين ربه تعالى
وهذا الاطلاق شائع
على السنة الصوفية و
فيه امتناع لرؤية الله
تعالى فى الحال مطلقا و
فى المآل برفع حجاب الكبرياء
الذى حاصله الادراك
بالكنه -

الحديث قلب العبد بين
اصبعين من اصابع الرحمن مسلم
من حديث عبد الله بن عمرو
ف فى الحديث كون بعض احوال
القلب غير اختيارى مطلقا و
بعضها غير اختيارى بالاختيار

النور کے النار ہے (یعنی اُن کا حجاب نار ہو اسی
نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرما دیا) اور کنز العمال
میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر اور سہل بن سعد
کے وظلمۃ کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان
ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ کو سن لے کہ فوراً
نکل جاوے **ف** اس حدیث میں اثبات ہے
حجابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں اور
لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت
سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا
ممتنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور
فی المآل (یعنی آخرت میں) حجاب کبریا کے مرتفع
ہوجانے سے جس کا حاصل ادراک بالکنہ ہو (دلالت
علی الامتناع اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو
جو کہ مقدمہ ہے رویت کا مستلزم انعدام مدرک
فرمایا اور انعدام میں رویت ممتنع ہے)۔

حدیث بندہ کا دل حق تعالے کی انگلیوں میں
سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ذکر کیا اسکو
مسلم نے عبداللہ بن عمرو کی روایت سے **ف**
اس حدیث میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقاً غیر
اختیاری ہونا اور بعض کا اختیار مستقل کے اعتبار
سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے اور انگلیوں کے

المستقل

الحدیث الحجر یمین اللّٰہ فی الارض الحاکم وصححہ من حدیث عبداللّٰہ بن عمرو قلت وزاد فی کتاب الحج من حدیث ابن عباس یصافح بہا خلقہ

ف فی الحدیث کون بعض الاشیاء المعظمۃ مظاہر لبعض التجلیات الالٰہیۃ وبناء علی ذلک المظہریۃ سمی الحجر یمینا تجوزا۔

مظاہر بعض الاکوان للتجلیات

۱۸ **الحدیث** انی لاجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن احمد من حدیث ابی ھریرۃ فی حدیث قال فیہ واجد نفس ربکم من قبل الیمن ورجالہ ثقات

ف فیہ ما فی ما قبلہ حیث سمی البرکات الخاصۃ لبعض الکمل نفس الرحمٰن بناء علی ذلک التجلی (ونفس ھذا الحرکۃ الفاء)

الحدیث حدیث تسبیح الحصی

معنے کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیئے)۔

حدیث حجر اسود (گویا) حق تعالے کا دست مبارک ہے دنیا میں حاکم نے مع تصحیح اسکو عبداللہ بن عمرو کی روایت سے نقل کیا اور کتاب الحج میں ابن عباسؓ کی روایت سے یہ اور زیادہ کیا کہ اس سے اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرماوینگے

ف اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بعض کائنات معظمہ بعض تجلیات آلہیہ کے مظاہر ہوتے ہیں اور اسی مظہریت کی بنا ء پر حجر اسود کو دست مبارک مجازاً فرمایا گیا (اس سے زیادہ گفتگو اس مضمون میں نہ کرنا چاہیئے)۔

حدیث میں حق تعالے کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں احمد نے ابو ہریرہ رضؓ کی روایت سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہارے رب کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں اور اس کے رجال ثقہ ہیں

ف اس میں بھی وہی مسئلہ مذکور ہے جو اس کے قبل کی حدیث میں تھا اس حیثیت سے کہ بعض کاملین کی برکات خاصہ کو رحمٰن کا دم مبارک فرمایا اسی تجلی خاص (کی مظہریت) کی بناء پر۔

حدیث سنگریزوں کے تسبیح کی حدیث اسکو

شعور الجمادات

البیہقی فی دلائل النبوۃ من حدیث ابی ذر وقال صالح بن ابی الاحصر لیس بالحافظ والمحفوظ روایۃ رجل من بنی سلیم لم یسم **ف** فیہ اثبات للشعور فی الجمادات وھو من جملۃ المحسوس عند اھل الکشف۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذر کی روایت سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ صالح بن ابی الاحصر حافظ نہیں ہے اور محفوظ بنی سلیم کے ایک شخص غیر معلوم الاسم کی روایت ہے **ف** اس میں جمادات کے ذی شعور ہونے کا اثبات ہے اور اہل کشف کے نزدیک تو یہ منجملہ محسوسات کے ہے۔

۱۹

الحدیث الشرک اخفی فی امتی من دبیب النمل علی الصفا ابویعلی وابن عدی وابن حبان فی الضعفاء من حدیث ابی بکر ولاحمد والطبرانی نحوہ من حدیث ابی موسیٰ **ف** فیہ ما یدل علیہ اھل الارشاد سالکی الطریق من التدقیق فی الاعمال الباطنۃ ویعدہ اھل الظاھر غلوا وتشددا۔

التدقیق فی الطریق

حدیث شرک میری امت میں (یعنی بعض میں) صاف چٹان پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ خفی ہوگا۔ ذکر کیا اس کو ابویعلی اور ابن عدی نے اور ابن حبان نے ضعفا میں ابوبکر کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے اسی کے قریب ابوموسے کی روایت سے نقل کیا ہے **ف** اس حدیث میں وہ امر مذکور ہے جو اہل ارشاد سالکان طریق کو جتلاتے رہتے ہیں یعنی اعمال باطنہ میں تدقیق (وکاوش) اور اہل ظاہر اس کو غلو اور تشدد شمار کرتے ہیں (اور اس وجہ سے اہل طریق پر انکار کرتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ایک درجہ ایسا خفی ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے کہ مقصود اس تنبیہ سے اہتمام تحرز ہے یہ تدقیق نہیں تو کیا ہے مگر تعمق نہیں ہے)

كتاب الصلوٰة

الحديث ان اقرب ما يكون العبد الى الله ان يكون ساجدا م من حديث ابى هريرة فيه كون حقيقة قرب العابد وراء العلم لان قرب العلمي لا يختص بالعابد وهو القراب الخاص المامور بتحصيله۔

كون القرب الخاص وراء القرب العلمى

۲۰ **الحديث** من صلى ركعتين لم يحدث فيهما نفسه بشئ من الدنيا غفر له ما تقدم من ذنبه ابن ابى شيبة فى المصنف من حديث صلة بن اشيم مرسلا وهو فى الصحيحين من حديث عثمان بزيادة فى اوله دون قوله بشئ من الدنيا وزاد طس الا بخير فيه ان حديث النفس الذى يخل بكمال الصلوٰة هو ما كان عن قصد واختيار كما هو

اتمام حديث النفس اذا صدرة

کتاب الصلوٰۃ

حدیث سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہؓ کی روایت سے **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ اہل طاعت کے قرب کی حقیقت قرب علمی کے سوا ہے کیونکہ قرب علمی تو اہلِ عبادت کے ساتھ خاص نہیں (اور یہاں ساجد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے) اور یہ وہ قرب خاص ہے جسکی تحصیل کا امر کیا گیا ہے۔

حدیث جو شخص ایسی دو رکعتیں پڑھے جنمیں اپنے نفس سے کسی قسم کی دنیا کی باتیں نہ کرے اس کے تمام گذشتہ گناہ بخشدیئے جاتے ہیں روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے صلہ بن اشیم کی حدیث سے مرسلاً اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت عثمانؓ کی روایت سے اول میں زیادت کے ساتھ ہے اور اس میں بشئ من الدنیا نہیں ہے۔ اور طبرانی نے اوسط میں الا بخیر بڑھایا ہے۔ اس حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو حدیث النفس کمال صلوٰۃ میں مخل ہے وہ وہ ہے جو قصد و اختیار سے ہو۔

مدلول قوله يحدث فان
التحديث غير التحدث ثم
هو لا يذم مطلقا بل ما كان
من الدنيا واما ما كان من
الخير اى الدين فانه غير
مذموم لكنه مخصوص بالضرورى
وبه خرج الجواب عما يورد
على قول عمر رض انى لاجهز
جيشى وانا فى الصلوة واما
غير الضرورى فينفيه قوله
عليه السلام فى مثل هذا
الحديث مقبلا عليهما بقلبه
لان الاقبال على الصلوة
لا يجتمع مع الاقبال على غير
الصلوة وتجويز الضرورى هو
ما ادى عليه رائى اخذا
من قوله من الدنيا و
قوله الا بخير فى
هذا الحديث
وليراجع
الى المحققين

جیساکہ یحدث کا لفظ اسپر دال ہے کیونکہ تحدیث
اور ہے اور تحدث اور (اور حدیث میں تحدث آیا
ہے) پھر وہ (حدیث النفس اختیاری) بھی علی الاطلاق
مذموم نہیں بلکہ وہ (مذموم ہے) جو دنیا کی قبیل سے
ہو اور جو خیر یعنی دین ہے وہ مذموم نہیں لیکن یہ
(مذموم نہ ہونا) ضروری کے ساتھ خاص ہے اور
اسی سے اُس اشکال کا جواب نکل آیا جو حضرت
عمر رض کے قول پر وارد کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں
کہ میں اپنے لشکر کی تیاری کیا کرتا ہوں اور نماز کی
حالت میں ہوتا ہوں (حاصل جواب یہی ہے کہ یہ
حدیث النفس گو اختیاری ہو مگر دین اور ضروری ہے) ۲۱
باقی جو غیر ضروری ہو اُس کی نفی اس حدیث سے
ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک ایسی ہی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اُن دو
رکعتوں پر اپنے قلب سے متوجہ ہے (اور یہ نفی)
اس لئے (ہوتی ہے) کہ توجہ الی الصلوۃ توجہ الی
غیر الصلوۃ کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور اس ضروری
(دینی حدیث النفس) کے جائز رکھنے کی طرف
میری رائے کی رسائی ہوئی ہے جس کو من الدنیا
اور الا بخیر سے اخذ کیا ہے جو اس حدیث میں ہے
دوسرے محققین سے بھی بحث کرلیا جاوے۔

الحدیث انما الصلوٰۃ تمسکن
ودعاء وتضرع تن بنحوہ
من حدیث الفضل بن عباس
باسناد مضطرب وتمامہ
انما الصلوٰۃ تمسکن وتواضع
وتضرع وتأوہ وتنادم و
تقنع یدیک فتقول اللھم
اللھم فمن لم یفعل فھی
خداج قلت وفی الترغیب
باب الترھیب من عدم
اتمام الرکوع عن سنن الترمذی ۲۲
والنسائی وصحیح ابن خزیمۃ
فی اٰخر الحدیث وتقنع یدیک
یقول ترفعھما الی ربک مستقبلا
ببطونھما وجھک وتقول یارب
یارب ومن لم یفعل ذلک فھی
کذا وکذا ای ناقص فی الفضیلۃ
لا فی الصحۃ قلت دل علی مطلوبیۃ الخشوع
فی الصلوٰۃ وعلی مشروعیۃ الدعاء
عقیب الصلوٰۃ کما ھو معتاد الصلحاء
والمصلین فی رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلوٰۃ لا یکون فی الصلوٰۃ

الخشوع فی الصلوٰۃ والدعاء عقیبہا

حدیث نماز تو ان چیزوں کا نام ہے اظہار سکنت
اور دعا اور تضرع روایت کیا اس کو ترمذی نے
اور نسائی نے اس کے قریب قریب فضل بن
عباس کی حدیث سے باسناد مضطرب اور
پوری حدیث (احیاء میں) اس طرح ہے کہ نماز صرف
ان چیزوں کا نام ہے اظہار سکنت اور تواضع
اور تضرع اور رقت قلب اور اظہار ندامت اور
یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللھم اللھم کہو (یعنی دعا کرو)
جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادھوری ہے میں
کہتا ہوں کہ تقنع یدیک الخ کو ترغیب میں بھی
ترمذی اور نسائی اور صحیح ابن خزیمہ سے نقل کیا
ہے یعنی دونوں ہاتھ پروردگار سے دعا کرنے کے
لئے اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف
رہے اور یارب یارب کہو اور جو ایسا نہ کرے اسکی
نماز ناقص ہے اور اس کے ترک کو جو موجب نقصان
فرمایا گیا ہے یہ نقصان فضیلت میں ہے نہ کہ
صحت میں **ف** دو چیزوں پر اس سے دلالت
ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے
نماز کے بعد دعا کا مشروع ہونا جیسا صلحاء اور
نمازیوں میں معتاد ہے کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا
نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔

الحدیث اذا صلیت فصل صلوٰۃ مودع ابن ماجہ من حدیث ابی ایوب و (ک) من حدیث سعد بن ابی وقاص وقال صحیح الاسناد والبیہقی فی الزہد من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ ومن حدیث انس رضی اللہ عنہ بنحوہ **ف** فیہ تعلیم طریق تکمیل الصلوٰۃ بمراقبۃ احتمال کون ھذہ الصلوٰۃ اٰخر الصلوٰۃ وھو عجیب یشاھدہ من جرب۔

الحدیث حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا ونحدثہ فاذا حضرتہ الصلوٰۃ کانہ لم یعرفنا ولم نعرفہ الازدی فی الضعفاء من حدیث سوید بن غفلۃ مرسلا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمع الاذان کانہ لایعرف احدا من الناس **ف** ھذا ھو الولہ والعشق الذی ینکرہ اکثر اھل الظاہر

علاج تکمیل الصلوٰۃ
باحتمال آخر الصلوٰۃ

حدیث جب تم نماز پڑھو تو اُس شخص کی سی نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑنے والا ہو (اور اس وجہ سے اس نماز کو آخری نماز سمجھنے والا ہو) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابوایوب کی حدیث سے اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا اور بیہقی نے زہد میں ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا اور انسؓ کی حدیث سے اس کے قریب قریب **ف** اس حدیث میں تعلیم ہے طریقہ تکمیل نماز کی اس مراقبہ سے کہ یہ احتمال رکھے کہ شاید یہ آخری نماز ہو اور یہ طریق عجیب ہے جو تجربہ کریگا مشاہدہ کرلیگا

۲۳ **حدیث** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ کی یہ حالت ہوجاتی گویا نہ آپ ہم کو پہچانتے ہوں اور نہ ہم آپ کو ازدی نے ضعفا میں سوید بن غفلہ کی حدیث سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سُنتے تھے تو یہ حالت ہوجاتی کہ گویا آپ کسی کو بھی نہیں پہچانتے **ف** یہ وہی ازخود رفتگی اور عشق ہے جسکے اکثر اہل ظاہر منکر ہیں (اور صوفیہ اسکے قائل ہیں)

الولہ والعشق
لاہل الحق

۲۴ اشتراط احضار القلب شرطا للقبول — احضار قلب کا شرط قبول ہونا

الحديث لا ينظر الله الى صلوة لا يحضر الرجل فيها قلبه مع بدنه لم اجده بهذا اللفظ وروى محمد بن نصر فى كتاب الصلوة من رواية عثمان بن ابى دهرش مرسلا لا يقبل الله من عبد عملا حتى يشهد قلبه مع بدنه ورواه ابو منصور الديلمى فى مسند الفردوس من حديث ابى بن كعب و اسناده ضعيف۔

ف فيه دلالة صحيحة على كون احضار القلب الاختيارى لا الحضور الغير الاختيارى شرطا لقبول الطاعة۔

الحديث راى رجلا يعبث بلحيته فى الصلوة وقال لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه ت الحكيم فى النوادر من حديث ابى هريرة

حدیث اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف نظر بھی نہیں فرماتے جس میں آدمی اپنے قلب کو اپنے بدن کے ساتھ حاضر نہ کرے میں نے اس حدیث کو ان لفظوں سے نہیں پایا اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں عثمان بن ابی دہرش کی روایت سے مرسلاً یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔ یہانتک کہ اس کا قلب اس کے بدن کے ساتھ حاضر ہو اور اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی بن کعب کی حدیث سے روایت کیا، اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

ف اس میں صریح دلالت ہے اس پر کہ قلب کا حاضر رکھنا جو کہ فعل اختیاری ہے شرط ہے قبول طاعت کی نہ کہ قلب کا حاضر رہنا جو کہ امر غیر اختیاری ہے (اور احضار کا شرط نہ کہنا تفریط ہے اور حضور کا شرط کہنا افراط ہے)۔

حدیث آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی سے شغل کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کا قلب خشوع والا ہوتا تو اس کے جوارح بھی خشوع والے ہوتے۔ اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوہریرہؓ سے سند ضعیف سے

بسند ضعیف والمعروف انہ من قول سعید بن المسیب رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف وفیہ رجل لم یسم **ف** فیہ کذب دعوی الباطن اذا خالفہ الظاہر۔

الحدیث حدیث النھی عن صلوۃ الحاقن الی قولہ و م من حدیث عائشۃؓ لا صلوۃ بحضرۃ طعام ولا ھو یدافعہ الاخبثان **ف** فیہ اصل ما علیہ اھل الطریق من قطع الاسباب المشوشۃ

الحدیث حدیث ان ابا طلحۃ صلی فی حائط لہ فیہ شجر فاعجبہ ریش طائر فی الشجر الحدیث فی سھوہ فی الصلوۃ وتصدقہ بالحائط مالک

روایت کیا ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن المسیب کا قول ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور اس کی سند میں ایک ایسا شخص ہے جس کا نام نہیں بتلایا گیا **ف** اس میں اس پر دلالت ہے کہ باطن کا دعویٰ کرنا کذب ہے جبکہ ظاہری حالت اُس کے خلاف ہو بلکہ باطن جب درست ہوگا ظاہر ضرور ہی درست ہوگا

حدیث جس میں ممانعت ہے نماز پڑھنے سے ایسے شخص کے جس پر پیشاب پائخانہ کا دباؤ ہو اس قول تک کہ مسلم نے حدیث عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ کھانے کے سامنے آنے پر نماز نہیں اور نہ ایسی حالت میں کہ پیشاب پائخانہ اس سے کشاکشی کرتے ہوں **ف** اس حدیث میں اصل ہے اہل طریق کے اس معمول کی کہ وہ اسباب مشوشۂ قلب کو قطع کرتے رہتے ہیں۔

حدیث یہ روایت کہ ابوطلحہ نے اپنے ایک باغ میں نماز پڑھی جس میں ایک درخت تھا اس درخت میں ان کو ایک پرندہ کا پر خوشنما معلوم ہوا پوری حدیث ان کے سہو فی الصلوۃ اس باغ کو تصدق کر دینے کے باب میں ہے امام مالک نے

استدلال علی اصلاح الباطن باصلاح الظاہر

۲۵ قطع الاسباب المشوشۃ

عن عبد الله بن
ابی بکر ان اباطلحة
الانصاری فذکر　　الغیرة
بنحوہ ف فیہ
اصل الغیرة یعنی
ازالة ما یمنعہ عن
المحبوب و
المطلوب

الحدیث ارحنا یابلال
قط فی العلل من حدیث بلال
ولابی داؤد نحوہ من حدیث　　۲۶
رجل من الصحابة لم یسم
باسناد صحیح ف للحدیث
محملان الاراحة بالاشتغال
بالصلوة ومقدماتها والا
راحة بالفراغ عنها والاولی
راحة اللقاء والثانیة راحة
الرضاء واما الراحة بحط الاثقال
فحظ المحجوبین وعلامتها
علامارتیاحهم
بالاشتغال

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ انصاری نے الخ پھر اسی طرح ذکر کیا (جیسا اوپر گذرا) **ف** اس حدیث میں حال غیرت کی اصل ہے یعنی ایسی چیز کو اپنے سے جدا کر دینا جو کہ محبوب اور مطلوب سے مانع ہو (جیسا ان صحابی کو باغ کی طرف توجہ ہونے سے نماز میں سہو ہوا انہوں نے اس کو اپنی ملک سے خارج کر دیا) ۔

حدیث اے بلال ہم کو راحت دے۔
دارقطنی نے علل میں حدیث بلال سے روایت کیا اور ابوداؤد نے اس کے قریب باسناد صحیح ایک ایسے صحابی کی حدیث سے روایت کیا جن کا نام نہیں لیا گیا **ف** اس حدیث کے دو محمل ہیں ایک راحت دینا نماز میں اور اسکے مقدمات میں مشغول ہونے کے ساتھ اور دوسرا راحت دینا نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ پہلی راحت راحت لقا کی ہے اور دوسری راحت راحت رضا کی ہے (اور دونوں مطلوب ہیں) باقی یہ راحت کہ بوجھ اتر گیا یہ حظ ہے محجوبین کا اور اس راحت کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ مشغولی سے راحت نہیں پاتے جیسے

کفرحھم بالافطار
دون الصوم بخلاف
حال الواصلین فان
لھم بالصوم فرحة
وبالافطار فرحة

الحدیث قال ابو ھریرة
کیف الحیاء من اللہ قال
تستحیی منه کما تستحیی من
الرجل الصالح من قومك
الخرائطی فی مکارم الاخلاق ھق
فی الشعب من حدیث سعید
بن زید مرسلا بنحوہ وارسله
ھق بزیادة ابن عمر فی السند
وفی العلل قط عن ابن عمر له
وقال انه اشبه شیئ بالصواب
لورودہ من حدیث سعید بن زید
احد العشرة **ف** فیه
تسھیل للاستحیاء المانع
عن المعصیة باستحضار ان
لو رأنی فلان الصالح من
قومی ما اقدمت علیھا

وہ لوگ افطار سے خوش ہوتے ہیں روزہ سے
خوش نہیں ہوتے بخلاف حال واصلین کے کہ انکو
روزہ سے بھی ایک فرحت ہوتی ہے (فرحت
لقاء) اور افطار سے دوسری فرحت ہوتی ہے
(فرحت رضا)۔

حدیث ابوہریرہ رض نے پوچھا کہ خدا تعالی
سے حیا کرنا کیسے ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس
سے ایسی حیا کرو جیسے اپنی قوم کے مرد صالح
سے کرتے ہو خرائطی نے مکارم اخلاق میں
روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب میں حدیث
۲۷ سعید بن زید سے مرسلاً روایت کیا اسی کے
قریب اور بیہقی نے سند میں ابن عمر کی زیادتی
کے ساتھ روایت کیا اور علل میں دار قطنی نے
ابن عمر سے ان ہی کا قول روایت کیا اور یہ
بھی کہا کہ یہ صواب کے مشابہ تر ہے بوجہ اسکے
کہ سعید بن زید کی حدیث سے وارد ہوا ہے
جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں **ف** اس میں
آسان طریقے کی تعلیم ہے حیا کی جو کہ مانع ہے
معصیت سے اس طور پر کہ اس امر کو مستحضر
رکھا جاوے کہ اگر مجھ کو فلاں بزرگ میری قوم
کا دیکھتا ہوتا تو میں معصیت پر کبھی اقدام نہ کرتا

الحیاء من اللہ وطریقہ
[illegible]

قطع فاللہ احق ان یستحیی
منہ۔
الحدیث حدیث الوتر
سبع عشرۃ ابن المبارک
من حدیث طاؤس مرسلا
کان یصلی سبع عشرۃ رکعۃ
من اللیل **ف** فیہ عدم
تحدید صلوۃ اللیل بعشرۃ
او اثنتی عشرۃ فلا ینکر
علی ما کان بعض
۲۸ المشائخ یصلون مائۃ
رکعۃ او اکثر
باللیل۔
الحدیث حدیث لولا
صبیان رضع ومشائخ رکع
الحدیث ہق وضعفہ من
حدیث ابی ہریرۃ وتمامہا
وبہائم رتع لصب علیکم
العذاب صبا **ف** فیہ
قطع لعرق العجب
بمراقبۃ الاستفادۃ

تحدید صلوٰۃ اللیل
عدم تحدید صلوٰۃ اللیل

تو حق تعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے
حیا کی جاوے۔
حدیث وتر (یعنی صلوۃ اللیل جس میں
تہجد اور وتر دونوں آگئے) سترہ رکعت ہیں
ابن مبارک نے طاوس کی حدیث سے روایت
کیا ہے کہ آپ شب میں سترہ رکعت پڑھتے
تھے (تہجد و وتر کی) **ف** اس حدیث میں
اس پر دلالت ہے کہ صلوۃ اللیل دس یا بارہ
رکعت کے ساتھ محدود نہیں پس اس عادت
پر انکار نہ کیا جاوے گا کہ بعض مشائخ شب میں
سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے (اور یہ زیادت
تحدیدات پر زیادت نہیں ہے اور یہ فرق سمجھنا
اکثر مواقع پر مجتہدین ہی کا کام ہے)۔
حدیث۔ اگر شیر خوار بچے نہ ہوتے اور
کوزہ پشت بوڑھے نہ ہوتے اس کو بیہقی نے
ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور
ضعیف بھی کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے
اور چرنے والے بہائم نہ ہوتے تو تم پر عذاب
بارش کی طرح برستا **ف** اس میں خود بینی
کی جڑ قطع کر دی گئی ہے اس طرح سے کہ ایسے
لوگوں سے فائدہ حاصل ہونے کا مراقبہ کیا جاوے

(باقی آئندہ)

ممن یستحقرون

الحدیث احب الاعمال الی الله ادومها وان قل اخرجاه من حدیث عائشة رض **ف** وهذا مما لا یختلف فیه اثنان من اهل الطریق۔

الحدیث حدیث عائشة من عبد الله عبادة ثم ترکها ملالة مقته الله ورواه ابن السنی فی ریاضة المتعبدین موقوفا علی عائشة رض **ف** المقت له درجات ادناه الحرمان من المحبة الخاصة وان ارید به المتبادر یحمل علی الافضاء الیه فی الاکثر وصرح به اهل البصیرة و التجربة من اهل الطریق ان الاعراض له بدایة وهو الترک ونهایة وهو مقت العبد لله تعالی الموجب لمقت الله تعالی له نعوذ بالله من الحور

جو حقیر سمجھے جاتے ہیں۔

حدیث سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالےٰ کو وہ عمل ہے جو دائم ہو گو قلیل ہی ہو اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے **ف** اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہلِ طریق میں سے دو شخصوں میں بھی اختلاف نہیں

المداومة علی العمل
مداومت عمل

حدیث حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث کہ جو شخص کوئی عبادت شروع کرے پھر اسکو اکتا کر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اُس کو مبغوض رکھتا ہے اور ابن السنی نے اس کو ریاض المتعبدین میں حضرت عائشہؓ پر موقوفاً روایت کیا ہے **ف** مبغوضیت کے درجات ہیں ادنیٰ درجہ محبت خاصہ سے محروم ہو جانا ہے اور اگر معنے متبادر ہی مراد لئے جاویں (یعنی نفرت وعداوت) تو اسپر محمول کیا جاویگا کہ اس (درجہ متبادرہ) کی طرف اکثر مفضی ہو جاتا ہے اور اہلِ طریق میں اہلِ بصیرت واہلِ تجربہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ اعراض کی ایک ابتدا ہے اور وہ ترک ہے اور ایک انتہا ہے اور وہ بندہ کا بغض کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو موجب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے بغض کو بندہ کے ساتھ خدا تعالےٰ اپنی پناہ میں رکھے تنزل سے

ترک المعمولات
ترک معمولات

بعد الکور فلا یرد
لزوم وجوب المستحب
والملالۃ
احتراز
عن العذر

کتاب الزکوٰۃ

الحدیث طلب الحلال فریضۃ
بعد الفریضۃ الطبرانی والبیہقی
فی شعب الایمان من حدیث
ابن مسعود بسند ضعیف **ف**
فیہ ان الاشتغال بالمعاد
لا یمنع الاشتغال
بالمعاش الضروری کما
یزعمہ الغلاۃ

الحدیث من لم یشکر الناس
من لم یشکر اللہ ت وحسنہ
من حدیث ابی سعید لہ و
لابی داؤد وابن حبان نحوہ
من حدیث ابی ہریرۃ وقال
حسن صحیح **ف** فیہ ان

۴ عدم التنافی بین المعاد وبین المعاش الضروری [illegible]

[illegible]

بعد ترقی کے پس (اس تقریر کے بعد) یہ اعتراض واقع نہیں ہوتا کہ اس سے مستحب کا واجب ہونا لازم آتا ہے اور ملالت کی جو قید لگائی یہ احتراز ہے عذر سے (کیونکہ عذر سے ترک کرنا اسکے لئے بلکہ نقص اجر کے لئے بھی موجب نہیں)۔

کتاب الزکوٰۃ

حدیث حلال روزی کا تلاش کرنا فرض ہے بعد (دینی) فرائض کے اس کو طبرانی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے **ف** اس میں دلالت ہے اس پر کہ معاد میں مشغول ہونا مانع نہیں ہے ضروری معاش میں مشغول ہونے سے جیسا اہل غلو سمجھتے ہیں (بلکہ معاد میں اعانت و تقویت کا سبب ہوتا ہے)۔

حدیث - جو شخص آدمیوں کا شکر گذار نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گذار نہیں اسکو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے روایت کیا اور تحسین کی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے اسکے قریب قریب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور اسکو حسن صحیح کہا **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت

اداء حقوق الحق تعالیٰ لا
یوھن حقوق الخلق بل
یؤکدھا لاسیما عباد یعینون
علی الوصول الی الحق کالمشائخ
وعلی تاکد حقوقھم من
اطاعتھم وتبجیلھم دلائل
مستقلۃ غیر ھذا۔

الحدیث من اسدی
الیکم معروفا فکافئوہ
الحدیث د ن من حدیث
ابن عمر باسناد صحیح
بلفظ من صنع وتمامہ
فان لم تستطیعوا
فادعوا لہ حتی تعلموا
انکم قد کافأتموہ
ف فیہ ما فی ما
قبلہ۔

الحدیث حدیث ادخر
لعیالہ قوت سنۃ اخرجاہ
من حدیث عمر کان یعزل
نفقۃ اھل سنۃ ف فیہ

کہ حق تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا حقوق خلائق کو
ضعیف نہیں کرتا بلکہ اس کو مؤکد کرتا ہے خصوص
ایسے بندوں کے حقوق کو جو کہ وصول الی الحق
میں معین ہوتے ہیں جیسے مشائخ (رہادین) اور
ان حضرات کے حقوق یعنی ان کی اطاعت وتعظیم
کے مؤکد ہونے پر علاوہ اس حدیث کے اور مستقل
دلائل بھی ہیں۔

حدیث جو شخص تمہارے ساتھ کچھ احسان کرے
تم اس کی مکافات کرو اس کو ابوداؤد اور نسائی نے
ابن عمر کی حدیث سے باسناد صحیح لفظ من صنع
۴۱ سے روایت کیا ہے (بجائے اسدی کے اور حاصل
دونوں کا ایک ہی ہے) اور پوری حدیث یہ ہے
کہ اگر تم کو (مکافات کرنے کی) استطاعت نہ ہو
تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم کو یہ معلوم ہونے
لگے کہ تم نے اس کی مکافات کردی ف اس میں
بھی وہی مضمون ہے جو اس سے پہلی حدیث میں
تھا (یعنی شکر محسن)۔

حدیث آپ نے اپنے عیال کے لئے ایک سال
کا غلہ جمع فرمایا اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عمر
کی حدیث سے روایت کیا کہ آپ اپنے اہل کا سال
بھر کا خرچ جدا رکھ لیتے تھے ف اس سے

ان الادخار لمصلحة لا ينافی
التوکل ولا کماله لعدم الکلام
فی کمال توکله صلی الله علیه
وسلم ثم هی عامة لمصلحة
العیال او لمصلحة النفس من
تحصیل الاطمینان وازالة
التشویش لان الطبائع مختلفة
فطرة لا یتیسر لبعضها الاجتماع
بدون اسبابه فکان ادخاره
صلی الله علیه وسلم ترحما علی هؤلاء
۳۲ مع عدم افتقاره صلی الله علیه وسلم
فی الاجتماع الی الاسباب هذا۔

الحدیث اذا جاء کم کریم
قوم فاکرموه تق من حدیث
ابن عمر ورواه د فی المراسیل
من حدیث الشعبی مرسلا
بسند صحیح وقال روی متصلا
وهو ضعیف ولک نحوه من حدیث
معبد بن خالد الانصاری
عن ابیه وصحح اسناده
ف فیه

ثابت ہوا کہ کسی مصلحت سے (بقدر ضرورت)
ذخیرہ رکھ لینا نہ توکل کے منافی ہے اور نہ کمال
توکل کے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل
ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں پھر وہ مصلحت
عام ہے خواہ عیال کی مصلحت ہو خواہ نفس کی
مصلحت ہو یعنی تحصیل اطمینان وازالۂ تشویش
کیونکہ طبائع فطرۃً مختلف ہوتی ہیں بعضوں کو
یکسوئی بدون اسباب یکسوئی کے میسر نہیں
ہوتی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذخیرہ فرما لینا
ایسے لوگوں پر رحمت اور شفقت تھی باوجودیکہ
آپ کو یکسوئی میں اسباب کی حاجت نہ تھی
خوب سمجھ لو۔

حدیث جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف
آوے تم اس کا اکرام کرو روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابوداؤد نے مراسیل
میں شعبی کی حدیث سے بسند صحیح روایت کیا
اور کہا کہ یہ متصلاً بھی روایت کیا گیا ہے مگر
ضعیف ہے اور حاکم نے اس کے قریب قریب
معبد بن خالد انصاری کی حدیث سے نقل کیا
جس کو انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا اور
اس کے اسناد کی تصحیح کی **ف** اس میں اس

متمسك لما عليه اهل الطريق من حسن المعاشرة مع كل احد بما يناسب مرتبته۔

كتاب الصوم

الحديث النظر سهم مسموم من سهام ابليس الحديث لك وصحح اسناده من حديث حذيفة **ف** فيه عدم استصغار الصغار من الذنوب فانه قد يفوق مفسدته على الكبائر لاسيما النظر الذى ينشأ عن الشهوة او ينشأ عنه الشهوة حالاً او مآلاً وهو كما قال بعض اهل التجربة بالفارسية

ع

درونِ سینۂ من زخم بے نشاں زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدۂ

كتاب الحج

الحديث حديث من رزق فى شئ فيلزمه ومن جعلت معيشة فى شئ فلا ينتقل عنه حتى يتغير عليه

عادت کی دلیل ہے جو اہلِ طریق کا معمول ہے کہ ہر شخص کے ساتھ (بلا تخصیص نیک و بد کے) ایسی حُسنِ معاشرۃ کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہے۔

حدیث نظر (بد) ایک زہر آلود تیر ہے ابلیس کے تیروں میں سے اس کو حاکم نے حذیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی **ف** اس میں دلالت ہے کہ صغیرہ گناہوں کو سرسری نہ سمجھے کبھی اس کا مفسدہ کبائر سے بھی بڑھ جاتا ہے (گو وہ ذات خاص ہی کی طرف راجع ہو اور کبیرہ جو مفسدہ میں قوی ہوتا ہے وہ مفسدہ عامہ ہے) بالخصوص نظر جو شہوت سے ناشی ہو یا اُس سے شہوت ناشی ہو فی الحال یا فی المآل (بسبیل احتمال) اور اس کی وہی حالت ہے جس کو بعض اہلِ تجربہ نے فارسی (شعر) میں ظاہر کیا ہے ؏ درونِ سینۂ من زخم بے نشاں زدۂ + بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدۂ +

حدیث جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اسکو چاہیے کہ اس میں لگا رہے اور جس کی معاش کسی چیز میں ہو گئی ہو اُس سے منتقل نہ ہو یہاں تک کہ اس میں خود تغیر ہو جاوے روایت کیا اس کو

علاج استصغار الصغائر
مرض استصغار صغائر

اتباع معاملات اللہ مع العبد

۴۳

ہ من حدیث انس بالجملۃ
الاولی بسند حسن ومن حدیث
عائشۃ بسند فیہ جہالۃ
بلفظ اذا سبب اللہ لاحدکم
رزقا من وجہ فلا یدعہ حتی
یتغیر لہ او یتنکر لہ ف
قاسوا علیہ کل معاملۃ
من اللہ مع العبد تعرف
بالبصیرۃ والفراسۃ وخصوصیات
الواقعات وھو کالبدیہیات
بل المحسوسات
عند القوم
یراعونہ فی
احوالھم

الحدیث من زارنی بعد
مماتی فکانما زارنی فی حیاتی
الطبرانی والدارقطنی من
حدیث ابن عمر۔

الحدیث من جاءنی زائرا
لا تھمہ الا زیارتی کان حقا
علی اللہ ان اکون لہ شفیعا

ابن ماجہ نے انس کی حدیث سے بسند حسن جملہ اولے کے ساتھ اور عائشہ کی حدیث سے ایسی سند کے ساتھ جس میں جہالت ہے اس لفظ سے کہ جب اللہ تعالے تم میں سے کسی کا رزق کسی خاص ذریعہ سے مسبب فرماوے اس کو چھوڑنا نہ چاہیے جب تک کہ اس میں تغیر یا ناموافقت نہ ہو جاوے۔

ف (اہل طریق نے) اسی پر تمام معاملات کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ واقع ہوتے ہیں قیاس کیا ہے جن کی معرفت بصیرت و فراست و خصوصیات واقعات سے ہو جاتی ہے (اس معرفت کے بعد وہ ان میں تغیر و تبدل از خود نہیں کرتے) اور یہ امر قوم کے نزدیک مثل بدیہیات کے بلکہ مثل محسوسات کے ہے جس کی وہ اپنے احوال میں رعایت رکھتے ہیں

حدیث جو شخص میری زیارت میری وفات کے بعد کرے اس نے گویا میری زیارت میری حیات میں کی روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابن عمر کی حدیث سے۔

حدیث جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آوے اور اس کا مقصود بجز میری زیارت کے اور کچھ نہ ہو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ میں اس کا شفیع بنوں

الطبرانی من حدیث ابن
عمر وصححہ ابن السکن **ف**
مدلولھما ظاھر وھو من
المستحبات الکدھا الاسیما عند
العشاق وحدیث لاتشد فیما
لم ینقل افضلیۃ لان
اعتقادھا بالرای المحض
ابتداع۔

الحدیث من تشبہ بقوم فھو
منھم ابوداؤد من حدیث ابن عمر
بسند صحیح **ف** ھو عام للمحمود
والمذموم وھو اصل لاختیار
زی الصالحین بنیۃ البرکۃ لابنیۃ
التشیع بما لم یعط والشھرۃ۔

الحدیث ان اللہ وکل بقبرہ
صلی اللہ علیہ وسلم ملکا
یبلغہ سلام من سلم
علیہ من امتہ ن حب ک
من حدیث ابن مسعود
بلفظ ان للہ ملائکۃ
سیاحین

روایت کیا اس کو طبرانی نے ابن عمر کی حدیث سے
اور ابن السکن نے اس کو تصحیح کی **ف** ان
دونوں حدیثوں کا مدلول ظاہر ہے اور یہ زیارت
قبر نبوی مستحبات میں اوروں سے موکد ہے خصوص
عشاق کے نزدیک اور لاتشد الرحال والی حدیث
ان اعمال میں ہے جن کا دوسروں سے افضل ہونا
منقول نہیں کیونکہ ایسے اعمال کی افضلیت کا
محض رائے سے اعتقاد کر لینا بدعت ہے۔

حدیث جو شخص کسی قوم کی شباہت اختیار کرے
وہ ان ہی میں سے ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے ابن عمر رضہ کی حدیث سے بسند صحیح **ف** یہ
عام ہے تشبہ محمود اور مذموم دونوں کو اور یہ
اصل ہے صلحاء کی وضع اختیار کرنے کی بہ نیت
برکت کے نہ بہ نیت دعوی کمال غیر حاصل و شہرت کے

حدیث اللہ تعالی نے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے
کہ وہ آپ کو اس شخص کا سلام پہونچاتا ہے جو
آپ پر آپ کی امت میں سے سلام بھیجے روایت
کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن مسعود
کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ کہ اللہ تعالی کے
کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔

۳۵ التزی بزی الصالحین

فی الارض یبلغونی عن امتی السلام ف
ولما کان الحکم غیر مدرک بالقیاس
لا یتعدی الی غیر المنصوص فلا یوذن
فی خطاب الاولیاء والمقبولین احیاء کانوا
او مقبورین لعدم ورود مثل ہذا النص
فیہم والامکان المحض غیر کاف
فی امثالہ

میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہونچاتے ہیں
ف اور چونکہ یہ امر غیر مدرک بالقیاس ہے اسلئے
غیر منصوص کی طرف متعدی نہ ہوگا پس دوسرے
اولیاء و مقبولین کی خطاب کا اذن نہ دیا جاویگا
خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہوں کیونکہ ایسی نص
ان کے باب میں نہیں آئی اور ایسے امور میں محض
امکان کافی نہیں۔

کتاب آداب القرآن

۳۷ **الحدیث** یقول اللہ من شغلہ
قراءۃ القرآن عن دعائی ومسئلتی
اعطیتہ ثواب الشاکرین **ت**
من حدیث ابی سعید من شغلہ
القرآن عن ذکری او مسئلتی
اعطیتہ افضل ما اعطی
السائلین وقال حسن غریب
ورواہ ابن شاہین بلفظ
المصنف **ف** فیہ اصل لما
علیہ المشائخ من قصرہم
بعض المریدین علی بعض
الطاعات ونہیہم

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو
تلاوت قرآن مجھ سے دعا کرنے اور حاجت مانگنے
کی فرصت نہ لینے دے میں اس کو شاکرین کا ثواب
دونگا اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے
روایت کیا ہے کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر یا
دعا سے مشغول کردے میں جسقدر اور سائلوں کو
دیتا ہوں اس شخص کو سب سے زیادہ دونگا۔ اور
ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور ابن شاہین
نے اس کو مصنف کے الفاظ سے روایت کیا **ف**
اس میں اصل ہے مشائخ کے اس معمول کی کہ وہ بعض
مریدوں کو بعض طاعات پر محدود کردیتے ہیں اور
بعض طاعات سے روک دیتے ہیں اور مفصل تقریر

تعوید بعض المطلوبات فی طلبۃ الذکر
یعنی بعض طاعات غیر واجبہ در طلب ذکر

عن بعض الطوعات والبسط فی رسالۃ حقیقۃ الطریقۃ تحت الحدیث الثالث والعشرین

الحدیث اهل القرآن اهل الله وخاصته ن فی الکبری و ہ ك من حدیث انس باسناد حسن **ف** فیه اصل للالقاب المتعارفة بین القوم من اهل الله وخواص الله ونحوهما

اصل لبعض الالقاب الصوفية — اصل بعض القاب صوفیہ

الحدیث ان هذه القلوب تصدأ كما یصدأ الحدید قیل وما جلاؤها قال تلاوة القرآن وذکر الموت البیهقی فی الشعب من حدیث ابن عمر بسند ضعیف **ف** فیه اصل لامثال هذه الاطلاقات الشائعة بین القوم من الظلمة والجلاء للقلب۔

۳۷ اثبات الظلمة والنور للقلب — ثبوت کرنا ظلمت اور نور کا قلب کیلئے

الحدیث اتلوا القرآن وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا ہ من حدیث سعد بن ابی وقاص باسناد جید **ف** فیه اثبات التواجد یعنی التشبه باهل الوجد اذا کان الغرض جلب الحال

التواجد لغرض محمود — تواجد غرض محمود کیلئے

ہم کی رسالہ حقیقۃ الطریقہ میں حدیث بست وسوم کے تحت میں ہے۔

حدیث اہل قرآن اللہ والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص ہیں روایت کیا اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث انس سے باسناد حسن **ف** اس میں اصل ہے ان القاب کی جو صوفیہ میں متعارف ہیں جیسے اہل اللہ اور خاصان خدا اور اسی قسم کے۔

حدیث یہ قلوب (کبھی) زنگ آلودہ ہو جاتے ہیں جیسا لوہا زنگ آلودہ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ اس کا جلا کیا ہے آپ نے فرمایا تلاوت قرآن اور موت کا یاد کرنا روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف **ف** اس میں اصل ہے ایسے اطلاقات کی جو قوم میں شائع ہیں جیسے ظلمۃ اور جلاء قلوب کے لئے۔

حدیث قرآن مجید کی تلاوت کرو اور رو و اور اگر رو نہ سکو تو رونے کی شکل بناؤ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے باسناد جید **ف** اس میں اثبات ہے تواجد یعنی اہل وجد کے ساتھ تشبہ کا جبکہ غرض کسی حال محمود کا پیدا کرنا ہو نمایش مقصود نہ ہو کہ اس کو تشبع

المحمود لا الریاء -

الحدیث خیر الرزق ما یکفی وخیر الذکر الخفی احمد وابن حبان من حدیث سعد بن ابی وقاص ف هذہ الخیریۃ باعتبار الاصل ولا یستلزم نفی خیریۃ الجهر لعارض -

الحدیث حدیث انه قال لابن ۳۸
مسعود اقرأ فقال یا رسول الله اقرأ وعلیک انزل فقال انی احب ان اسمعه من غیری الحدیث متفق علیه من حدیث ابن مسعود ف فیه اهمیۃ جمع الخواطر فی بعض الاحوال بحیث یقنع علی الطاعۃ المفضولۃ باعتبار الاجر لانه لا کلام فی زیادۃ اجر التلاوۃ

الحدیث حدیث ابی ذر قام رسول الله صلی الله علیه وسلم فینا لیلۃ بآیۃ یرددھا وھی

(ترجیح ذکر خفی بر جہر باعتبار اصل)

(ترجیح جمع الخواطر علی الاهتمام بکثرۃ الثواب — ترجیح جمع خاطر بر کثرت ثواب در بعض احوال)

بالم البسیط فرمایا گیا ہے) -

حدیث بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جاوے اور بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے ف یہ خیر ہونا (ذکر خفی کا) باعتبار اصل کے ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہر میں کسی عارض کے سبب بھی خیریت و افضلیت نہ ہو (اور اس عارض کو حضرات صوفیہ جانتے ہیں اور اس پر دلائل رکھتے ہیں) -

حدیث آپ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا کچھ قرآن پڑھو انہوں نے عرض کیا میں پڑھوں حالانکہ آپ پر آپ پر نازل ہوا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں روایت کیا اسکو شیخین نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے ف اس میں دلالت ہے کہ اجتماع خواطر بعض احوال میں اس درجہ مقصود ہے کہ اس کی رعایت سے اس طاعت پر قناعت کر لی جاتی ہے جو اجر میں کم ہے اس لئے کہ اس میں کلام نہیں کہ پڑھنے کا ثواب سننے سے زیادہ ہے -

حدیث ابو ذر کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک شب اس آیت کے ساتھ قیام فرمایا اسی کو بار بار پڑھتے تھے اور وہ آیت یہ ہے

ان تعذبهم فانهم عبادك ن ه

بسند صحيح ف فيه اصل لمشروعية

العبادات الشاقة المنقولة عن كثير من اهل

الشوق والخشية اذا خلت عن المحذورات

الحديث حديث علی ما اسر

الی رسول الله صلی الله عليه وسلم

شيئا كتمه عن الناس الا ان يوتی

الله عبدا فهما فی كتابه ن من

رواية ابی جحيفة قال سألنا

عليا فقلنا هل عندكم من

رسول الله صلی الله عليه وسلم

شئ سوی القرآن فقال لا و

الذی خلق الجنة وبرأ النسمة

الا ان يعطی الله عبدا فهما

فی كتابه الحديث وهو عند

البخاری بلفظ هل عندكم

من رسول الله صلی الله عليه

وسلم ما ليس فی القرآن وفی

رواية وقال مرة ما ليس

عند الناس ف فيه

ابطال لزعم الجهلة

ان تعذبہم الخ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ

نے بسند صحیح ف اس میں اصل ہے کہ عبادات

شاقہ بھی مشروع ہیں جو بکثرت اہل شوق یا اہل خشیہ

سے منقول ہیں (جنپر خشک مزاجوں کا اعتراض ہے)

حدیث حضرت علی رضہ کی حدیث کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی خفیہ بات ایسی

نہیں فرمائی جسکو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو

بجز اس کے کہ خدا تعالےٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے

متعلق فہم عطا فرماوے اس کو نسائی نے ابو جحیفہ کی

حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی رضہ

۳۹ سے کہا کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف سے بجز قرآن کچھ اور شئے بھی ہے

انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے

دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا بجز اسکے کہ

خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا

فرماوے۔ الحدیث اور وہ بخاری کے نزدیک ان الفاظ

سے ہے کہ کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف سے کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہ ہو

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایکبار یہ کہا کہ ایسی

چیز جو لوگوں کے پاس نہیں ف اس میں ابطال

ہے جہلاء کے اس (بے بنیاد) زعم کا کہ وہ لوگ ایک علم

کون العبادات الشاقة غير منكر

مشروعیت عبادات شاقہ

ابطال الجاهل الكاذب للشيعية واوقات الصوفية الموهى

ابطال زعم تخصیص علی رضہ بامور

من اثباتهم علما باطنيا
منقولا غير الظاهري المنقول
وفيه اثبات للعلم الوهبي
الذي حقيقته الفهم الصحيح
المستفاد من النور القلبي و
التقوى الكامل۔

الحديث اقرأوا القرآن ما
ائتلفت عليه قلوبكم
ولانت له جلودكم فاذا
اختلفتم فلستم تقرأونه و
في بعضها فاذا اختلفتم فقوموا ۴۴
عنه متفق عليه من حديث
جندب بن عبد الله البجلي في
اللفظ الثاني دون قوله ولانت
له جلودكم **ف** فيه رعاية
النشاط في العبادة وتاخرها
وقت الملالة لكنه مخصوص
بالراسخ في العادة واما
قبل الرسوخ فلا بد من
حبس النفس عليه حتى
يرسخ في العادة

تعليم النشاط في العبادات

باطنی منقول کا اثبات کرتے ہیں اس علم ظاہری منقول
کے علاوہ اور نیز اس میں اثبات ہے علم وہبی کا جسکی
حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال تقوے
سے پیدا ہوتا ہے (اور اس میں علم حدیث کی نفی نہیں
مقصود حصر اضافی ہے جس سے مقصود علم مزعوم
کی نفی ہے)۔

حدیث قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک
تمہارا دل لگے اور تمہارے بدن میں اثر ہو اور جب
الجھنے لگو تو اس وقت گویا تم پڑھتے ہی نہیں اور
بعض روایات میں ہے کہ جب تم الجھنے لگو تو کھڑے
ہو جاؤ روایت کیا اسکو شیخین نے جندب بن عبد اللہ
بجلی کی حدیث سے لفظ ثانی (یعنی فقوموا) میں مگر
اس میں ولانت لہ جلودکم نہیں ہے **ف** اس میں رعایت
ہے نشاط کی عبادت میں اور جب اکتا جاوے تو
اسکو دوسرے وقت پر رکھے لیکن یہ حکم اس شخص کے
ساتھ مخصوص ہے جو عادت عبادت میں راسخ ہو
(ایسے شخص کا جب جی گھبراوے تو موخر کرے) باقی قبل
رسوخ سو اس وقت اپنے نفس کو مقید کرنا ضروری ہے
یہاں تک کہ عادت میں راسخ ہو جاوے (کیونکہ ابتدا
میں تو تکلف ہوتا ہی ہے اگر اسوقت بھی ایسا کرنے
لگے تو پھر عادت کی نوبت ہی نہ آوے)

(باقی آئندہ)

کتاب الاذکار والدعوات

الحدیث یقول اللہ تعالیٰ انا مع عبدی ما ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ ہ حب من حدیث ابی ھریرۃ وکسا من حدیث ابی الدرداء وقال صحیح الاسناد **ف** فیہ فضل الذکر وفیہ فضلیۃ الجمع بین ذکر القلب وذکر اللسان من الذکر بحدھما واما التفاضل فیما بینھما فبحث مستقل وظاھر الروایات کون الذکر القلبی المحض افضل من اللسانی المحض

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام پر اس کے ہونٹ ہلتے رہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور حاکم نے ابو الدرداء کی حدیث سے۔ اور حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہے **ف** اس حدیث میں فضیلت ہے ذکر کی اور نیز اس میں یہ بھی ہے کہ ذکر قلبی و ذکر لسانی کو جمع کرنا (جیساکہ مجموعہ ذکرنی اور تحرکت اسپر دال ہے) بمقابلہ خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی کے افضل ہے رہی یہ بات کہ ان دونوں (یعنی خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی) میں کون افضل ہے سو یہ ایک مستقل بحث ہے اور ظاہر روایات کا یہ ہے خالی ذکر قلبی خالی ذکر لسانی سے افضل ہے۔

الحدیث قال اللہ تعالیٰ اذا ذکرنی عبدی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی الحدیث متفق علیہ من حدیث ابی ھریرۃ وتمامہ واذا ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر من ملائہ واذا تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا واذا

حدیث حق تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اپنے جی میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں اپنے جی میں الحدیث روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے جماعت میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں ایسی جماعت میں کہ اس کی جماعت سے بہتر

تقرب منی ذراعا تقربت منه باعاً واذا مشى الى هرولت اليه

ف مقابلة الذكر فی النفس بالذكر فی الملاء دلیل على ان المراد به الذی لا یطلع علیه الملاء سواء کان بالقلب او باللسان فتخصیصه بالاول مما لا دلیل علیه وفیه ایضاً ۴۳

عذر الصوفیة فی تمثیلاتهم للذات والصفات الالهیة کما فی الحدیث من تمثیل القرب المعنوی بالحسی

ہوتی ہے (یعنی ملائکہ وارواحِ طیبہ) اور جب وہ مجھسے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اُس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ مجھسے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہے تو میں اُس سے ایک باع (یعنی دونوں ہاتھ کی کشادگی اور پھیلاؤ کی قدر) نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلکر آتا ہے تو میں اُس کی طرف دوڑکر آتا ہوں **ف** ذکر فی النفس کو ذکر فی الجماعۃ کے مقابلے میں لانا اس پر دال ہے کہ مراد ذکر فی النفس سے وہ ذکر ہے جس پر جماعت مطلع نہ ہو خواہ بالقلب ہو خواہ باللسان ہو پس ذکر فی النفس کی تفسیر صرف ذکر بالقلب کے ساتھ کرنا (جیسا بعض نے یہ تفسیر کرکے اس سے ذکر قلبی کی فضلیت علی الاطلاق ثابت کی ہے) بلادلیل ہے اور نیز اس میں صوفیہ کرام کا عذر ہے اس باب میں کہ وہ ذات وصفات کی تمثیلات لایا کرتے ہیں جیسا اس حدیث میں تقربت واتیت کے جملوں میں (قرب معنوی (الٰہی) کو قرب حسی کے ساتھ تمثیل دی ہے (باعا وذراعا وہرولۃ کے قیود میں)۔

الحدیث القبر اما حفرۃ من حفر النار او روضۃ من ریاض الجنۃ

حدیث قبر یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے

تفسیر الذکر فی النفس و عذر الصوفیۃ فی تمثیلاتہم
تفسیر ذکر فی النفس و عذر صوفیہ در تمثیلات ایشان

ت من حديث ابی سعيد
بتقديم وتاخير وقال غريب
قلت فيه عبيد الله بن
الوليد الوصافی ضعيف
الحديث ارواح المومنين
فی حو اصل طيور خضر
معلقة تحت العرش من
حديث كعب بن مالك ان ارواح
المومنين فی طير خضر تعلق بشجر
الجنة ورىٰ ن بلفظ انما نسمة
المومنين طائر ورواه ت
بلفظ ارواح الشهداء وقال
حسن صحيح ف مجموع الحديثين
دليل على ان القبر المذكور
فی النصوص هو عالم البرزخ
لا هذه الحضرة الخاصة
فان المومن فی القبر ثم هو
معلق بالعرش وهو غير الحضرة

الحديث حديث ابی هريرة اقرب
ما يكون العبد من ربه وهو ساجد
فاكثروا من الدعاء رواه م ف

روایت کیا اس کو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے
کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ اور ترمذی نے اس کو غریب
کہا میں کہتا ہوں کہ اس (کی سند) میں عبید اللہ
بن الولید وصافی ہیں جو ضعیف ہیں **حدیث**
مومنین کی ارواح سبز پرندوں کے قالبوں میں عرش
کے نیچے معلق رہتی ہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے
کعب بن مالک کی حدیث سے کہ مومنین کی ارواح
سبز پرندوں میں جنت کے درختوں سے معلق رہتی
ہیں اور نسائی نے اس لفظ سے روایت کیا ہے
کہ مومن کا نسمہ (یعنی جان گویا) ایک طائر ہے اور
روایت کیا اس کو ترمذی نے اس لفظ سے کہ شہداء ۴۳
کی ارواح الخ اور کہا کہ حسن ہے صحیح ہے **ف**
مجموعہ حدیثین اس پر دلیل ہے کہ لفظ قبر جو نصوص
میں وارد ہے اس کی تفسیر عالم برزخ ہے نہ خاص
گڑھا۔ چنانچہ مومن قبر میں ہے پھر (اسی حالت میں)
وہ عرش سے بھی معلق ہے۔ حالانکہ عرش عین حفرہ
نہیں (اور اس تفسیر سے بہت سے اشکالات
متعلقہ قبر رفع ہو جاویں گے)۔

حدیث ابوہریرہ کی حدیث کہ بندہ سب سے
زیادہ جو اپنے رب سے قریب ہوتا ہے اس حالت
میں جب وہ سجدہ میں ہو سو (اس میں) کثرت سے

فیہ کون الدعاء اعم من الذکر فان المطلوب فی السجود بالکثرۃ ھو التسبیح الذی ھو الذکر لا الدعاء کما ھو ظاھر الحدیث فعلم ان التسبیح سماہ دعاء فثبت ان اھل التفویض ھم اھل الدعاء ایضاً

دعا کیا کرو روایت کیا اس کو مسلم نے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ذکر کو عام ہے کیونکہ سجدہ میں جس کی کثرت مطلوب ہے وہ تسبیح ہے جو کہ ذکر ہے اور دعا کثرت سے سجدہ میں مطلوب نہیں جیسا کہ اس حدیث کا ظاہر ہے (اور یہ قواعد شرع سے ظاہر ہے) پس (صاف) معلوم ہوا کہ تسبیح کو دعا فرما دیا گیا اس سے ثابت ہوا کہ اہل تفویض (جو کہ دعا نہیں کرتے وہ) بھی اہل دعا ہیں (کیونکہ اہل ذکر تو یقیناً ہیں پس ان پر ترک دعا کا یا حرمان عن برکات الدعاء کا شبہ غلط ہے)۔

۴۴ **الحدیث** احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل متفق علیہ من حدیث عائشۃ **ف** فیہ النکیر اللطیف علی ترک الدوام

حدیث سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالےٰ کو اعمال میں وہ ہے جس پر دوام اگرچہ قلیل ہی ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے **ف** اس حدیث میں ایک لطیف نکیر ہے ترک دوام پر۔ (اس طرح سے کہ اوسکی تحصیل کے لئے قلت عمل کو گوارا فرمالیا تو عدم دوام کے ساتھ عمل کثیر کو بھی پسند نہیں کیا گیا تو ترک دوام ایسا ناپسند ہے کہ اوسکا تدارک کثرت عمل سے بھی نہیں ہوسکا)

الحدیث حدیث ابی ھریرۃ من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب اللہ لہ صیام ستین شھراً وھو الیوم الذی ھبط فیہ

حدیث ابوہریرہ کی حدیث جو شخص رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اوسکے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھیں گے۔

(باقی آیندہ)

جبریل علیہ السلام علی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم رواہ ابوموسی المدینی فی
کتاب فضائل اللیالی والایام من روایۃ
شہر بن حوشب عنہ **ف** ان اخذ
نصف ہذہ الشہور ثلثین و
النصف تسعا وعشرین کان
عدد اضعاف الصوم الفا و
سبعمائۃ وسبعین ولا عجب ان
یکون ہذا اصلا لما
اشتہر بین عوام العباد و
العبادات یعدل الفا ویلقبونہ
ہزاری روزہ ولعلہم حذفوا الکسر
تسہیلا واما نفی الاصل فی بعض رسائلی
فقبل العثور علی ہذا الاثر ان ثبت سندا ولا علم بہ

الحدیث حدیث انس
اذا سلم یوم الجمعۃ سلمت
الایام واذا سلم شہر رمضان
سلمت السنۃ تقدم فی
الباب الخامس من الصلوۃ
ذکر یوم الجمعۃ فقط وقد
رواہ بجملتہ ابن حبان

اور وہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوئے (کوئی خاص ہبوط مراد ہے
مثلاً معراج کے لیے) روایت کیا اسکو ابوموسی مدینی
نے کتاب فضائل اللیالی والایام میں شہر بن حوشب کی
روایت سے وہ ابوہریرہ سے **ف** اگر یہ مہینے آدھے تیس
کے لیے جاویں اور آدھے انتیس کے تو ان روزوں
کی تعداد سات سو ستر ہوتی ہے اور عجب نہیں کہ یہ اصل ہو
اوسکی جو عام لوگوں میں اور عام عابدین میں مشہور
ہے کہ یہ روزہ ہزار روزہ کے برابر ہے اور اسکا
لقب ہزاری روزہ رکھتے ہیں اور شاید انہوں نے
٨٥ کسر کو سہولت کے لیے حذف کردیا ہو اور میں نے
جو اپنے بعض رسائل میں اسکی نفی کی ہے تو وہ اس
اثر پر مطلع ہونے کے قبل ہے بشرطیکہ یہ اثر سند کی
رو سے ثابت ہو اور مجکو سند کا علم نہیں۔

حدیث انس کی حدیث جب جمعہ کا دن (معاصی
سے) محفوظ رہے (ہفتہ کے) تمام ایام محفوظ
رہتے ہیں اور جب رمضان کا مہینہ محفوظ ایسے
تمام سال محفوظ رہتا ہے باب صلوۃ کے باب
خامس ذکر یوم جمعہ میں یہ حدیث گذر چکی ہے
اسکو بتمامہ ابن حبان نے ضعفاء میں، و ابونعیم
نے حلیہ میں حضرت عائشہ کی حدیث سے

[illegible]

فی الضعفاء وابو نعیم فی
الحلیۃ من حدیث عائشۃ
وھو ضعیف **ف** فیہ
دلالۃ علی ما قالہ بعض
اھل الطریق من ان لعبادۃ
رمضان دخلا فی السنۃ کلھا
عبادۃ وتقوی

الحدیث اذا احب اللہ
عبدا ابتلاہ حتی یسمع
تضرعہ ابو منصور الدیلمی
فی مسند الفردوس من ۴۶
حدیث انس اذا احب
اللہ عبدا صب علیہ
البلاء صبا الحدیث
وفیہ دعوہ فانی احب
ان اسمع صوتہ
وللطبرانی من
حدیث ابی امامۃ
ان اللہ یقول
للملائکۃ انطلقوا
الی عبدی فصبوا

روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے
ف اس حدیث میں دلیل ہے اوس قول
کی جسکو بعض اہل طریق نے فرمایا
ہے کہ رمضان کی عبادت کو پورے سال
کی عبادت وتقوے میں دخل ہے (یعنی
اگر رمضان میں کوشش کرکے عبادت کرے
توسال بھر تک عبادت سہل ہو جاتی ہے)۔

حدیث جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت
فرماتے ہیں تو اوسکو کسی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں
تاکہ اوسکی عجز وزاری کو سنیں۔ روایت کیا
اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت
انس کی حدیث سے اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کسی
بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اوسپر بلا کی بارش
کرتے ہیں اور اوسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ارشاد
فرماتے ہیں اسکو اسی حالت میں رہنے دیا جائے
کیونکہ میں اسکی آواز سننا چاہتا ہوں اور طبرانی
کے نزدیک ابو امامہ کی حدیث سے یہ مضمون ہے
کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے
بندہ کی طرف جاؤ اور اوسپر بلا خوب برساؤ
اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ میں اوسکی آواز سننا
چاہتا ہوں اور ان دونوں روایتوں کی سند ضعیف ہے

احادیث دالۃ رمضان علی ساعۃ السنۃ
تاثیر تقویٰ وعبادت رمضان در بقیہ سال

عليه البلاء الحديث وفيه فانی احب ان اسمع صوته وسنده ضعيف **ف** هذه مجاهدة اضطرارية وفيه حكمة

الحديث ما اصر من استغفر وان عاد في اليوم سبعين مرة دت من حديث ابی بكر وقال غريب وليس اسناده بالقوی **ف** فيه فضل الاستغفار وعدم الاستحقار للعاصی التائب حالا واحتمالا

الحديث لا تكابدوا الليل ابو منصور الديلمی فی مسند الفردوس من حديث انس بسند ضعيف وفی جامع

ف یہ مجاہدہ اضطراریہ (کہلاتا) ہے اور اسمیں اوس شکایت کی حکمت بھی مذکور ہے جو بزرگوں سے منقول ہے یعنی حضرات مقبولین جو ظاہراً کبھی اظہار تکلیف کا کرتے ہیں گو صورۃً شکایت ہے مگر معنیً اظہار تضرع ہے یہ سمجھکر کہ حق تعالی کو یہ محبوب ہے ✤

حدیث اصرار کرنے والا نہیں ہے جس شخص نے استغفار کر لیا اگرچہ دن بھر میں ستر مرتبہ (معصیت کی طرف) عود کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد و ترمذی نے ابوبکر کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو غریب کہا اور اسکی اسناد قوی نہیں ہے

ف اس حدیث میں استغفار کی فضیلت ہے اور یہ بھی ہے کہ کسی عاصی کو جو کہ توبہ کر چکا ہو یا اوس کے توبہ کر لینے کا احتمال ہو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے (خلاصہ یہ کہ تائب ذم اصرار سے بری ہے اور ہر عاصی میں احتمال تائب ہونیکا ہے اور مدار ذم کا اصرار ہی تہا پہر کیا حق رہا لوم و استحقار کا اسی لیئے اہل اللہ کسیکو حقیر نہیں سمجھتے)

حدیث شب کی مشقت مت جہیلو روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث انس سے سند ضعیف کے ساتھ اور جامع سفیان میں ابن مسعود پر موقوف کر کے اس طرح ہے کہ اس شب پر

المجاهدة الاضطرارية وحكمة بعض الشكوى
مجاہدہ اضطراریہ وحکمت بعض شکوی اہل اللہ

[illegible] استغفار العاصي لاحتمال التوبة
عدم تحقیر عاصی باحتمال توبہ

الاقتصاد في العمل
اعتدال در مجاہدہ

سفیان الثورے موقوفا
علی ابن مسعود لا تغالبوا
هذا اللیل
الحدیث تکلفوا من
العمل ما تطیقون
فان الله لا یمل حتی تملوا
متفق علیه من
حدیث عائشة
بلفظ اکلفوا
الحدیث
خیر الدین الیسر
احمد من حدیث
محجن بن الادرع
الحدیث
لن یشاد
هذا الدین
احد الا غلبه
فسددوا وقاربوا
م من
حدیث
ابی هریرة

غالب آنیکا اہتمام مت کرو (یعنی اس فکر میں مت پڑو
کہ ہم تمام شب بیداری میں گذاریں اور نیند سے مغلوب
ہو کر کسی حصہ میں نہ سوئیں)

حدیث عمل میں اوتنا ہی بار اٹھاؤ جسقدر کہ
طاقت رکھو کیونکہ اللہ تعالی (جزا دینے سے) نہیں
اوکتاتے یہانتک کہ تم ہی (عمل کرنے سے) اوکتا
جاؤگے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت
عائشہ رض کی حدیث سے اور اوسمیں تکلفوا کی جگہ اکلفوا ہے
(اوس کے بھی وہی معنے ہیں)

حدیث سب سے اچھا دین (کا کام) وہ ہے
جو آسان ہو روایت کیا اسکو احمد نے محجن بن ادرع
کی حدیث سے (مطلب یہ کہ قصداً ایسی مشقت میں
مت پڑو جو مطلوب نہ ہو)

حدیث کوئی ایسا شخص نہیں جو (اعمال میں)
شدت کرکے دین پر غالب ہونا چاہیے (یعنی اسکی
کوشش کرے کہ دین کا کوئی عمل کسی درجہ کا بھی
فوت نہونے پائے) مگر دین ہی اوسپر غالب ہوگا
(یعنی وہ اس طرح دین پر محیط نہو سکے گا) پس طریق
اعتدال پر چلو (جو کہ افراط و تفریط کے درمیان
ہو) اور اگر اعتدال حقیقی سے عاجز ہو تو) اوس سے
قریب قریب رہو (کذا فی حاشیۃ البخاری عن ط)

ایضاً کالسابق — ایضاً حش بالا
ایضاً کالسابق — ایضاً حش بالا
ایضاً کالسابق — ایضاً حش بالا

ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتدال کا قصد ہی
نہ کرو بلکہ بعد قصد اعتدال کے اگر ناکامی ہو تو اوس کے
قرب ہی کو نعمت سمجھو اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہو"
روایت کیا اس کو بخاری نے حدیث
ابی ھریرہ سے۔

فائدۃ
متعلقۃ بالاحادیث
الاربعۃ الا
حادیث دالۃ
علی اختیار ال
یسر و حکمۃ ال
قتراب من رحمۃ اللہ
ومشاھدۃ نعمتہ
وتوفیق المداومۃ

فائدہ متعلقہ با حادیث چہارگانہ یہ سب
حدیثیں اس پر دال ہیں کہ عمل میں سہل کو اختیار
کرے (مطلق مشقت کی نفی مراد نہیں بلکہ وہ
مشقت جو قابل برداشت نہو) اور حکمت اس
(اختیار یسر) میں چند ہیں نمبرا خدا تعالے
کی رحمت سے قریب ہونا کیونکہ اصل منشا یسر کا رحمت ہے ۴۹
اور جہاں صورۃً عسر مشروع ہے معنےً وہ بھی یسر ہے
نمبر ۲ خدا تعالیٰ کی نعمت (تیسیر) کا مشاہدہ نمبر ۳
دوام کی توفیق ہونا (جو کہ عمل شاق میں کم متوقع ہے)

(نوٹ) چہ حدیثیں اخیر کی احیاء میں اون سے پہلی تین حدیثوں پر مقدم ہیں مسودہ کے صفحات کے
تشابہ سے کاپی میں بے ترتیب نقل ہوگئیں مگر مضمون مختل نہیں ہوا۔ ۱۲۔ اشرف علی

تم ربع العبادات
ویتلوہ ربع
العادات

یہاں احیاء العلوم کا ربع عبادات
تمام ہوا آگے ربع عادات
آتا ہے

کتاب آداب الاکل من ربع العادات

الحدیث یقول الله للعبد یوم
القیامة یا ابن آدم جعت فلم تطعمنی
الحدیث من حدیث ابی ہریرة بلفظ
استطعمتك فلم تطعمنی
ف فیه جواب عن النکیر
علی کلام القوم الوارد فیه
امثال هذه المجازات
الحدیث ما خیر رسول الله صلی
الله علیه وسلم بین شیئین الا اختار ۵۰
ایسرهما متفق علیه من حدیث
عائشة رض وزاد ما لم یکن اثما لم
یذکرها م فی بعض طرقه ف فیها
علیه المحققون من عدم الہجوم علی
المشاق من غیر ضرورة فان
الشیئین هما طریقان یستویان
فی الایصال الی المقصود
والمشقة فی غیر المقصود مما
لا فائدة فیه وکرر النظر
فی الفائدة المتعلقة بالاحادیث

توجیہ الکلام المجازی — توجیہ کلام مجازی

اختیار الشق الایسر — اختیار جانب سہل

ربع عادات میں سے کتاب الاکل

حدیث اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت کے روز
فرماویں گے اے ابن آدم میں بھوکا ہوا تو نے مجکو
کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث کو مسلم نے ان الفاظ سے
روایت کیا ہے کہ میں نے تجھسے کھانا مانگا تو نے
مجکو کھانا نہیں دیا۔ ف اس حدیث میں
جواب ہے اوس اعتراض کا جو صوفیہ کے اوس کلام
پر کیا جاتا ہے جسمیں اس قسم کے مجازات وارد ہیں
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب
کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپ نے
سہل چیز کو اختیار فرمایا روایت کیا اسکو بخاری
و مسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے اور اوسمیں یہ
زیادت بھی ہے کہ بشرطیکہ وہ سہل چیز گناہ نہو اور
۳ اس زیادت کو مسلم نے بعض طرق میں ذکر نہیں کیا
ف اسمیں وہ معمول مذکور ہے جسپر محققین قایم ہیں
یعنے بلا ضرورت مشقتوں میں نہ پڑنا کیونکہ یہ دو چیزیں
وہ دو طریق ہیں جو مقصود تک پہونچانے میں برابر
ہیں (اور طریق غیر مقصود ہے) اور غیر مقصود میں مشقت
کرنا کچھ بھی مفید نہیں اور اوس فائدہ کو مکرر دیکھ
لو جو باب سابق کے ختم کے قریب چار حدیثوں کے

الاربعة التی مرت قریبا من آخر الباب السابق

الحدیث ومن حدیث ابن عباس

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نھی عن طعام المتبارئین **ف**

فیہ من ذم الریاء والتفاخر

مالاخفاء فیہ

متعلق گذرا ہے (اوسمیں بھی اسکے متعلق مضمون ہے)

حدیث ابوداؤد نے ابن عباسؓ کی حدیث سے

روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دو

شخصوں کے طعام (کے قبول کرنے) سے منع فرمایا ہے

جو ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے ہوں **ف**

اسمیں ریا و تفاخر کی جو مذمت ہے، ظاہر ہے

کتاب آداب النکاح

الحدیث انہ تعالی یقول

ما ترددت فی شیء

کترددی فی قبض عبدی

المسلم یکرہ الموت

وانا اکرہ مساءتہ

ولابد لہ منہ خ من

حدیث ابی ھریرة

انفرد بہ خالد

بن مخلد القطوانی

وھو متکلم فیہ

ف فیہ مثل ما فی

الحدیث الاول من

کتاب آداب الاکل

حدیث حق تعالی فرماتے ہیں مجکو کسی چیز میں

ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے مسلمان بندہ کی روح

۵۱ قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے (کیونکہ) اوسکو موت

ناگوار ہے (سو اس کا مقتضا تو یہ ہے کہ اسکو موت

نہ دوں) اور (بہت سی حکمتوں سے) موت بھی اوسکے

لئے ضروری ہے (اس کا مقتضا یہ ہے کہ اوسکو

موت دوں یہ سبب ہوجاتا ہے تردد کا) اسکو بخاری نے ابوہریرہ

کی حدیث سے روایت کیا (اور) اس (کی روایت)

میں خالد بن مخلد قطوانی منفرد ہے اور اوسمیں کلام

کیا گیا ہے **ف** اس سے بھی وہی امر مستفاد ہوتا

ہے جو اس کتاب آداب الاکل کی سب سے پہلی

حدیث میں ہے (کیونکہ توقف کو تردد سے

تعبیر فرمایا گیا)

الحدیث لکل عامل شرۃ ولکل شرۃ فترۃ فمن کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدی احمد والطبرانی من حدیث عبد اللہ بن عمرو وللترمذی نحوہ من حدیث ابی ھریرۃ وقال حسن صحیح **ف** فیہ عدم دوام الاحوال النفسانیۃ وکون اصل المقصود العمل بالسنۃ دون الکیفیات والاحوال وبہ صرحوا

کون الاحوال غیر مقصودۃ — غیر مقصود بودن احوال

۵۲ الحدیث اذا کثرت ذنوب العبد ابتلاہ بھم لیکفرھا احمد من حدیث عائشۃ الا انہ قال بالحزن فیہ لیث بن سلیم مختلف فیہ **ف** فیہ ما صرح بہ اھل الطریق من منافع الحزن وھو من المجاھدات الاضطراریۃ

افضلیۃ الاضطراریۃ — مجاہدہ اضطراریہ

حدیث ہر عمل کرنے والے کو (ابتداء میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (اخیر میں) سکون ہو جاتا ہے سو جسکا سکون میری سنت پر منتہی ہو وہ ہدایت پر رہا روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث سے اور ترمذی کے نزدیک بھی ایسکے قریب قریب ہے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے

ف اسمیں اسپر دلالت ہے کہ (ایسے) احوال (جوش و خروش جو) نفسانی (ہیں) ہمیشہ نہیں رہا کرتے اور اصل مقصود عمل بالسنۃ ہے نہ کہ (ایسے) کیفیات و احوال اور اہل طریق نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔

حدیث جب بندہ کے گناہ کثرت سے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالی اوسکو کسی فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اون گناہوں کا کفارہ کر دیں روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث سے مگر اسمیں (بہم کی جگہ) بالحزن ہے (یعنی غم میں مبتلا کر دیتے ہیں) اسمیں لیث بن ابی سلیم ہے جو مختلف فیہ ہے **ف** اسمیں وہ مضمون ہے جسکی اہل طریق تصریح کرتے ہیں یعنی حزن کے منافع اور یہ مجاہدات اضطراریہ سے ہے۔

(باقی آئندہ)

الحدیث تھادوا تحابوا البخاری فی کتاب الادب المفرد والبیہقی من حدیث ابی ھریرۃ بسند جید ف فیہ ما علیہ اہل الطریق من اعتنائھم بالتھادی لمحض الحب مالیس فی غیرھم

حدیث آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو باہم محبت بڑھ جاوے گی روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب ادب المفرد میں اور بیہقی نے حدیث ابوہریرہ سے سند جید کے ساتھ ف اسمیں اوس عادت پر دلالت ہے جس پر اہل طریق عامل ہیں یعنی ہدیہ دینے کا اہتمام خالص محبت کے سبب جو کہ دوسرے لوگوں میں نہیں پایا جاتا (کیونکہ دوسروں کے ہدیہ میں کچھ نہ کچھ غرض ہوتی ہے)

فا: الہادی لمحض الحب

فا: عادات سیاہ ۱۱

کتاب آداب الکسب والمعاش

۵۳

الحدیث ذکر الطیر فقال تغدو خماصا وتروح بطانا الترمذی وابن ماجہ من حدیث عمر قال الترمذی حسن صحیح ف فیہ تعلیم التوکل صراحۃ والحمل علی الاجمال فی السعی اشارۃ فان الغدو والرواح

حدیث آپنے پرندوں کا ذکر (اسطرح) فرمایا کہ (اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تمکو پرندوں کی طرح رزق دیں جو) صبحکو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر کی حدیث سے ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے ف اسمیں صراحۃً توکل کی تعلیم ہے اور اشارۃً سعی فی کسب المعاش میں اعتدال کی ترغیب ہے کیونکہ (پرندوں کی) یہ آمد و رفت صبح

فا: التوکل امر والاجمال فی الطلب

فا: ترک لا اعتدال فی الکسب

هو من السعي

الحديث رحم الله امرأ سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء البخاري من حديث جابر ف فيه من تعليم الرفق والمعاملة بالجميل مالا يخفى الا ما امر فيه بالغلظ

(الرفق / نرمی)

وشام کی یہ بھی سعی ہے (طلب معاش میں)

حدیث اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت فرماوے جو بیع میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو دوسرے کا حق دینے میں نرم ہو اپنا حق لینے میں نرم ہو روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت جابر کی حدیث سے ف اسمیں نرمی کی اور معاملہ میں سہولت کی جو تعلیم ہے ظاہر ہے باستثنار اوس موقع کے جہاں سختی کا حکم ہے۔

كتاب الحلال والحرام

کتاب الحلال والحرام

۵۴ الحديث ابو نعيم في الحلية من حديث ابي ايوب من اخلص لله اربعين يوما ظهر ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه ولابن عدي نحوه من حديث ابي موسى وقال حديث منكر ف فيه اصل للاربعين

(اصل الاربعین / اصل چلہ)

حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ایوب کی حدیث سے یہ روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اختیار کرے حکمت (علم) کے چشمے اوس کے قلب سے اوسکی زبان پر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور ابن عدی کے پاس اسکے قریب قریب ابو موسیٰ کی حدیث سے اور اونہوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے ف اس حدیث میں اصل ہے چلہ کی (کیونکہ اوسکا حاصل یہی چالیس روز تک اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے) اور برکات ہیں چلہ کے اور اثبات ہے علم لدنی کا

وبرکاتہا واثبات العلم اللدنی

الحدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک النسائی والترمذی والحاکم وصححاہ من حدیث الحسن بن علی **ف** فیہ معیار عظیم للتقوی

الحدیث دعاہ الرجل الفارسی فقال انا وعائشۃ الحدیث مسلم عن انس وتمامہ فقال لا فقال لا ثم اجابہ بعد فذھب

(کیونکہ جس علم کا امین ذکر ہے بلا واسطہ کسب وہ ثمرہ عمل و اخلاص کا ہے)

حدیث جو چیز تمکو کھٹکے اوسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو تم کو کھٹکے نہیں روایت کیا اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے حسن بن علی کی حدیث سے اور ترمذی و حاکم نے اسکی تصحیح بھی کی۔ **ف** اِس حدیث میں تقوی کا معیار عظیم ہے (جو شخص کھٹک کی چیز کو چھوڑ دیگا وہ کبھی حرام میں واقع ہو ہی نہیں سکتا)

معیار التقوی

حدیث ایک فارس کے رہنے والے
55 شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی آپنے فرمایا میں اور عائشہ دونوں چلیں گے آخر حدیث تک اسکو مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا اور پوری حدیث یہ ہے کہ اوس فارسی نے کہا کہ نہیں (یعنی حضرت عائشہ نہیں) آپ نے فرمایا کہ نہیں (یعنی میں بھی نہیں جاتا) پھر بعد میں اوسنے آپ کی شرط کو منظور کر لیا پس آپ اور حضرت عائشہ دونوں آگے پیچھے ہوتے ہوئے چلے اوسنے دونوں کے روبرو چربی پیش کی **ف** اس میں اسپر دلالت ہے کہ اگر

هو وعائشة يتساوقان فقرب اليهما اهالة

ف فيه ان اشتراط اجابة الدعوة بشرط مباح لا ينافي حق المسلم ولا حسن الاخلاق ۵۶

دعوت کی منظوری کو کسی جائز شرط سے مشروط کرلے تو یہ امر نہ حق مسلم کے منافی ہے اور شا حسن اخلاق کے (جیسا آپ نے یہ شرط لگائی کہ اگر حضرت عائشہ کی بھی دعوت کرو تو میں بھی منظور کرتا ہوں اور اوسکا اول منظور نہ کرنا شاید اسوجہ سے ہو کہ کہانا ایک ہی کو کافی ہوگا اوسنے چاہا ہو کہ حضور شکم سیر ہو کر کھالیں پھر آخر منظور کرلینا اس خیال سے ہو کہ آپ کی تطییب قلب آپ کے شبع سے اہم ہے اور اوسوقت تک حجاب نازل نہ ہوا ہوگا)

اشتراط اجابۃ الدعوۃ بشرط مباح
مشروط کرنا منظوری دعوت کو شرط جائز سے

كتاب آداب الالفة

کتاب آداب الالفت

الحديث ان الله خلق آدم على صورته مسلم من حديث ابي هريرة ف فيه مسئلة مظهرية الانسان للحق فان الصورة هو الظهور للحقيقة

حدیث اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے ف اس میں انسان کے مظہر حق ہونے کا مسئلہ مذکور ہے کیونکہ صورۃ حقیقۃ ظہور ہی ہے +

(باقی آیندہ)

الحدیث المرء علی دین خلیله
الحدیث ابوداود والترمذی
وحسنه والحاکم من حدیث
ابی هریرة وقال صحیح ان شاء الله
تعالیٰ وتمامه فلینظر احدکم
من یخالل ف فیه الاحتیاط
البلیغ فی اتخاذ الشیخ
الذی هو اعظم الاخلاء
وادومهم خلة

الحدیث المؤمن
مرآة المومن ابوداود
من حدیث ابی هریرة
باسناد ف فیه
تعلیم طریق
النصح لمن رای
فیه عیبا من الاظهار
علیه و
الستر من غیره
کشان
المرآة

الحدیث اتقوا

حدیث- آدمی اپنے دوست کے طریق پر
ہوتا ہے اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے
ابوہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور
ترمذی نے اسکو حسن اور حاکم نے انشاء اللہ کے
ساتھ اسکو صحیح کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے
کہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہیئے کس سے دلی
دوستی کرتا ہے ف اسمیں بلیغ احتیاط کی
تعلیم ہے پیر بنانے میں جو سب دوستوں میں
اعظم ہے اور دوستی کے تعلق میں سب سے دوام ہے

حدیث مومن آئینہ ہے دوسرے مومن کا
(وجہ تشبیہ عنقریب آتی ہے) روایت کیا اسکو ۵۷
ابوداؤد نے ابوہریرہ کی حدیث سے اسناد
حسن کے ساتھ ف اسمیں تعلیم ہے ایسے شخص
کو نصیحت کرنے کے طریقہ کی جسمیں کوئی عیب
دیکھے وہ طریقہ یہ ہے کہ خود اوسپر تو ظاہر کردے
اور دوسروں پر ظاہر نہ کرے جیسی آئینہ کی
شان ہوتی ہے (کہ جب سامنے رکھو تمھارا
عیب تمکو تو دکھلاویگا مگر دوسروں سے کہتا
نہ پھرے گا اور تمپر بھی اظہار ایسے طور پر کریگا
جس سے تمھاری دل آزاری ہو)

طریق النصح
طریقہ نصیحت

حدیث بچو عالم کی لغزش سے (یعنی اسکے

زلة العالم ولا	لغزش میں اوسکا اتباع مت کرو) اور اوس سے
تقطعوه وانتظروا	(اوس لغزش کے سبب) قطع تعلق مت کرو
فيئته البغوی	اور اس کے رجوع (الی الصواب) کے منتظر رہو
فی المعجم	(انتظار کی غایت یہ ہے کہ اگر وہ رجوع نکرے
وابن عدی فی	اور اسی غلطی پر اصرار رکھے تو قطع تعلق کردو)
الکامل من	روایت کیا اسکو بغوی نے معجم میں اور بن
حدیث عمرو	عدی نے کامل میں عمرو بن عوف کی حدیث سے
ابن عوف المزنی	اور دونوں نے عمرو کو ضعیف کہا ہے **ف**
وضعفاه **ف**	اِس حدیث کے عموم میں (شیخ کے) یہ معاملات
دخل فی عمومه	بھی آگئے نمبر ۱ شیخ سے اگر کوئی لغزش ہو
النهی عن التعجیل	جائے اوس سے قطع تعلق کرنے میں جلدی نہ ۵۸
فی القطع عن	کرے نمبر ۲ اس کے ساتھ ہی اوس فعل میں اوسکا
الشیخ بادنی زلته	اتباع بھی نہ کرے (غرض نہ عقیدت میں غلو
مع النهی عن اتباعه	کرے کہ اوس معصیت میں اتباع کرنے لگے
فی ذلک الفعل	نہ سوءِ عقیدت میں غلو کرے کہ فی الفور اوس سے
والاشارة علی	قطع کردے) نمبر ۳ اسمیں اوس سے قطع تعلق کا
قطعه اذا اصر علی	بھی مشورہ دیا گیا ہے جبکہ وہ اوس امر غیر مشروع
ذلک المنکر	پر اصرار کرے۔
الحدیث احبب	**حدیث** دوستی کر اپنے دوست سے
حبیبک هونا	اعتدال کے ساتھ۔ ممکن ہے کہ وہ کسی دن
ما عسی ان یکون	تیرا دشمن ہو جاوے اسکو ترمذی نے ابوہریرہؓ

ایضاً ملحقہ مع النہی و وقت حصر و ر الانزلہ منہ ۔ سا انکا رجوع و قت حصر و ر لغو سےگا اور

النہی عن الغلو ۔ نمبر ۱۱ از عنوان

بغيضك يوما ما الحديث
الترمذي من حديث
ابي هريرة وقال غريب
قلت رجاله ثقات رجال
مسلم لكن الراوي تردد
في رفعه وتمامه ابغض بغيضك
هونا ما عسى ان يكون حبيبك
يوما ما **ف** فيه النهي
عن الغلو في الامور
الحديث حديث
اكرامه صلى الله عليه وسلم
لعجوز دخلت عليه وقوله
انها كانت تاتينا ايام
خديجة وان حسن العهد من
الايمان الحاكم من حديث
عائشة وقال صحيح على شرط
الشيخين وليس له علة
ف فيه رعاية الحقوق
واجبة كانت او مناسبة
الحديث المسلم
من سلم المسلمون

کی حدیث سے روایت کیا اور اسکو غریب کہا
میں کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقات ہیں
جو مسلم کے رجال ہیں لیکن راوی نے اس کے
مرفوع ہونے میں تردد کیا ہے اور پوری
حدیث یہ ہے کہ دشمنی کر اپنے دشمن سے
اعتدال کے ساتھ ممکن ہے کہ وہ کسی دن تیرا
دوست ہو جائے **ف** اس حدیث میں
نہی ہے معاملات میں غلو کرنے سے (اور
اہل طریق میں اسکی تعلیم کا خاص اہتمام ہے)
حدیث جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے
ایک پیرزن کے بزرگ داشت فرمانے کا قصہ
ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ یہ ہمارے پاس حضرت
خدیجہ کے زمانہ میں آتی تھی اور خوبی کے ساتھ
نباہ کرنا ایمان کی بات ہے (اس لئے میں
اسکی خاطرداری کرتا ہوں) حاکم نے اس کو
حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے
اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے شرط شیخین پر اور
اسمیں کوئی علت نہیں **ف** اسمیں رعایت
ہے حقوق واجبہ ومناسبہ کی +
حدیث مسلمان (کامل) وہ ہے
جسکے زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

۵۹ حسن العہد

اصل عظیم لحسن الاخلاق

من لسانه ويده
متفق عليه من حديث
۳۹ ابي موسى **ف**
فيه اصل عظيم
لحسن الاخلاق
يتفرع الاف
من احكامه
الحديث اذا اتاكم
كريم قوم فاكرموه وفي
اوله قصة في قدوم
۴۰ جرير بن عبد الله
الحاكم من حديث جابر
وقال صحيح الاسناد
ف دل بعمومه على ندب
مداراة كل رئيس
ولو كافرا لاشتماله على
المصلحة من تاليفه
على الخير او التوقي
من الشر ولكن لا بمحض
الطمع

(یعنی کسیکو ناحق ایذا نہ پہونچے) روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے ابو موسی کی حدیث سے
ف۔ اسمیں حسن اخلاق کا بہت بڑا قاعدہ
مذکور ہے جسپر ہزاروں احکام متفرع ہوتے
ہیں (اگر اس کا استحضار رکھا جاوے کہ ہمسے
کسیکو اذیت نہ پہونچے تو وہ حسن اخلاق کے
ہزاروں شعبوں کو علماً و عملاً محیط ہو جاویگا)
حدیث۔ جب تمھارے پاس کسی قوم
کا معزز شخص آوے تم اوس کا اکرام کرو اور
اوس کے اول میں ایک قصہ ہے جریر
ابن عبداللہ کے آنے کے متعلق روایت
کیا اسکو حاکم نے جابر کی حدیث سے
اور اسکو صحیح الاسناد کہا۔ **ف** یہہ
حدیث اپنے عموم سے دلالت کرتی ہے
ہر رئیس کی مداراۃ کے مندوب ہونے
پر گو وہ کافر ہی ہو اس لیے کہ اوس میں
مصلحت ہے خواہ خیر پر اوس کی تالیف
قلب یا شر سے بچاؤ لیکن محض طمع
(دنیوی) کی غرض سے نہ ہو (کہ وہ جائز
نہیں)

اکرام اکابر کل قوم
اعزاز معزز ہر قوم

(باقی آئندہ)

الحدیث انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا او قال علی رسلکما انہا صفیۃ متفق علیہ من حدیث صفیۃ

ف فیہ الاتقاء عن مواضع التہم وھی الامور التی تکون صورتہا صورۃ بعض المنکرات اما ما لم یکن کذلک فالمقصود لہ ھو الخوف عن الملامۃ الذی مدح علی ترکہ

حدیث مجکو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ (یعنی شیطان) تمہارے قلب میں کوئی بری بات ڈالدے اور (اسلیئے آپنے (اون دونوں صحابی سے) فرمایا تھا کہ ذرا تھم جاؤ (پھر یہ فرمایا کہ) یہ بی بی (جو میرے پاس بیٹھی تھیں) صفیہ تھیں (کوئی اجنبیہ تھیں) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے صفیہ کی حدیث سے (خلاصہ واقعہ کا یہ ہے کہ آپ مسجد میں معتکف تھے حضرت صفیہ آپکی بی بی آپکی زیارت کو حاضر ہوئیں جب لوٹنے لگیں تو سامنے سے دو شخص آتے ہوئے نظر پڑے آپنے پردہ کی وجہ سے اون دونوں سے فرمایا تھم جاؤ یعنی یہاں پردہ ہے کبھی سامنا نہ ہوجاوے جب حضرت صفیہ چلی گئیں اون دونوں کو آنے کی اجازت ہوگئی اوسوقت آپنے فرمایا کہ یہ صفیہ تھیں اونہوں نے عرض کیا توبہ توبہ یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی شبہ ہوسکتا ہے آپنے فرمایا انی خشیت الخ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان کا وسوسہ ڈالدینا بعید نہیں خواہ اُس وسوسہ پر تم کاربند نہ ہوتے اس لیئے میں نے اوس کا انسداد کردیا) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ ایسے شبہات کے مواقع سے بچنا چاہیئے اور یہ مواقع وہ امور ہیں جنکی ظاہری صورت بعض منکرات کی سی صورت ہو جیسے منکوحہ کے پاس بیٹھنا اور اجنبیہ کے پاس بیٹھنا دونوں صورت میں مشابہ ہیں ایسے مواقع پر احتیاط یا مدافعت ضروری ہے) باقی جو امور ایسے نہ ہوں (گو عوام اونمیں بدنام کرتے ہوں جیسے اظہار حق میں بدنام کرنا) اون کی فکر میں پڑنا (اور عوام کے شبہات کے دور کرنے کے اہتمام میں لگنا) یہ خوف ہے ملامت سے جس کے ترک پر مدح کیگئی ہے وقال تعالی لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ایسا خوف محمود نہیں)

۶۱

الحدیث ان من احب الاعمال الی اللہ ادخال السرور علی المومن

حدیث - اللہ تعالی کے نزدیک (من وجہ) سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنا ہے

الحديث الطبراني في الصغير والاوسط من حديث ابن عمر بسند ضعيف ف هو كالطبيع للقوم وله شرط ان لا يدخل في الشرور بادخال السرور كالذين سموا مشربهم بصلح الكل

الحديث إن فلانة تصوم النهار وتقوم الليل وتؤذي جيرانها فقال هي في النار ۴۲

احمد والحاكم من حديث ابي هريرة وقال صحيح الاسناد ف فيه شناعة لايذاء الناس بلا حق وتقدم المعاملات على العبادات۔

تقدم المعاملات على العبادات
تقدم بودن معاملات بر عبادات

مومن پر اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے

ف یہ معمول صوفیہ کا مثل طبعی کے ہو (اور قواعد شرعیہ سے) اسکی ایک شرط ہو وہ یہ کہ اس سرور کے داخل کرنے سے خود شرور (و معاصی) میں داخل نہو جاوے جیسا اُن (لوگوں کا طریقہ ہے جنھوں نے اپنے مشرب کا لقب صلح کل رکھا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تک نہیں کرتے کہ کسیکا جی برا نہ ہو گیا اونکو قرآن پاک میں یہ حکم نظر نہیں آیا ولا تأخذكم بهما رأفة في دين الله)

حدیث (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ) فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو بیدار رہتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو تکلیف بھی دیتی ہے آپنے فرمایا وہ دوزخ میں جاویگی روایت کیا اسکو احمد اور حاکم نے ابوہریرہ کی حدیث سے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے ف اسمیں اسکی شناعت ہے کہ لوگونکو ناحق ایذا دی جاوے اور اسمیں معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا بھی مذکور ہے (یہ باب کس درجہ متروک ہو گیا ہے عملاً بھی تعلیماً بھی) ✤

کتاب آداب العزلۃ

الحدیث عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ لیس لہ اصل فی الحدیث المرفوع وانما ھو قول سفیان بن عیینۃ کذا رواہ ابن الجوزی فی مقدمۃ صفوۃ الصفوۃ **ف** ھو اصل لتدوین احوال الصلحاء وقول تبع التابعی حجۃ فی مثلہ

الحدیث ان اللہ لا یمل حتی تملوا تقدم قلت لم اطلب موضعہ رویت عن المشکوۃ روایۃ الشیخین عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذوا من الاعمال ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا **ف** فیہ الحث علی الاقتصاد فی العمل لامکان المداومۃ

الحدیث حدیث کعب ابن مالک قلما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی سفر

کتاب آداب العزلۃ

تا اصل حکایات الصلحاء
اصل حکایات بزرگاں

حدیث۔ بزرگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے حدیث مرفوع میں اسکی کچھ اصل نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ اسی طرح ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ کے مقدمہ میں روایت کیا ہے **ف** یہ اصل ہے بزرگوں کے حکایات جمع کرنے کی اور تبع تابعی کا قول ایسے امر میں حجۃ ہے

حدیث۔ اللہ تعالیٰ نہیں اُکتاتے تم ہی اُکتا جاؤ گے یہ حدیث پہلے آچکی ہے۔ میں کہتا ہوں میں نے وہ موقع تلاش نہیں کیا بلکہ مشکوۃ سے ۴۳ شیخین کی روایت حضرت عائشہ سے نقل کردی

تا الاقتصاد فی العمل
توسط در عمل

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں سے اوتنا ہی اختیار کرو جس کا تحمل کرسکو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اُکتاتے تم ہی اُکتا جاؤ گے **ف** اسمیں ترغیب ہے عمل میں توسط اختیار کرنے پر تاکہ مداومت ممکن ہو کہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت کے

تا السفر فی الخمیس والسبت
سفر در پنجشنبہ و شنبہ

حدیث۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجز جمعرات و شنبہ کے اور دنوں میں بہت کم سفر میں تشریف لیجاتے تھے بزار نے صرف یوم الخمیس پر اکتفا کرکے اور خرج لکھی نے

الا یوم الخمیس والسبت البزار مقتصرا علی یوم الخمیس والخرائطی مقتصرا علی یوم السبت وکلاهما ضعیف الحدیث **ف** اصل لعادۃ اکثر الصلحاء من السفر فی هذین الیومین و الخمیس اثبت لورودہ فی الصحاح

صرف یوم سبت پر اکتفا کرکے اسکو روایت کیا ہے اور دونوں ضعیف الحدیث ہیں **ف** یہ اصل ہے اوسکی جو اکثر بزرگوں کا معمول ہے کہ ان دونوں دن میں سفر شروع کرتے ہیں۔ مگر خمیس زیادہ ثابت ہے چونکہ صحاح میں آیا ہے (بخاری میں اس حدیث کعب میں خمیس آیا ہے)

کتاب السماع

کتاب السماع

۲۴ عذر صاحب الوجد / معذور بودن صاحب وجد

الحدیث حدیث ابی هریرۃ ان غلاما کان فی بنی اسرائیل علی جبل فقال لامه من خلق السماء فقالت الله الحدیث وفیه ثم رمی نفسه من الجبل فتقطع رواہ ابن حبان **ف** فیه ان الواجد معذور ولو اهلك نفسه فی غلبة الوجد فلا ینکر علیه۔

حدیث۔ ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک نوجوان بنی اسرائیل میں ایک پہاڑ پر تھا اسنے اپنی ماں سے (کہ وہ بھی وہاں ہی تھی) پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا (یہ نہیں کہ وہ جانتا نہ تھا بلکہ اپنے محبوب کا نام سننے کیلئے پوچھا کہ سننے میں اور ہی لطف ہے) اوس نے کہا کہ اللہ نے (پیدا کیا) اُس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر اوس نے اپنے کو پہاڑ سے گرادیا اور پاش پاش ہوگیا روایت کیا اسکو ابن حبان نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ صاحب وجد معذور ہوتا ہے اگرچہ غلبہ میں اپنے کو ہلاک بھی کرڈالے اُسپر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

الحدیث حدیث خلع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد انفراغ عن الصلوۃ ثوب ابی جہم اذ کان علیہ اعلام شغلت قلبہ تقدم فی الصلوۃ قلت والحدیث اخرجہ الستۃ الا الترمذی کما فی التیسیر ولذا لم استقری موضع تقدمہ فی الصلوۃ وفی روایۃ مالک وابی داؤد کنت انظر الیہا وانا فی الصلوۃ فاخاف ان تفتننی۔ **ف** فیہ صون القلب عن المشوشات۔

الحدیث اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ تعالی الترمذی من حدیث ابی سعید وقال غریب **ف** فیہ اصل للفراسۃ وھی نوع من الکشف وقل

حدیث جس میں وہ قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر ابوجہم کا کپڑا اس لئے اتار دیا کہ اوس میں پھول بوٹے تھے جس نے آپ کے قلب کو مشغول کر دیا (یعنی مشغولی کے قریب کر دیا) جیسا آگے آتا ہے) یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گذر چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو صحاح ستہ نے (جنمیں بجائے ابن ماجہ کے امام مالک ہیں) بجز ترمذی کے روایت کیا ہے جیسا کہ تیسیر میں ہے اور اسی لئے کتاب الصلوۃ میں اوس کا موقع میں نے تلاش نہیں کیا اور مالک اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ میری نظر نماز میں اوسکی طرف جاتی تھی مجکو اندیشہ ہوا کہ مجکو مشغول نہ کر دے (گو اسکی نوبت نہیں آئی) **ف** اسمیں قلب کو اسباب تشویش سے محفوظ رکھنے کا مضمون ہے۔

حدیث[٥] مومن کی فراست سے ڈرو (ڈرنا یہ کہ

پیش اہل دل نگہدارید دل
تا نباشید از گمان بد خجل۔

کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے اور اسکو غریب کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے فراست کی اور وہ ایک قسم کا کشف ہے اور عجائب

من القوم
من لم يؤت
حظا منه
وحكمه
حكم الكشف

الحديث اختصم علی وجعفر
وزيد بن حارثة فی ابنة
حمزة فقال لعلی انت منی
وانا منك فحجل وقال لجعفر
اشبهت خلقی وخلقی فحجل
وقال لزيد انت اخونا ۹۴
ومولانا فحجل ابو داؤد من
حديث علی باسناد حسن
وهو عند البخاری دون حجل
فی الاحياء والحجل هو الرقص
وذلك يكون لفرح اوشوق
قلت لم اجد بهذا اللفظ
فی سنن ابی داؤد ولامراسيله
نعم اورد الحافظ فی الفتح
باب عمرة القضاء ما نصه
وفی حديث علی عند احمد

صوفیہ میں کوئی شاذ و نادر ہوگا جسکو اسمیں سے کچھ
نہ کچھ حصہ نہ دیا گیا ہو اور وہ بھی مثل کشف کے
حجت شرعیہ نہیں اگو غلط کم ہوتا ہے جیسے ایک
شخص کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو مگر شہادت تنہا
اوسکی حجت نہیں)

حدیث حضرت علی اور حضرت جعفر اور
حضرت زید بن حارثہ نے حضرت حمزہ کی لڑکی
میں (کہ کون پرورش کرے) باہم اختلاف
کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی
اس طرح تسلی فرمائی کہ) حضرت علی سے (تو یہ فرمایا
کہ تم میرے اور میں تمہارا وہ (ایک خاص ہیئت
پر) رقص کرنے لگے اور حضرت جعفر سے فرمایا
تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو وہ بھی
رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا تم
ہمارے بھائی اور دوست ہو وہ بھی رقص کرنے
لگے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے حضرت علی
کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ اور یہ حدیث
بخاری کے پاس بھی ہے اوسمیں حجل نہیں ہے
اور احیاء میں ہے کہ حجل رقص کو کہتے ہیں اور
فرح یا شوق سے ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجھکو
یہ حدیث اس لفظ سے نہ سنن ابو داؤد میں ملی

وكان امرسل الباقر فقام جعفر فحجل
حول النبي صلى الله عليه وسلم
دار عليه فقال النبي صلى الله عليه
وسلم ما هذا قال هذا شئ
رايت الحبشة يصنعونه بملوكهم
وفي حديث ابن عباس
ان النجاشي كان اذا رضي
احدا من اصحابه قام
فحجل حوله وحجل بفتح
المهملة وكسر الجيم وقف
على رجل واحدة وهو الرقص
بهيئة مخصوصة وفي
حديث على المذكور
ان الثلاثة فعلوا ذلك اھ
وفي القاموس حجل رفع
رجلا وتريث في مشيه
وفيه نزا ف فيه
اصل رقص اهل الوجد
لفرح او شوق ولو
من غير اضطرار اذا لم يكن من غرض
فاسد من الرياء ونحوه

اور نہ اون کی مراسیل میں البتہ حافظ ابن حجر نے
فتح الباری کے باب عمرۃ القضا میں اس طرح ذکر
کیا ہی کہ حضرت علی کی حدیث میں امام احمد کے نزدیک اور
اسیطرح مرسل امام باقر میں ہی کہ حضرت جعفر کہڑی ہوئے
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رقص کیا اور
اونکے گرد چکر لگایا جیسے کوئی قربان ہوتا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ کیا بات ہے انھوں نے عرض کیا کہ یہ ایک شی ہی جو میں نے
حبشیونکو اپنے بادشاہونکو ساتھ کرتے دیکھا ہے اور
ابن عباس رض کی حدیث میں ہے کہ نجاشی (شاہ
حبشہ) جب اپنے تابعین میں کسی سے خوش
ہوتا تو وہ شخص اوٹھکر نجاشی کے گرد گھومتا ہوا ۶۷
رقص کرتا اور حجل بفتح حاء و کسر جیم کے معنے ہیں کہ
ایک پانو پر کہڑا ہوا اور وہ ایک خاص ہیئت
پر رقص ہے اور حضرت علی کی حدیث مذکور میں
یہ بھی ہے کہ تینوں نے ایسا ہی کیا اھ اور قاموس
میں حجل کے معنے ہیں کہ ایک پانوں اوٹھا لیا اور
رفتار میں آہستگی کی اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ اوچھلا
(تو حاصل اوس رقص کی ہیئت مخصوصہ کا یہ ہوا
کہ ایک پانوں اوٹھالے اور ایک پانوں سے آہستہ
آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اوچھلتے ہوئے چکر کاٹتے
ہوئے چلے) **ف** اس حدیث میں اصل ہے

فائدہ: اصل الرقص الوجدی والتواجدی

اہل وجد کے رقص کی جو فرح یا شوق (کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ (وہ غلبہ) بے اختیاری سے نہ ہو (اسکو تواجد کہتے ہیں کیونکہ ہیئت مذکورہ حدیث اختیار سے تہی) بشرطیکہ کسی غرض فاسد ریا وغیرہ سے نہ ہو ❊

الحدیث الحاکم من حدیث ابی ذر رض خالقوا الناس باخلاقهم الحدیث قال صحیح علی شرط الشیخین **ف** فیه رعایة مذاق الرفقة فی المباح من المعاشرات حذرا عن الوحشة

تم ربع العادات

حدیث حاکم نے ابوذر رض کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ اون ہی کے اخلاق (وعادات) کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اس حدیث کو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے **ف** اسمیں اسکی تعلیم ہے کہ معاشرات مباحہ میں اپنے رفیقوں کے مذاق کی رعایت رکھنا چاہیئے تاکہ ایک کو دوسرے سے وحشت نہو

ربع عادات تمام ہوا قواعد سے حدیث کا محمل اور اسکی حکمت بہی متعین ہے اِس میں موافقت صاحب وجد فی القیام بہی داخل ہوگئی لیکن قیام مولد کو اس میں داخل نکیا جاوے وہاں غلبہ حال ہی نہیں اِس لیئے وجد نہیں اور التزام اعتقادی و عملی سے مباح کی قید بہی نہیں نیز اعتقاد قربت کے سبب معاشرات کی بہی قید نہیں جب قیود منتفی ہیں مقید بہی منتفی ہے اور حکم مخصوص تہا مقید کے ساتہ۔ پس حکم بہی منتفی ہوا واللہ یہدی الی الحق

۶۸ موافقة الناس فی المباحات — موافقت مردم در مباحات

(باقی آیندہ)

کتاب عجائب القلب من ربع المہلکات

الحدیث اعدی عدوک نفسک التی
بین جنبیک البیہقی فی کتاب
الزھد من حدیث ابن عباس
وفیہ محمد بن عبد الرحمن بن غزوان
احد الوضاعین قلت لکن
معناہ فی القراٰن قولہ تعالیٰ
ان النفس لامارۃ بالسوء
لان الامر بالسوء لا یکون
الا من اعدی العدو وکذا فی الحدیث
وھو المجاھد من جاھد نفسہ و
سیاتی فی کتاب ریاضۃ النفس
فان الجھاد لا یکون الا مع العدو۔
الحدیث رجعنا من الجھاد الاصغر
الی الجھاد الاکبر البیھقی فی الزھد
من حدیث جابر وقال ھذا اسناد
فیہ ضعف وتمامہ فی کتاب ریاضۃ
النفس قیل یا رسول اللہ وما الجھاد
الاکبر قال جھاد النفس قلت فی
روح المعانی فی تفسیر اٰیۃ وجاھدوا

کتاب عجائب القلب از ربع مہلکات

حدیث تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیری
بغل میں موجود ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب
الزہد میں ابن عباس کی حدیث سے اور اسکی سند
میں محمد بن عبد الرحمٰن بن غزوان ہے جو منجملہ
وضاعین حدیث کے ہے میں کہتا ہوں لیکن
مضمون قرآن میں ہے کہ نفس بری بات کی بہت
فرمایش کرنے والا ہے کیونکہ بری بات کی فرمایش
کرنا بڑے دشمن ہی کا کام ہے اور اسی طرح
۶۹ حدیث میں بھی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بڑا
مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔
اور یہ حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں آویگی
کیونکہ جہاد بھی دشمن ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔
حدیث ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
واپس آئے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب
الزہد میں جابر کی حدیث سے اور کہا کہ اس
اسناد میں ضعف ہے اور یہ پوری حدیث کتاب
ریاضۃ النفس میں ہے وہ یہ کہ عرض کیا گیا کہ یا
رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا نفس
کیساتھ جہاد کرنا میں کہتا ہوں کہ روح المعانی میں

اعدی النفس
عداوت نفس

مجاہدۃ النفس

في الله حق جهاده اخرج البيهقي
عن جابر قال قدم على رسول الله
صلى الله عليه وسلم قوم
غزاة فقال قدمتم خير
مقدم من الجهاد الاصغر الى
الجهاد الاكبر قيل وما الجهاد الاكبر قال
مجاهدة العبد هواه وفي اسناده
ضعف معفو في مثله **ف**
كون مدلول الحديثين
من مقاصد الفن ظاهر۔

۷۰ **الحديث** ان لربكم في ايام دهركم
نفحات الحديث متفق عليه من
حديث ابي هريرة وابي سعيد
وفيه [illegible]
الا فتعرضوا لها قلت الله اعلم
كيف نسب هذا الحديث
الى الشيخين فقد نسب العزيزي
الى الطبراني عن محمد بن
مسلمة بهذا اللفظ فيه
تعرضوا له وفي نسخة
[illegible] لعله يصيبكم نفحة منها

وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ کے تحت میں ہے کہ
بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت غازیوں کی
آئی آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے جہاد اصغر سے
جہاد اکبر کیطرف آئے عرض کیا گیا کہ جہاد اکبر کیا
چیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کا مجاہدہ کرنا اپنی ہوائے
نفسانی کے ساتھ اور اسکی اسناد میں ایسا ضعف ہے جو ایسے
مضمون میں معاف ہے **ف** ان دونوں حدیثوں
کے مضمون کا کہ مجاہدہ نفس کی ترغیب ہے مقاصد
فن سے ہونا ظاہر ہے۔

حدیث تمہارے ایام عمر میں تمہارے
پروردگار کے فیوض (وارد ہوتے) ہیں روایت
کیا اسکو شیخین نے ابوہریرہ اور ابوسعید کی حدیث
سے اور یہ پہلے بھی آچکی ہے اور اس کا تتمہ یہ ہے
کہ ہاں سن لو اور ان فیوض کے لیے آمادہ رہو میں
کہتا ہوں کہ خدا جانے عراقی نے اس حدیث کو شیخین
کیطرف کیسے منسوب کردیا کیونکہ عزیزی
نے اسکو طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے محمد بن مسلمہ
سے اسی لفظ کے ساتھ اور اسمیں ایک نسخہ میں
فتعرضوا کے بعد [illegible] ہے اور ایک نسخہ میں لہا ہے
اور اسمیں یہ بھی ہے شاید تمکو ان فیوض)

فلا تشقون بعدها ابدًا
قال الشیخ حدیث حسن
وفیه فی معنی نفحات
ای تجلیات مقربات
یصیب بھا من یشاء من عبادہ
(ملاحظہ ۲۲) ف فیه دوام
المراقبة ونعم ما قیل
فیه کانه ترجمة له ؎
یک چشم زدن غافل ازان شاہ نباشی
شاید که نگاہی کند آگاہ نباشی

الحدیث یقول الله عز وجل
لقد طال شوق الابرار
الی لقائی ... لم یجدہ
... عمدة القاری
اخرجه ... من حدیث
ابی الدرداء ولم یذکر ... ولا
فی مسند الفردوس اسنادہ ... ما
وانا الی لقائهم لاشد شوقًا
قلت فهو ... تعلیقات
... شرح ... ولکن
فی ... من صحیح مرفوع

ہیں سے کوئی فیض پہنچ جائے جس کے بعد پھر
کبھی تم شقی نہو شیخ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے
اور اسمیں نفحات کے معنی میں یہ کہا ہے یعنی ایسی
تجلیات جو (خدا تعالیٰ کا) مقرب بنادیں اپنے
بندوں میں جسکو چاہیں پہونچادیں **ف**
اس حدیث میں دوام مراقبہ (مذکور) ہے
ور اس مضمون میں کسی نے خوب کہا ہے گویا
اس کا ترجمہ یہی ہے ؎
یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نیک بندوں کا
شوق میرے ملنے کا بہت بڑھ گیا اور مجھے
... حدیث کی ... نہیں پائی مگر صاحب فردوس نے
ابو الدرداء کی حدیث سے ... ہے
... شیخ نے ... ذکر ... ہیں
... سند ذکر نہیں کی اور ... کا تتمہ یہ ہے
کہ میں اون کے ملنے کا ... زیادہ مشتاق
... حدیث ... تعلیقاً
صاحب فردوس کے ہیں اور ... کا ...
صحیح حدیث ... ہے وہ حدیث ہے
... اللہ ...

التشوق والمحبة — شوق و محبت

۶ احب الله لقاءه فان الشوق احد
آثار المحبة **ف** فيه
اثبات المحبية والمحبوبية
للعبد

الحديث اذا اراد الله بعبده
خيرا جعل له واعظا من قلبه ابو منصور
الديلمي في مسند الفردوس من حديث
ام سلمة واسناده جيد
ف فيه صحة تنبيهات
القلب السليم

صحة تنبيهات القلب السليم — معتبر بودن تنبيهات قلب سليم

۷۲ ۱ **الحديث** قال الله تعالى
ما وسعني ارضي ولا سمائي
ووسعني قلب عبدي
المؤمن اللين الوادع
لم ار له اصلا وفي حديث
ابي عتبة قبله
عند الطبراني بعد
قوله وآنية ربكم
قلوب عباده الصالحين
واحبها اليه الينها
وارقها قلت -

اوس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثار محبت
میں سے ایک اثر ہے **ف** اس حدیث میں
اثبات ہے بندہ کے محب ہونیکا بھی اور محبوب
ہونیکا بھی ٭

حدیث جب اللہ تعالی اپنے بندہ کیساتھ
بھلائی چاہتے ہیں تو اوس کے لیئے اوس کے
قلب میں سے ایک واعظ مقرر کر دیتے ہیں روایت
کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ام سلمہ
کی حدیث سے اور اسکی اسناد جید ہے **ف** اس
حدیث سے تنبیہات قلب سلیم کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے

حدیث اللہ تعالی نے فرمایا مجھکو نہ میری زمین
سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان اور مجھکو میرے مومن
بندہ کا قلب جسمیں نرمی اور اطمینان (کی صفت) ہے
سما لیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں
دیکھی اور اس کے قبل جو ابو عتبہ کی حدیث طبرانی
میں ہے اوسمیں اس قول کے بعد (وآنیۃ ربکم قلوب
عبادہ الصالحین) یہ ہے (واحبہا الیہ الینہا و
ارقہا) ان دونوں قول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے
پروردگار کے ظروف اوس کے صالح بندوں کے
قلوب ہیں اور سب قلوب میں اللہ کے نزدیک زیادہ
محبوب وہ قلوب ہیں جو بہت نرم اور بہت رقیق ہوں

(باقی آیندہ)

وحديث عتبة هذا الوارد
قبله ما نصه الطبراني من حديث
عتبة الخولاني يرفعه الى النبي
صلى الله عليه وسلم قال
ان لله آنية من اهل الارض
وآنية ربكم قلوب
عباده الصالحين
الحديث وفيه بقية
ابن الوليد وهو مدلس
لكنه صرح فيه بالتحديث
وفي المقاصد الحسنة
معناه وسع قلبه
الايمان بي ومحبتي
ومعرفتي اھ وفي
كليد المثنوي
الدفتر السادس
روى الامام احمد
في الزهد عن
وهب بن منبه
ان الله فتح السموات لحزقيل
حتى نظر الى العرش

میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث عتبہ کی جو اس کے قبل
وارد ہے اس کی عبارت یہ ہے اور طبرانی میں
عتبہ خولانی کی یہ حدیث ہے جسکو وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اہل
زمین میں اللہ تعالی کے کچھ ظروف ہیں اور تمہارے
پروردگار کے ظروف اون کے صالح بندوں کے
قلوب ہیں (اور ظروف کی صفت ہے وسعت
تو وسعی قلب المومن کا مضمون ثابت ہوگیا)
اور اس حدیث (کی سند) میں بقیہ بن الولید
ہیں اور وہ مدلس ہیں مگر اس
حدیث میں انھوں نے تحدیث کی تصریح ۳
کی ہے (اسلئے تدلیس مضر نہیں) اور مقاصد
حسنہ میں اس (وسعت) کے معنی یہ کہے ہیں
کہ مومن کا قلب مجھپر ایمان لانیکو اور میری محبت
ومعرفت کو سمالیتا ہے (کہ دوسری مخلوق یعنی
ارض وسما رکے اندر جسکو نہیں سما سکتے) اور
کلید مثنوی دفتر سادس میں (اس حدیث کی
تحقیق میں) ہے کہ امام احمد نے زہد میں وہب
ابن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے
نے حضرت حزقیل کے لیے آسمانوں کو کشادہ
فرمادیا یہاں تک کہ انھوں نے عرش پر نظر فرمائی

وقال حزقيل سبحنك
ما اعظمك يا رب
فقال الله تعالى
ان السموت والارض ضعفن
عن ان يسعني ووسعني
قلب المومن الوادع
اللين اھ **ف** فيه اصل لما
قال المذكورون قلب المومن عرش الله
اي محل للتجلي الاعظم الذي عبر عنه بالوسع

الحديث اكثر اهل الجنة
البله البزار من حديث انس
وضعفه وصححه القرطبي وليس
كذلك فقد قال ابن عدي انه
منكر **ف** فيه بعض شيون المومن
الذي حاصله عدم تعلق قلبه بالامور
الدنيوية ومن لوازم عدم
الالتفات الوقوع في الغلط
كثيرا واما قوله عليه السلام
لا يلدغ المومن من
جحرة مرتين فمحله
الامور الدينية

قوله هو القلب التقي الخالص
ترغیب ج۲ ص۱۰۲

پھر حضرت حزقیل نے عرض کیا کہ آپکی ذات پاک ہے آپکی کتنی بڑی شان ہے اے میرے پروردگار تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور زمین سب عاجز ہوگئے اِس سے کہ مجکو سمالیں اور مجکو مومن کے قلب نے جو کہ اطمینان اور نرمی سے موصوف ہے سمالیا اھ **ف** اِس حدیث میں اصل ہے حضرات صوفیہ کے اِس قول کی کہ مومن کا قلب عرش اللہ ہے یعنی محل ہے تجلی اعظم کا جس کو وسع کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث اکثر جنتی لوگ بھولے ہوتے ہیں اسکو بزار نے روایت کیا ہے حضرت انس کی حدیث سے اور اسکو ضعیف کہا اور قرطبی نے اسکو صحیح کہا ہے اور واقع میں ایسا نہیں کیونکہ ابن عدی نے اسکو منکر کہا ہے **ف** اسمیں مومن کی بعض شانوں کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مومن کو امور دنیویہ سے دلچسپی نہیں ہوتی اور جس چیز کیطرف التفات نہیں ہوتا ضروری ہے کہ اوس میں کثرت سے غلطیاں ہوتی ہیں اور یہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مومن ایک سوراخ میں دوبار نہیں ڈسا جاتا اس کا محل امور دینیہ ہیں مومن اون امور میں ہوشیار و بیدار ہوتا ہے (بس

نهو فيها متيقظ

دونوں میں کچھ تعارض نہیں)

الحديث ان من امتي محدثين ومكلمين خ من حديث ابي هريرة لقد كان في ما قبلكم من الامم محدثون فان يك في امتي احد فانه عمر م رواه م من حديث عائشة **ف** فيه صحة الالهام

حدیث۔ میری امت میں کچھ لوگ محدث و مکلم بھی ہوں گے (یعنی جنکو الہام صحیح ہوتا ہو) روایت کیا اسکو بخاری نے ابوہریرہ کی حدیث سے کہ پہلی اُمتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوگا تو عمرؓ ہیں اور روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے **ف**۔ اس حدیث میں الہام کے صحیح ہونیکا مذکور ہے۔

الحديث حبك الشئ يعمي ويصم ابو داؤد من حديث ابي الدرداء باسناد ضعيف **ف** فيه ذم الغلو في حب الخلق

حدیث۔ کسی چیز سے زیادہ محبت کرنا (حقیقت شناسی سے) اندھا اور بہرا کر دیتا ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ابوالدرداء کی حدیث سے اسناد ضعیف کیساتھ **ف** اس میں مذمت ہے محبت خلق میں غلو کرنیکی۔

الحديث اتقوا مواضع التهم لم اجد له اصلا قلت ولكن معناه ثابت من حديث صفية المار قبيل كتاب العزلة **ف** فيه الحذر

حدیث۔ تہمت (و اشتباہ) کے موقع سے بچو۔ میں نے (ان الفاظ سے) اسکی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حضرت صفیہ کی حدیث سے ثابت ہے جو کتاب العزلہ کے ذرا قبل گذری ہے **ف** اس حدیث میں احتیاط (کا حکم) ہے۔ خلاف شرع کے شبہ پیدا کرنے والے امور سے خصوص معتدا کے لیے

صحة الالہام
صحت الہام

ذم الغلو فی حب الخلق
مذمت غلو در محبت خلق

الاحتیاط عن مواضع التہمات
احتیاط از مواقع شبہات

عن الموهم للمنكر
خصوصاً
للمغترين

الحديث التقوى ههنا
واشار الى القلب من حديث
ابی هريرة وقال الی صدره
ف فيه عدم اعتداد
التقوى الظاهر بدون الباطن

(اور اصل طریق یہی ہے اور کسی اہل طریق سے اس کے خلاف اگر منقول ہے کسی عذر قوی سے ہے جو اپنے محل میں معلوم ہے)

حدیث تقوی یہاں ہے اور قلب کی طرف اشارہ فرمایا روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور اوسمیں الی صدرہ ہے **ف** اسمیں ظاہری تقوی کا بدون باطنی تقوی کے غیر معتد بہ ہونا مذکور ہے +

کتاب ریاضة النفس

کتاب تہذیب نفس

انما انا بشر اغضب
كما يغضب البشر
من حديث انس وله
من حديث ابی هريرة
انما محمد بشر
يغضب كما يغضب
البشر ف فيه ان
الامور الطبعية لا تنافی
كمال النبوة فضلا
عن كمال الولاية

حدیث میں بشر ہی ہوں مجھکو بھی ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو آتا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث انس سے اور مسلم ہی کے نزدیک ابو ہریرہ کی حدیث سے یہ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بشر ہیں اونکو ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو آتا ہے **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ امور طبعیہ کمال نبوت کے منافی نہیں ہوتے چہ جائیکہ کمال ولایت کے منافی ہوں (البتہ اون کے غیر مشروع مقتضا پر عمل کرنا یہ کمال ایمان کے بھی خلاف ہے +

(باقی آئندہ)

عدم اعتداد التقوى الظاهرة
عدم اعتداد تقوی ظاہری

۷۶ عدم التنافی بین الامور الطبعية
عدم تنافی امور طبعیہ و کمال

الحدیث خیر الامور اوسطها
البیهقی فی شعب الایمان
من روایة مطرف بن
عبد الله معضلا ف
شمل بعمومه الاقتصاد
فی المجاهدة

حدیث سب امور میں بہتر درجہ اوسط ہے
روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں
مطرف بن عبد اللہ سے ایسی سند سے کہ اس کے
درمیان سے دو درا وی متصل ساقط ہو گئے ف
یہ حدیث اپنے عموم سے توسط فی المجاہدہ کو بھی شامل
ہے (کہ اوس میں مشقت بھی ہو اور تحمل بھی ہو)

الاقتصاد فی المجاهدة

الحدیث اعبد الله فی
الرضا فان لم تستطع ففی
الصبر علی ما تکره خیر
کثیر طب (قلت رواه
الترمذی من حدیث
ابن عباس کذا قاله
العراقی فی کتاب الصبر
والشکر) ف فیه ان
الرضا الکامل
لا یکون فیه
الکراهة الطبعی وان
کان فیه الالم الطبعی
والا فالکراهة العقلی
لا یکون فی الصبر
ایضا و فی روایة لا تعدا

حدیث۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رضا کے
ساتھ اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو ناگوار چیز پر
صبر کرنے میں بھی خیر کثیر ہے روایت کیا اس کو
طبرانی نے (میں کہتا ہوں اور روایت کیا اسکو
ترمذی نے ابن عباس کی حدیث سے اسی طرح
کہا ہے عراقی نے کتاب الصبر والشکر میں) ف
اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ رضائے
کامل میں کراہت طبعی بھی نہیں ہوتی گو الم
طبعی ہو ورنہ (اگر کراہت طبعی ہو صرف کراہت
عقلی نہو تو) کراہت عقلی تو صبر میں بھی نہیں
(تو رضا میں صبر سے فوقیت ہی کیا ہوئی۔
۔۔ ۔انکہ حدیث میں فوقیت
منصوص ہے ۔۔۔
۔۔ تربیت میں مستعد کی روایت

۷۷

فی التربیة

الحدیث المجاهد من جاهد نفسه ت فی اثناء حدیث وصححه ه من حدیث فضالة ابن عبید **ف** فیه افضلیة جهاد النفس من جهاد الکفار لکونه
جهادا موقوفا علیه ۷۸

افضلیۃ جہاد النفس علی جہاد الکفار — افضل بودن جہاد نفس از جہاد کفار

کیا گیا بعض سے صبر کا۔

حدیث (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے ایک حدیث کے اثنا میں اور اسکی تصحیح کی اور ابن ماجہ نے اسکو فضالہ بن عبید کی حدیث سے روایت کیا **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ جہاد نفس جہاد کفار سے بھی افضل ہے کیونکہ جہاد کفار کا جہاد ہونا خود جہاد نفس پر موقوف ہے (اس لیے کہ اگر جہاد کے حدود ظاہری و باطنی محفوظ نہوں تو وہ جہاد ہی نہیں اور حدود کا محفوظ رکھنا یہ جہاد نفس ہے)

کتاب کسر الشهوتین

کتاب علاج شہوت فرج وبطن

الحدیث حدیث ابی سعید الخدری کان اذا تغدی لم یتعش واذا تعشی لم یتغد لم اجد له اصلا وحدیث قال لعائشة ایاک والسرف فان اکلتین فی یوم من السرف

حدیث۔ ابوسعید خدری کی جو یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا نوش فرماتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کو نوش فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے میں نے (عراقی نے) اسکی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ جو حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی سے فرمایا کہ اپنے کو اسراف سے بچاؤ اور ایکدن میں دو بار کھانا اسراف میں داخل ہے اسکو

- البیھقی فی الشعب من
حدیث عائشۃ وقال
فی اسنادہ ضعف اھ
قلت بل فی الحدیث
ما یدل علی ضدہ
وھو ما رواہ ابو داؤد
فی باب صفۃ النبیذ
عن عائشۃ رض انھا
کانت تنبذ لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم غدوۃ فاذا
کان من العشی
فتعشی شرب علی
عشائہ فان فضل
شیٔ صببتہ او فرغتہ ثم
تنبذ باللیل فاذا اصبح
تغدی فشرب علی
غدائہ قالت
نغسل السقاء
غدوۃ وعشیۃ
فقال لھا ابی مرتین

عدم التنافی بین التوسع فی المآکل وبین الزہد
عدم تنافی درمیان کچھ توسع فی الماکول والمشروب

بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رض کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد
میں ضعف ہے فقط (پس حجت نہیں) میں
(یعنی اشرف) کہتا ہوں بلکہ حدیث میں اسکے
خلاف پر دلالت ہے اور وہ حدیث وہ ہے
جسکو ابو داؤد میں باب صفت نبیذ میں حضرت
عائشہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبح کے وقت خرما بھگو دیتیں
جب شام کا وقت ہوتا اور شام کا کھانا نوش فرماتے
تو کھانے پر نبیذ نوش فرما لیتے اگر کچھ بچ جاتا
تو میں اوس کو گرا دیتی (لفظ میں راوی کو شک ہے
مگر دونوں لفظ ہم معنی ہیں) پھر شب کو خرما بھگو
دیتیں جب صبح ہوتی تو آپ صبح کا کھانا نوش فرماتے
اور کھانے پر نبیذ نوش فرماتے اور حضرت عائشہ رض
نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اوس مشک کو (جسمیں نبیذ تیار
ہوتا تھا) صبح و شام دھو ڈالتے (تاکہ اوس میں
پہلے نبیذ کا اثر نہ رہے جس سے نئی نبیذ میں
تغیر کا احتمال ہو جاوے راوی کہتے ہیں کہ)
میرے باپ نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ ایک دن میں
دو بار (نوش فرماتے) اونہوں نے فرمایا ہاں۔
ف اسمیں دلالت ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں

۷۹

فی یوم قالت نعم

ف فیہ ان التوسع فی الماکل والمشارب من غیر غلو فیہ لاینافی الزہد واما الاقتصار فیہا فکان عن ضرورۃ لا عن قصد

الحدیث کان یضرب یدہ علی فخذ عائشۃ احیانا ویقول کلمینی یا عائشۃ لم اجد لہ اصلا قلت لکن معناہ ثابت بالحدیث الصحیح الذی رواہ مسلم عن عائشۃ رضی قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر فان کنت مستیقظۃ حدثنی والا اضطجع **ف** فیہ ان المحادثۃ مع الاہل لاینافی مقصود الخلوۃ

۸۰ فائدہ مکالمہ مع الاہل عدم اخلال آں در خلوت

اور اوقات میں (ایک ظرف زمان ہے اور ایک ظرف مکان) توسع کرنا بدون غلو کے یہہ زہد کے منافی نہیں اور اکتفا فرمانا (وقت میں یا ماکول میں جو وارد ہے) یہ ضرورت سے تہا (کہ سامان مہیا نہ ہوا) قصدًا نہ تہا جیسا بعض غالین مدعین زہد نے سمجہا ہے۔

حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اپنا ہاتہہ حضرت عائشہ کی ران پر مارتے تہے اور فرماتے تہے اے عائشہ مجہہ سے باتیں کرے ہیں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی۔ میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حدیث صحیح سے ثابت ہے جسکو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑہ چکتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجہہ سے باتیں کرتے تہے ورنہ لیٹ رہتے **ف** اس میں اسپر دلالت ہے کہ اہل خانہ کے ساتہ باتیں کرنا مقصود خلوت کے منافی نہیں اور وہ مقصود اجتماع خواطر ہے اور تجربہ ہے کہ اہل خانہ سے چونکہ نہایت بے تکلفی ہوتی ہے اوس سے باتیں کرنے سے قلب مشوش نہیں ہوتا تشویش رعایت سے ہوتی ہے

(باقی آئندہ)

کتاب آفات اللسان

الحدیث

من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ت وقال غریب وہ من حدیث ابی ہریرۃ

ف اصل عظیم لتربیۃ النفس

الحدیث عند احمد بلفظ لا یؤمن العبد حتی یترک الکذب فی المزاحۃ والمراء وان کان صادقاً

ف فیہ کون المراء مورثاً للظلمۃ فان نقص الایمان ہو الظلمۃ ومن ثم تری اہل الطریق ینفرون عنہ اشد تنفر

الحدیث لا تسبوا الاموات فتؤذوا

کتاب آفات اللسان

ترک الحدیث من الاقوال والافعال — ترک اقوال وافعال عبث

حدیث آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ جو چیز اوسکو مفید نہ ہو اوسکو چھوڑ دے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اسکو غریب کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی ابو ہریرہ کی حدیث سے ف تربیت نفس کے لیے یہ حدیث اصل عظیم ہے جس سے فروع کثیرہ کی حقیقت معلوم ہو کر اون کا لازم الترک ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۸۱ حدیث۔ احمد کے نزدیک ان لفظوں سے ہے کہ بندہ (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے حتی کہ خوش طبعی میں بھی اور جب تک بحث مباحثہ کو نہ چھوڑ دے (فالمراء معطوف علی الکذب) گو سچا ہی ہو۔

ترک الجدال — ترک جدال

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحث و مباحثہ سے ظلمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایمان کا کامل نہ ہونا ظلمت ہے اور اسی لیئے تم اہل طریقت کو دیکھو گے کہ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں

ایشیۃ علیۃ المیت — ایذا مردہ کی ممانعت

حدیث۔ مرے ہوؤں کو برا مت کہو کہ اس سے تم زندوں کو ایذا دو گے روایت کیا

الاحياء الترمذي من
حديث المغيرة بن شعبة
ورجاله ثقات **ف** فيه كون
غيبة الميت اشد
لاشتماله على مفسدتين
اهانة الميت وايذاء الحي
الحديث لابي داؤد والترمذي
وقال غريب من حديث
ابن عمر اذكروا محاسن موتاكم
وكفوا عن مساويهم
وللنسائي من حديث ۸۲
عائشة لاتذكروا موتاكم
الا بخير واسناده جيد
ف فيه ما في
ما قبله ولعل في السكوت
عن الحكمة الخاصة
اشارة الى حكم اخرى
كتعسر التحلل منه و
كاحتمال مغفرته ومرحمة
المغتاب حكم الله
على هذا الاحتمال

اسکو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے
اور اس کے رجال ثقات ہیں **ف** اس میں
دلالت ہے اسپر کہ مرے ہوئے کی غیبت کرنا زندہ
کی غیبت کرنے سے زیادہ شدید ہے اس لیے
کہ وہ دو خرابیوں پر مشتمل ہے۔ ایک مرے ہوئے
کی اہانت دوسرے زندہ کی ایذا رسانی۔
حدیث۔ ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں
ہے اور ترمذی نے غریب بھی کہا ہے حضرت
ابن عمر کی حدیث سے کہ مُردوں کی خوبیاں
ذکر کیا کرو اور انکی برائیوں (کے ذکر) سے رکے رہا کرو اور
نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ کی روایت سے یہ ہے کہ اپنے
مردوں کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کیا کرو اور اسکی اسناد
جید ہے **ف** اسمیں بھی وہی مضمون ہے
جو اسکی قبل والی حدیث میں ہے اور شاید
کسی خاص حکمت کا بیان نہ کرنا (جیسے حدیث
سابق میں بیان کی تھی) اشارہ ہو دوسری
حکمتوں کیطرف جیسے مردہ سے معاف
کرانے کا دشوار ہونا اور جیسے یہ احتمال ہونا
کہ اسکی مغفرت ہو گئی ہو اور اس احتمال پر
یہ غیبت کرنے والا گویا خدا تعالیٰ کے
حکم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

کتاب ذم الغضب

الحدیث سأل رجل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما یبعدنی من غضب اللہ
قال لا تغضب
الطبرانی فی مکارم
الاخلاق وابن عبد البر
فی التمہید باسناد
حسن وہو عند احمد
وان عبد اللہ
ابن عمرو ہو السائل
اہ قلت ترجمہ العارف
الرومی بقولہ ؎
گفت از خشم خدا چہ بود اماں + گفت ترک خشم خویش اندر زماں
ف باب عظیم من السلوک فی الطریق

الحدیث من اصبح امنا فی
سربہ معافی فی بدنہ عندہ
قوت یومہ فکانما حیزت لہ
الدنیا بحذافیرہا
الترمذی وابن ماجہ

کتاب مذمت غضب

حدیث۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون چیز مجھکو غضب الٰہی سے دور کر سکتی ہے آپ نے فرمایا تو غضب مت کرنا۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے مکارم اخلاق میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں اسناد حسن سے اور یہ حدیث احمد کے یہاں بھی ہے اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو سوال کرنے والے ہیں فقط میں کہتا ہوں
۸۳ کہ عارف رومی نے اپنے اس شعر میں اسکا ترجمہ کیا ہے ؎

گفت از خشم خدا چہ بود اماں
گفت ترک خشم خویش اندر زماں

ف اس حدیث کا مضمون سلوک طریق کا ایک باب عظیم ہے (یعنی غصہ کا ضبط کرنا)

حدیث جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اوس کے نفس میں امن ہو اوس کے جسد میں عافیت ہو اوس کے پاس اوس دن کا کھانے کو ہو تو گویا دنیا بتمامہا اوس کے لیے جمع کر دی گئی روایت کیا اسکو ترمذی

فی ذم الغضب
ذم غضب

القناعۃ والعافیۃ
قناعت وعافیت

حديث عبيد الله بن محصن دون قوله بحذافيرها قال الترمذي حسن غريب قلت ۵ ترجمه العارف الرومي بقوله

چون ترا نانے وخرقانے بود
هر بن موے توسلطانے بود

ف فيه تعليم القناعة واغتنام الامن والعافية

الحديث كاد الفقران يكون كفرا وكاد الحسد ان يغلب القدر رواه ابو مسلم الكشي والبيهقي في الشعب من رواية يزيد الرقاشي عن انس ويزيد ضعيف ورواه الطبراني في الاوسط من وجه اخر بلفظ كادت الحاجة ان تكون كفرا وفيه ضعف ايضا

۸۴ ذم بعض الفقر — بعض فقر کی مذمت

ف فيه عدم كون الفقر محمودا على الاطلاق۔

الحديث الرجل يحب القوم ولما يلحق بهم فقال هو مع من احب متفق عليه من حديث ابن مسعودؓ

النفع العظیم فی حب الشیخ — شیخ کی محبت میں نفع عظیم

ف فيه كون حب الشيخ فيه نفع عظيم

اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن محصن کی حدیث سے بجز اس لفظ کے یعنی بحذافیرہا۔ ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے میں کہتا ہوں کہ عارف رومیؒ نے اپنے اس شعر میں اس کا ترجمہ کیا ہے

۵ چوں ترا نانے وخرقانے بود
ہر بن موئے توسلطانے بود

ف اس حدیث میں تعلیم ہے قناعت کی اور (امن وعافیت کو غنیمت سمجھنے کی (اعمال کے لیے)

حدیث۔ فقر (یعنی محتاجی) قریب ہے کہ کفر ہوجائے اور حسد قریب ہے کہ قدر پر غالب آجائے روایت کیا اسکو ابو مسلم کشی نے اور بیہقی نے شعب میں یزید رقاشی کی روایت سے وہ انسؓ سے روایت کرتے ہیں اور یزید ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں دوسرے طریق سے ان لفظوں سے کادت الحاجۃ الخ اور اس طریق میں بھی ضعف ہے

ف اسمیں فقر کا مطلقاً محمود نہ ہونا معلوم ہوا

حدیث۔ ایک شخص کسی جماعت سے محبت کرتا ہے اور اسکو ان کے درجہ تک رسائی نہیں ہوتی آپ نے فرمایا کہ وہ شخص انہی کیساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی محبت سے نفع عظیم ہوتا ہے (اسی لئے اہل طریق کو اسکا بہت اہتمام ہے) (باقی)

کتاب ذم الدنیا

الحدیث الدنیا سجن المؤمن
وجنة الکافر مسلم
من حدیث ابی ہریرة
ف فیہ ان من شان المؤمن
عدم لصوق قلبہ بالدنیا
الحدیث الدنیا
ملعونة ملعون
ما فیھا الترمذی
وحسنہ وابن
ماجة من حدیث
ابی ہریرة وزاد
الا ذکر اللہ وما
والاہ وعالم
ومتعلم
الحدیث حدیث ابی
موسی الاشعری من
احب دنیاہ اضر باخرتہ الحدیث
احمد والبزار والطبرانی
وابن حبان والحاکم وصححہ وتمامہ

کتاب مذمت دنیا

حدیث دنیا مومن کا جیلخانہ ہے اور کافر کی
باغ وبہار ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابوہریرہ
کی حدیث سے ف اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مومن کی
شان یہ ہونا چاہیئے کہ اِس کا دل دنیا میں
نہ لگنا چاہیئے جسطرح جیلخانہ سے گھبرتا ہے۔
حدیث دنیا بھی راندۂ درگاہ ہے اور جو
دنیا میں ہے وہ بھی روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور اسکو حسن کہا اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ
کی حدیث سے اور اتنا زیادہ کیا کہ مگر (یہ چیزیں ۸۵
مستثنےٰ ہیں) ذکر اللہ اور جو (چیز) اوس کے
تابع اور اُس کے متعلق ہے) اور عالم اور طالب علم
(یہ تخصیص بعد تعمیم ہے کیونکہ ذکر اللہ میں علم
داخل ہے اور عالم وطالب علم کا تعلق علم
سے ظاہر ہے اسیطرح سب مان دین)
حدیث۔ ابوموسی کی حدیث کہ جو شخص
اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کے
ضرر پہونچاویگا الخ اسکو احمد اور بزار اور طبرانی
اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور
حاکم نے اسکی تصحیح بھی کی اور اس کا تتمہ یہ ہے

ما التوحش عن الدنیا
وحشت از دنیا

عہ فی القاموس فی معانی الولی التابع ۱۲ منہ

ومن احب آخرتہ
اضر بدنیاہ فآثروا
ما یبقی علی
یفنی

الحدیث حب الدنیا راس
کل خطیئۃ ابن ابی
الدنیا فی ذم الدنیا والبیہقی
فی شعب الایمان من
طریقہ من روایۃ الحسن مرسلا

الحدیث الدنیا دار
من لا دار لہ الحدیث ۸۶
احمد من حدیث
عائشۃ مقتصرا علی ھذا
وعلی قولہ ولہا یجمع من
لا عقل لہ وزاد
ابن ابی الدنیا والبیہقی
فی الشعب من
طریقہ ومال من لا مال لہ
واسنادہ جید

ف فی کل من الاربعۃ
تنفیر عن الدنیا

التنفیر عن الدنیا
تنفیر از دنیا

جو شخص اپنی آخرت سے محبت کریگا وہ اپنی دنیا کو ضرر پہونچاوے گا پس تم باقی کو فانی پر ترجیح دو (جبکہ دونوں کی کامل طلب کا جمع ہونا غیر ممکن ہے)

حدیث ۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے ذم دنیا میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن ابی الدنیا کے طریق سے حسن کی روایت سے مرسلاً ۔

حدیث ۔ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو الخ روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث سے اس طور پر کہ اس جملہ (مذکورہ) پر اور (اسکے ساتھ) دوسرے اس جملہ پر کہ اوس دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے جسکو عقل نہ ہو اکتفا کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب میں ابن ابی الدنیا کے طریق سے یہ اور زائد کیا ہے کہ وہ دنیا اس شخص کا مال ہے جس کا کچھ مال نہ ہو اور اس کی سند جید ہے ۔

ف ان چاروں حدیث میں دنیا سے نفرت دلائی گئی ہے ۔

کتاب ذم البخل

الحديث لا تتخذوا الضيعة فتحبوا الدنيا الترمذي والحاكم وصحح اسناده من حديث ابن مسعود بلفظ فترغبوا **ف** وفيه ما في الاربعة الماضية بزيادة ان في الضيعة زيادة لصوق بالدنيا

٨٧ **الحديث** نعم المال الصالح للرجل الصالح احمد والطبراني في الكبير والاوسط من حديث عمرو بن العاص بسند صحيح بلفظ نعما وقال للمرء **ف** وفيه كون الدنيا غير مذمومة اذا كانت معينة في الدين۔

الحديث عز المؤمن استغناؤه عن الناس الطبراني في الاوسط والحاكم وصحح اسناده الى آخر ما قال

کتاب مذمت بخل

حدیث جائداد کا سامان مت کرو کہ اس سے تم میں دنیا کی محبت ہو جائیگی روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے مع تصحیح سند ابن مسعود کی حدیث سے اس لفظ سے کہ تم کو (دنیا کی) رغبت ہو جائیگی **ف** اس حدیث میں بھی اوپر کی چار حدیث والا مضمون ہے اتنی زیادت اور ہے کہ جائداد میں دنیا کے ساتھ زیادہ تعلق ہو جاتا ہے۔

حدیث نیک مال نیک آدمی کیلئے اچھا ہے روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں عمرو بن عاص کی حدیث سے صحیح سند کے ساتھ بلفظ نعما اور دونوں نے للرجل کی جگہ للمرء کہا ہے (معنے دونوں کے ایک ہیں) **ف** اس میں دلالت ہے کہ دنیا جب دین میں معین ہو تو وہ مذموم نہیں۔

حدیث مومن کی عزت یہ ہے کہ سب لوگوں سے مستغنی رہے روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اور اسکی اسناد کو صحیح کہا اون کے آخر قول تک

مثل السابق
مثل سابق

عدم ذم الدنيا المعينة على الآخرة
عدم مذمت دنیا معین آخرت

كون العز في الاستغناء
بودن عزت در استغناء

الضن في الافادة
ذم بخل در افادہ

ف فيه حقيقة العز انها بالاستغناء لا بالاستقصاء وهو مشاهد

الحديث حديث ابن عمر ان لله عباداً يختصهم بالنعم لمنافع العباد الحديث الطبراني في الكبير والاوسط وابو نعيم وفيه محمد بن حسان السمتي وفيه لين

۸۸ ووثقه ابن معين يرويه عن ابي عثمان عبد الله بن زيد الحمصي ضعفه الازدي وتمامه فمن بخل بتلك المنافع على العباد نقلها الله تعالى عنه وحولها الى غيره

ف فيه تهديد على الضنة في ايصال النفع دنيويا كان او دينيا لا سيما ان كان عن ادلال وترجمه بعضهم بقوله۔
خاص کند بندۂ مصلحت عام را

ف اِس حدیث میں عزت کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ وہ استغنار سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ (دنیا کے مال وجاہ میں) زیادہ کوشش کرنے سے اور اس کا مشاہدہ ہے

حدیث ابن عمرؓ کی حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اون کو اللہ تعالےٰ نعمتوں کے ساتہ مخصوص فرماتے ہیں دوسرے بندوں کے نفع کے لیئے الخ اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور اسمیں محمد بن حسان سمتی راوی ہے جس میں قدرے ضعف اور ابن معین نے اُنکی توثیق کی ہے وہ اسکو ابی عثمان عبد اللہ ابن زید حمصی سے روایت کرتے ہیں اُنکو ازدی نے ضعیف کہاہے اور تتمہ حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص اون منافع میں بندو پر بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اونکو اوس سے منتقل فرماکر دوسروں کیطرف منصرف کردیتا ہے **ف**۔ اسمیں تہدید ہے بندوںکو نفع پہونچانیمیں بخل کرنے پر خواہ دنیوی منفعت ہو خواہ دینی۔ بالخصوص اگر کمال پر ناز اسکا منشا ہو بعض نے اِس کا ترجمہ کیا ہے خاص کند بندۂ مصلحت عام را

(باقی آیندہ)

كتاب ذم الجاه

الحديث منهومان لا يشبعان الحديث الطبرانی من حديث ابن مسعود بسند ضعيف والبزار والطبرانی فی الاوسط من حديث ابن عباس بسند لين اھ قلت وفی حديث الدارمی صاحب العلم وصاحب الدنيا وروی البیہقی عن انس ان النبی صلی الله عليه وسلم قال منهومان لا يشبعان منهوم فی العلم لا يشبع منه ومنهوم فی الدنيا لا يشبع منها كذا فی المشكوة ف فيه مدح علی الحرص علی العلم وذم للحرص علی الدنيا

الحديث روی ابن ابی الدنيا فی كتاب الاخلاص من حديث عائشة بسند ضعيف يفضل الذكر الخفی الذی لا تسمعه الحفظة علی الذی تسمعه

کتاب مذمت جاہ

حدیث۔ دو حریص ایسے ہیں کہ ان کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا الخ روایت کیا اسکو طبرانی نے ابن مسعود کی حدیث سے سند ضعیف کے ساتھ اور بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس کی حدیث سے بھی سند ضعیف سے روایت کیا ہے میں (اشرف) کہتا ہوں کہ دارمی کی حدیث میں یہ ہے (کہ وہ دو حریص ایک) طالب علم اور (دوسرا) طالب دنیا اور روایت کیا بیہقی نے انس رض ۸۹
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریصوں کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا ایک علم کا حریص کہ اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک دنیا کا حریص کہ اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اسیطرح ہے مشکوۃ میں ف اس حدیث میں حرص علم کی مدح اور حرص دنیا کی مذمت ہے ۱۲

حدیث۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں حضرت عائشہ کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ ذکر خفی جسکو ملائکہ حافظین اعمال نہ سنتے ہوں اوس ذکر پر جسکو وہ سنتے ہوں

ما دو حریص کی الالنیا
زیادہ سے ہیں

اختفاء بعض الاعمال عن الملئكة واصل الذكر القلبي المحض
مطلع نبودن ملئکہ بر بعض اعمال و اصل ذکر قلبی محض

الحفظة سبعين درجة
ف فيه ان بعض الا
عمال لا يطلع عليه
الكاتبون الكرام
ومن ثم قال بعضهم **شعر**
میان عاشق و معشوق رمزی ست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست
وايضاً فيه اصل
للذكر القلبي
المحض الذي لا حركة
۹۰ فيه للسان
الحديث للشيخين من
حديث جندب من سمع
سمع الله به ومن راءى
راءى الله به
ورواه مسلم من حديث
ابن عباس **ف** فيه
من ذم الرياء ما هو ظاهر
الحديث مسلم من حديث
ابن مسعود مختصراً سئل النبي صلى الله
عليه وسلم عن الوسوسة

ذم الرياء
مذمت ریا و نمائش

ستر درجے فضیلت رکھتا ہے **ف** اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی
کراماً کاتبین کو بھی اطلاع نہیں ہوتی اور اسی سے
بعض نے کہا ہے **شعر**
میان عاشق و معشوق رمزی ست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست
اور اسی سے اوس ذکر قلبی محض کی بھی اصل نکلتی
ہے جس میں زبان کی بالکل حرکت نہو (جسکا
بعض اہل ظاہر نے انکار کیا ہے البتہ بعض
احکام فقہیہ میں جیسے قرأت و نکاح وغیرہ
مستقل دلائل سے تلفظ شرط ہے)
حدیث - بخاری و مسلم میں جندب کی
حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص شہرت کے
واسطے کچھ عمل کریگا اور جو شخص اظہار کے
لیے کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ اوس کے عیوب
کا اظہار کرے گا اور روایت کیا اس کو مسلم
نے حضرت ابن عباس کی حدیث سے **ف**
اسمیں ریاء و نمائش کی جو مذمت ہے ظاہر ہے
حدیث مسلم نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے
مختصراً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے وسوسہ کے متعلق سوال کیا گیا آپنے

فقال ذالك محض الایمان
والنسائی فی الیوم
واللیلۃ وابن حبان فی صحیحہ
ورواہ النسائی فیہ
من حدیث عائشۃ

الحدیث حدیث
ابن عباس
الحمد للہ الذی
رد کیدہ الشیطان
الی الوسوسۃ
ابو داؤد والنسائی
فی الیوم واللیلۃ
بلفظ کیدہ

ف فیہما عدم
المواخذۃ
علی الامور
الغیر
الاختیاریۃ
بل فیہما اشارۃ
الی السرور بہا

الحدیث مسلم من حدیث

فرمایا کہ یہ خالص ایمان (کی علامت) ہے
اور نسائی نے یوم ولیلہ میں اور ابن حبان نے
اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے مگر نسائی
نے یوم ولیلہ میں اسکو حضرت عائشہ رضؓ کی
حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث۔ ابن عباس رضؓ کی حدیث کہ خدا
کے لیے حمد ہے جس نے شیطان کے چالوں
کو وسوسہ کیطرف پھیر دیا (کہ اعمال وعقائد
سے اوس کا تعلق نہ ہونے دیا) روایت کیا
اسکو ابو داؤد نے اور نسائی نے یوم ولیلہ
میں کیدہ کے لفظ سے بجائے لفظ کید
الشیطان کے **ف** ان دونوں حدیثوں

۹۱ عدم المواخذۃ بالوساوس وعدم الخوف منہا

میں امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہ ہونا مذکور
ہے بلکہ (اس سے بڑھکر) ان دونوں میں
ان وساوس پر مسرور ہونیکی طرف اشارہ ہے
(اور یہی تدبیر بھی ہے اس سے نجات کی کہ
کچھ پروا نکرے بلکہ خوش ہو ایک بزرگ کا
قول ہے کہ شیطان کو مومن کی خوشی گوارا نہیں
جب وساوس پر خوش ہوتا ہوا دیکھے گا وسوسہ
ڈالنا چھوڑ دے گا)

حدیث مسلم نے ابوذر کی حدیث سے

مضرة التعلقات للضعفاء

ابی ذرلا تامرن
علی اثنین
ولا تلین مال
یتیم ف
فیہ عدم الوقوع
فی التعلقات
الغیر الواجبۃ
للضعفاء کما فی
ھذا الحدیث
انی اراک ضعیفاً

روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون سے فرمایا کہ کبھی دو شخصوں پر بھی حکم نہ بننا
اور کبھی کسی یتیم کے مال کے متولی مت بننا
ف اس حدیث میں دلالت ہے کہ ضعفا
کو تعلقات غیر واجبہ میں واقع نہ ہونا چاہیئے
جیسا کہ اسی حدیث میں (اس ارشاد کی بنا میں
یہی فرمایا) ہے کہ میں تم کو ضعیف دیکھتا ہوں
(اور ایسا شخص ایسے تعلقات کا تحمل نہیں کر سکتا
یا تو اون تعلقات کے حقوق ضائع کرے گا اور
یا دوسرے واجبات میں اخلال کرے گا۔)

۹۲

کتاب ذم الکبر

کتاب مذمت کبر

ترک التزین

الحدیث البذاذة
من الایمان
ابوداؤد وابن ماجۃ
من حدیث
ابی امامۃ بن ثعلبۃ
ف مدلولہ
ظاھر من ترک
الزینۃ تواضعاً

حدیث۔ ترک زینت (بھی) ایمان (کے
شعبوں میں) سے ہے روایت کیا اسکو
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ بن ثعلبہ کی
حدیث سے ف۔ مدلول اس کا ظاہر ہے
یعنی براہ تواضع ترک زینت کرنا۔ یعنی نہ تو
تکلف و تزین کا اہتمام ہو اور نہ میلا کچیلا رہے
کہ نظافت کی تاکید آئی ہے)

(باقی آئندہ)

الحدیث حدیث ابی ثعلبة اذا رأیت شحا مطاعا وهوی متبعا واعجاب کل ذی رای برایه فعلیك بنفسك ابوداؤد والترمذی وحسنه وابن ماجه

ف فیه ما علیه البعض من عدم التعرض لاجل وجود هذه الاعذار ظاهر ودع امر العامة

حدیث ابو ثعلبہ کی حدیث کہ جب تم یہ حالت دیکھو کہ حرص کی اطاعت کیجا رہی ہے اور خواہش نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر ذی رائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے تو (اوسوقت) تم اپنے نفس کی خبر لو (اور عامہ ناس سے تعرض مت کرو جیسا کہ ایک روایت میں یہ زیادت بھی ہے ودع امر العامة اور جن پر با قاعدہ حکومت ہے وہ عامہ سے خارج ہیں) روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور ترمذی نے اسکی تحسین بھی کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔ ۹۳

ف اسمیں اوسکا ذکر ہے جو بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ (بجز مواقع وجوب کے) کسی سے تعرض نہیں کرتے (کیونکہ ان عذروں کے ہوتے ہوئے عدم تعرض کی اجازت ہے) اور ان عذروں کا وجود (اس وقت) ظاہر ہے (اور چونکہ یہ عام تعرض واجب نہیں اس لئے جو بزرگ تعرض کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے خلاف نہیں)

الحدیث حدیث لو لم تذنبوا لخشیت علیکم ما هو اکبر من ذلك العجب العجب البزار

حدیث اگر تم سے گناہ صادر نہ ہوں تو مجھکو تم پر اس سے بڑی چیز کا اندیشہ ہے … وہ چیز خود بینی ہے اسکو بزار نے …

وابن حبان فی الضعفاء
والبیہقی فی الشعب من حدیث
انس وفیہ سلام بن ابی الصہبا
قال البخاری منکر الحدیث
وقال احمد حسن الحدیث
ورواہ ابو منصور الدیلمی
فی مسند الفردوس من حدیث
ابی سعید بسند ضعیف
جدا **ف** فیہ ما یذکرہ
العارفون من بعض الحکم
التکوینیۃ للمعاصی ولا ۹۴
یلزم منہ الاذن فی مباشرتہا
وانما المقصود منہ التخفیف
فی غم المعاصی بحیث یفضی الی القنوط

ابن حبان نے ضعفاء میں اور بیہقی نے شعب میں
حضرت انس کی حدیث سے اور اسمیں سلام
بن ابی الصہباء ہیں اوسکو بخاری نے منکر الحدیث
کہاہے اور احمد نے حسن الحدیث کہاہے اور
اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
ابو سعید کی حدیث سے ایسی سند سے روایت
کیاہے جو غایت درجہ ضعیف ہے **ف**
اسمیں وہ مضمون ہے جسکو عارفین ذکر کیا کرتے ہیں
یعنی معاصی کی بعض تکوینی حکمتیں اور اس سے
معاصی کے ارتکاب کی اجازت لازم نہیں آتی
صرف مقصود اس (مضمون) سے مرتکب معصیت
کے اوس غم میں تخفیف کرناہے جو درجہ یاس
تک پہونچ جاوے (جس سے پھر وہ نہ معصیت سے
توبہ کرے نہ معصیت کو ترک کرے)

الحدیث

ان اللہ لا ینظر
الی صورکم
تقدم قلت
فی العزیزی
ان اللہ لا
ینظر الی صورکم

حدیث - اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو
نہیں دیکھتے یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے میں
(اشرف) کہتاہوں کہ (چونکہ وہ موقع میں نے
تلاش نہیں کیا اس لئے دوسری جگہ سے سند نقل
کرتاہوں سو) عزیزی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
تمہاری صورتوں کو (جنمیں اعمال ظاہرہ محضہ
بھی آگئے کہ وہ بھی خاص ہیئات ہیں صورت کی)

گوشۂ ذ: اصلاح الباطن: اصلاح

دا موالكم ولكن
انما ينظر الى
قلوبكم واعمالكم
مه عن ابى
هريرة ف
صريح فى كون
اصلاح الباطن
اصلا لان الاعمال لا
يعتد بها بدونه وقول
الرومى كالترجمة له ؎
ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را

اور اموال کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے قلوب
اور اعمال کو دیکھتے ہیں روایت کیا اسکو
مسلم اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضہ سے۔
ف حدیث صریح ہے اصلاح باطن کے
اصل ہونے میں (اور اعمال کا ذکر اس کا
منافی نہ سمجھا جاوے کیونکہ اعمال بھی بدون اصلاح
باطن معتد بہا نہیں ہیں (چنانچہ عقیدہ صحیحہ اخلاص
اعمال میں بالاتفاق شرط ہے اور یہ دونوں
باطن ہیں) اور مولانا رومیؒ کا یہ شعر گویا اس
حدیث کا ترجمہ ہے ؎
۹۵ ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را

كتاب التوبة من ربع المنجيات

کتاب التوبہ از ربع منجیات

الحديث الندم توبة ابن ماجة
وابن حبان والحاكم وصحح
اسناده من حديث ابن
مسعود ورواه ابن حبان
والحاكم من حديث انس وقال
صحيح على شرط الشيخين ف
فيه حقيقة التوبة

حدیث نادم ہونا توبہ ہے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور
انہوں نے اسکی اسناد کو صحیح بھی کہا ہے ابن مسعودؓ
کی حدیث اور ابن حبان اور حاکم نے انس کی
حدیث سے بھی اسکو روایت کیا اور حاکم نے
کہا کہ یہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر ف اس حدیث
میں توبہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے ؎

حقیقة التوبة

الحدیث الله افرح بتوبة
عبده المؤمن من
رجل نزل فی ارض
فلاة دویة مهلكة
الحدیث متفق علیه من
حدیث ابن مسعود
وانس زاد مسلم فی
حدیث انس ثم قال
من شدة الفرح اللهم
انت عبدی وانا ربك
اخطأ من شدة الفرح ۹۶
ورواه مسلم بدون
هذه الزیادة من
حدیث النعمان بن بشیر
ومن حدیث ابی
هریرة مختصرا
ف فیه العفو عن
المغلوب ولو من
الفرح فكیف بالمحبة
والشوق

حدیث اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی توبہ سے اوس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو ایک ایسی زمین میں آئے جو بے آب وگیاہ اور ہلاکت کا مقام ہے الخ (اور ایسے جنگل میں اس کا اونٹ گم ہوگیا جس پر اس کا خورد ونوش کا سامان تھا اب نہ کھانے پینے کو رہا نہ سواری ہی پس ہلاکت کا منتظر ہوکر لیٹ رہا آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سامان کے پاس کھڑا ہے اوس وقت کس قدر خوش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ توبہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ابن مسعود اور انس کی حدیث سے اور مسلم نے انس کی حدیث میں یہ اور زیادہ کیا ہے یعنی پھر اوس شخص نے شدت خوشی میں کہدیا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (حضور فرماتے ہیں کہ) وہ شدت فرح سے چوک گیا اور مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے اور ابو ہریرہ کی حدیث سے بدون اس زیادتی کے مختصر روایت کیا **ف** اس حدیث میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ مغلوب کی غلطی معاف ہے (کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلطی کو نقل کرکے نکیر نہیں فرمایا) اگرچہ وہ فرح ہی سے ہو (جو کہ ایک حالت ناشی عن الدنیا ہے) تو بھلا جو محبت وشوق سے مغلوب ہو اوسکا تو کیا پوچھنا ہے جو کہ ناشی عن الدین کیفیات میں سے ہے

(باقی آیندہ)

العفو عن المغلوب
سہا از مغلوب

الحدیث انہ لیغان
علی قلبی فاستغفر اللہ فی
الیوم واللیلۃ سبعین مرۃ
مسلم من حدیث الاغر المزنی
الا انہ قال فی الیوم مائۃ
مرۃ وکذا عند ابی داؤد
وللبخاری من حدیث
ابی ھریرۃ انی لاستغفر اللہ
فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ
وفی روایۃ البیھقی فی الشعب
سبعین لم یقل اکثر **ف** فیہ
طریان التغیرات
علی المنتھی ایضا تغیرا
یلیق بشانہ فلا
یتضجر السالک
منہا مالم تفض
الی المعصیۃ ۔

الحدیث حدیث
ابی سعید الخدری
وغیرہ من
الصحابۃ انکم

حدیث ۔ میرے قلب پر (کبھی) غبار چھا جاتا ہے سو شب و روز میں ستر بار استغفار کرتا ہوں روایت کیا اسکو مسلم نے اغر مزنی کی حدیث سے مگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ دن بھر میں سو بار (استغفار کرتا ہوں) اور اسی طرح ابوداؤد کے یہاں ہے اور بخاری کے یہاں ابوہریرۃ کی حدیث سے یہ ہے کہ میں استغفار کرتا ہوں دن بھر میں ستر بار سے زیادہ اور بیہقی کی روایت میں شعب میں ستر ہے یہ نہیں کہ کہا کہ ستر سے زیادہ **ف** اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ منتہی پر تغیرات طاری ہوتے ہیں جو اوسکی شان کے مناسب ہوتے ہیں سالک کو اون سے تنگ دل نہ ہونا چاہیئے جبتک وہ معاصی تک نہ پہونچاویں (اور افضاء الی المعصیت اختیاری ہے جس سے بچنے کی قدرت ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تغیر دوسرے سالکین کے تمکین سے بھی ارفع ہے مگر آپکے تمکن کے مقابلہ میں تغیر ہے

حدیث ۔ ابوسعید خدری کی اور دوسرے صحابہ کی حدیث کہ تم لوگ ایسے اعمال کرگذرتے ہو کہ وہ تمھاری نگاہ میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (یعنی تم اونکو بہت خفیف سمجھتے ہو) اور

۹۷ طریان التغیرات علی الکامل

تعملون اعمالا
هي ادق في اعينكم
من الشعر كنا
نعدها على
عهد رسول
الله صلى الله
عليه وسلم من
الكبائر احمد و
البزار بسند صحيح
وقال من الموبقات
۹۸ بدل الكبائر
ورواه البخاري
من حديث
انس واحمد
والحاكم من حديث
عبادة ابن قرص
وقال صحيح الاسناد
ف فيه اصل
لتدقيقات الصوفية
في الاعمال
وهو غير التعمق

ہم اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبائر میں سے سمجھتے تھے روایت کیا اسکو احمد اور بزار نے سند صحیح سے اور بجائے کبائر کے یہ کہا کہ مہلکات میں سے سمجھتے تھے اور روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت انس کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے عبادۃ بن قرص کی حدیث سے اور اسکو صحیح الاسناد کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے صوفیہ کی اس طریق کی کہ وہ اعمال میں بال کی کھال نکالتے ہیں اور تدقیق مغائر ہے تعمق کے (جسکی نہی آئی ہے) کیونکہ تدقیق میں تو وہ حدود محفوظ رہے جاتے ہیں جو لوگوں کی نظر سے مخفی ہوتے ہیں (اس لئے وہ اسکو تشدد سمجھتے ہیں) اور تعمق میں حدود سے تجاوز ہو جاتا ہے اور وہ حدود سب کے ظاہر (اور سبکو معلوم) ہوتے ہیں (پس تدقیق مذکور تو مطلوب اور کمال تقویٰ ہے اور تعمق غلو فی الدین اور بدعت ہے تدقیق کی مثال کوئی چیز رستہ میں گر پڑے اور اسکو خود اٹھالے کسی اور سے فرمائش اوٹھانے کی نکرے اس احتمال سے کہ دوسرے کا

الفرق بين التدقيق والتعمق
(فرق درمیان تدقیق و تعمق)

فان فی الاول
حفظ الحدود
المخفیة عن
اعین الناس
وفی الثانی
التجاوز عنها
مع ظهورها
علیهم

الحدیث الدنیا مزرعة
الآخرة لم اجده بهذا
اللفظ مرفوعا وروی
العقیلی فی الضعفاء وابوبکر
بن لال فی مکارم الاخلاق
من حدیث طارق بن
اشیم نعمت الدار
الدنیا لمن تزود منها
لآخرته الحدیث واسناده ضعیف
ف مدلوله ظاهر من
کون الدنیا غیر مقصودة
بذاتها ومن کونها مقصودة
للآخرة فاهل الدنیا

حرج یا اوسکو گرانی ہو حضرات صحابہ کا بھی
معمول تھا تعمق کی مثال اپنے گھر اپنی ملک کا
کھانا کھانے بیٹھا اور کھانا کم پڑ گیا۔ اور گھر
والوں سے مانگا نہیں کہ مشابہ ہے سوال کے
چنانچہ میں نے ایک متقی کو جو کہ اس غلطی میں
مبتلا تھے متنبہ کیا بلکہ اسمیں ایذا پہونچانا ہے
گھر والوں کو جبکہ اونکو اسکی اطلاع ہوگی کہ
باوجود حاجت کے مانگا نہیں)

حدیث۔ دنیا جائے زراعت ہے
آخرت کی مجکو اس لفظ کے ساتھہ مرفوعا نہیں
ملی اور عقیلی نے ضعفاء میں اور ابوبکر بن لال ۹۹
نے مکارم اخلاق میں طارق بن اشیم کی حدیث
سے روایت کی ہے کہ دنیا اچھا مقام ہے
اوس شخص کے لیے جو اس سے آخرت کے
لیئے سامان جمع کرے (پس بالمعنی ثابت ہے)
اور اسناد اسکی ضعیف ہے **ف** مدلول اسکا
ظاہر ہے کہ دنیا بالذات تو مقصود نہیں مگر
آخرت کے لیئے مقصود ہے۔ پس اہل
دنیا کو تو پہلی بات کی خبر نہیں (اس لیئے
اوسکو مقصود بالذات بنائے ہوئے ہیں)
اور تارکین دنیا میں جو زاہد ہیں اون کو دوسری

فی خفاء عن الاول والزاھدون
من التارکین بہا فی خفاء
عن الثانی والعارفون
عالمون بہما۔
الحدیث سبقت
رحمتی غضبی مسلم من
حدیث ابی ھریرۃ ف
فیہ ما علیہ المحققون
من غلبۃ التبشیر
والتیسیر علیہم
100 الحدیث الترمذی وصححہ
والنسائی فی الکبری وابن ماجہ من حدیث
سعد بن ابی وقاص وقال قلت
یارسول اللہ ای الناس اشد بلاءً
فذکرہ دون ذکر الاولیاء وللطبرانی
من حدیث فاطمۃ اشد الناس
بلاء الانبیاء ثم الصالحون الحدیث
ف فیہ کون البلاء من الرضا
من علامات الولایۃ وتری
اکثر الاولیاء مبتلین اما بالمرض
واما بالعدو۔

بات کی خبر نہیں (اس لئے وہ اس کے ترک
میں مبالغہ کرتے ہیں) اور عارفین کو دونوں باتوں
کی خبر ہے (اسلئے وہ اس اعانت فی الآخرت
کا کام لیتے ہیں اور علی الاطلاق اوس سے نفور نہیں)
حدیث۔ (قدسی) میری رحمت میرے غضب پر
غالب ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابوہریرہ کی
حدیث سے ف اس میں اصل ہے محققین کے مذاق
کی کہ اون پر اس کا غلبہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو بشارت اور
آسانی کی باتیں بتلایا کرتے ہیں (کہ مشاہدہ رحمت
سے یہ مذاق پیدا ہوجاتا ہے)
حدیث۔ ترمذی نے مع تصحیح روایت کیا اور
نسائی نے کبری میں اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی
وقاص کی حدیث سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض
کیا یارسول اللہ کون شخص اشد ہیں بلاء میں پس اس
حدیث کو ذکر کیا مگر اوس میں اولیاء کا ذکر نہیں ہے
(صرف یہی ہے کہ سب سے زیادہ اشد بلاء میں انبیاء ہیں) اور
طبرانی کے یہاں فاطمہؓ کی حدیث سے یہ ہے کہ سب سے زیادہ بلاء
میں حضرات انبیاء ہیں پھر صالحین ہیں (صالحین بھی مرادف
اولیاء کا ہے) ف اسمیں بلاء کا جو کہ مع الرضا ہو علامات
ولایت سے ہونا مذکور ہے اور تم اکثر اولیاء کو دیکھو گے کہ مبتلا ضرور
ہوتے ہیں خواہ کسی مرض میں خواہ کسی مخالف (کی مخالفت) میں

(ملخص: فضیلۃ التبشیر — تبشیر)

(کون البلاء من علامات الولایۃ — بودن بلاء از علامات ولایت)

(باقی آیندہ)

الحديث البزار من حديث ابی سعيد الخدری سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اصحاب الاعراف فقال هم رجال قتلوا فی سبيل الله وهم عصاة لآبائهم فمنعتهم الشهادة ان يدخلوا النار ومنعتهم المعصية ان يدخلوا الجنة وهم على سور بين الجنة والنار الحديث وفيه عبد الرحمن بن زيد بن اسلم وهو ضعيف وللحاكم عن حذيفة قال اصحاب الاعراف قوم تجاوزت بهم حسناتهم النار وقصرت سيأتهم عن الجنة الحديث وقال صحيح على شرط الشيخين **ف** فيه عدم الحكم على احد من اهل المعصية

حدیث۔ بزار نے ابوسعید خدری کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کی نسبت سوال کیا گیا آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور وہ اپنے باپوں کا کہنا نہ مانتے تھے پس انکو شہادت تو دخول نار سے مانع ہوگئی اور وہ کہنا نہ ماننا دخول جنت سے مانع ہوگیا اور ایسے لوگ ایک دیوار پر ہوں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان میں ہوگی (اعراف یہی ہے) اس حدیث
101 (کی سند) میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہے اور وہ ضعیف ہے اور حاکم کے یہاں حضرت حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ اصحاب اعراف ایک قوم ہے کہ اُن کی حسنات نے انکو دوزخ سے تو پار کر دیا اور اون کی سئیات جنت (میں داخل کرنے) سے قاصر رہیں الخ اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے **ف** اس میں یہ مسئلہ ہے کہ اہل معصیت میں سے کسی پر دوزخی ہونے کا حکم نہ کیا جاوے

وعلى الاعراف رجال

بالنار عسى ان تمنعه
بعض الحسنات عنها۔

الحديث اما انا
لا انسى (مبنيا للفاعل
من النسيان) ولكن
انسى (مبنيا للمفعول
من الانساء) لاشرع
ذكره مالك بلاغا
لا اسناد له وكذا
قال حمزة الكتانى
۱۰۲ انه لم يرو من غير
طريق مالك وقال
ابو طاهر الانماطى
وقد طال بحثى
عنه وسوالى
عنه للائمة
والحفاظ فلم
اظفر به ولا
سمعت عن احد
انه ظفر به قال
وادعى بعض طلبة

حکمۃ زلات الکاملین
حکمت زلات کاملین کا بیان

ممکن ہے کہ کوئی حسنہ اوسکے لئے دوزخ میں جانے سے مانع ہوجاوے۔

حدیث سن رکھو میں (نماز میں غفلت سے) نہیں بھولتا بلکہ بھلادیا جاتا ہوں تاکہ (اوسکے احکام کو) مشروع کروں۔ ذکر کیا اسکو مالک نے بطور بلاغ کے بلا سند اور اسی طرح حمزہ کتانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بجز طریق مالک کے مروی نہیں ہوئی اور ابو طاہر انماطی نے کہا اس کے متعلق ائمہ و حفاظ سے میری بحث اور تحقیق بہت طویل رہی سو مجکو (سند سے) پتہ نہیں لگا اور نہ میں نے کسی سے یہ سنا کہ اوسکو پتہ لگا ہو اور بعض طلبہ حدیث نے (البتہ) یہ دعوی کیا ہے کہ اوسکے پاس یہ مسنداً واقع ہوئی ہے (مگر مالک کا بلاغ اس کے بے اصل ہونے کے لئے کافی ہے) **ف** اس میں حکمت ہے کاملین کی لغزشوں کی (جوکہ بلا قصد نافرمانی اتفاقاً واقع ہوجاتی ہیں) تاکہ اوسوقت وہ حضرات (اونکے تدارک کے متعلق) جو معاملہ کرتے ہیں اون معاملات میں

الحدیث انہ وقع لہ
مسنداً ف فیہ
حکمۃ زلات الکاملین
لیقتدی بھم فی
معاملاتھم اذذاک

الحدیث المستغفر
من الذنب وھو مصر علیہ
کالمستھزیٔ بآیات اللہ
ابن ابی الدنیا فی التوبۃ
من طریق البیہقی فی
الشعب من حدیث
ابن عباس بلفظ
کالمستھزیٔ بربہ وسندہ
ضعیف ف فیہ
عدم الاعتداد بالتوبۃ
اللفظیۃ التی لاندم معہا
وقول بعضھم کالترجمۃ لہ

؎ سبحہ برکف توبہ برلب دل پراز ذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

الحدیث ان العبد
لیحرم الرزق بالذنب

اونکا اقتدا کیا جاوے (اور اسی بناپر مولانا
فرماتے ہیں ؎
خون شہیدان رازآب اولی ترست
ایں خطا از صد صواب اولی ترست
اور ع کفر گیرد کاملے ملت شود

حدیث جو شخص گناہ سے توبہ کرے
اور اوسپر مصر بھی ہو (یعنی نادم نہو) ایسا ہے
جیسے احکام الٰہیہ سے استہزاء کرتا ہے (کہ ظاہر
کچھ باطن کچھ) روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا
نے توبہ میں اور ابن ابی الدنیا کے طریق سے
۳ بیہقی نے شعب میں ابن عباس کی حدیث
سے اس لفظ سے کہ ایسا ہے جیسے اپنے رب سے
استہزاء کرتا ہو اور سند اسکی ضعیف ہے
ف اس میں ایسی زبانی توبہ کا ناقابل
اعتبار ہونا مذکور ہے جسکے ساتھ (دل میں)
ندامت نہ ہو اور یہ شعر گویا اس حدیث کا
ترجمہ ہے ؎
سبحہ برکف توبہ برلب دل پراز ذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

حدیث۔ بیشک بندہ بعض اوقات
محروم ہو جاتا ہے رزق سے بوجہ گناہ کے جسکو

تسبب بعض القبض من المعصية
سبب بعض اقسام قبض از معصیت

يصيبه ابن ماجه والحاكم وصحح اسناده واللفظ له الا انه قال الرجل بدل العبد من حديث ثوبان **ف** فيه بعض مضار المعصية كحرمان الرزق ويعم المعنوي كالبسط فبعض اقسام القبض يكون من المعصية ولهذا الاحتمال يستغفر اهل الله وقت القبض

اختیار کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور حاکم نے مع تصحیح سند کے اور لفظ حاکم کے ہیں مگر حاکم نے بجائے لفظ عبد کے لفظ رجل کہا ہے بسنے شخص کے ثوبان کی حدیث سے **ف** اسمیں معصیت کی بعض مضرتیں مذکور ہیں جیسے رزق سے محروم ہو جانا اور یہ رزق معنوی کو بھی شامل ہے جیسے بسط (باطنی) پس بعض اقسام قبض کے معصیت سے بھی ہوتے ہیں۔ اور اسی احتمال کے سبب اہل اللہ قبض کیوقت استغفار کرتے ہیں۔

۱۰۴ كتاب الصبر والشكر — کتاب صبر و شکر

كون الباطن اصلا للظاهر
اصل بودن باطن برائے ظاہر

الحديث المهاجر من هجر السوء والمجاهد من جاهد هواه ابن ماجه بالشطر الاول والنسائي في الكبرى بالشطر الثاني كلاهما من حديث فضالة بن عبيد باسنادين جيدين **ف** فيه كون المعنى اصلا للصورة ومر الشطر الثاني في آخر كتاب رياضة النفس۔

حدیث (اصل) مہاجر وہ ہے جو بُرے کاموں کو چھوڑدے اور (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے جہاد کرے (اور اسکو مغلوب کرے) روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اول جملہ کے ساتھ اور نسائی نے سنن کبری میں دوسرے جملہ کیساتھ دونوں نے فضالہ ابن عبید کی حدیث سے دو جید سندوں سے **ف** اس میں باطن کا ظاہر کے لئے اصل ہونا مذکور ہے اور جملہ ثانیہ آخر کتاب ریاضۃ النفس میں گذر چکا ہے

(باقی آئندہ)

الحديث يقال ان عيسى
عليه السلام مشى
على الماء فقال
رصلى الله عليه
وسلم لو ازداد يقينا
لمشى على الهواء هذا
حديث منكر لا يعرف
هكذا والمعروف مارواه
ابن ابى الدنيا فى كتاب
اليقين من قول بكر
ابن عبد الله المزنى قال
فقد الحواريون
نبيهم فقيل لهم توجه
نحو البحر فانطلقوا
يطلبونه فلما انتهوا
الى البحر اذا هو قد اقبل
يمشى على الماء فذكر
حديثا فيه ان عيسى
قال لو ان لابن آدم من
اليقين شعرة مشى
على الماء وفى شرح الاحياء

حدیث۔ کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
پانی پر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر اون کا یقین اور زیادہ ہوتا
تو وہ ہوا پر چلتے یہ حدیث منکر ہے (یعنی
غیر ثقہ نے ثقات کے خلاف روایت کیا
ہے) یہ اس طرح معروف نہیں ہے (معروف
مقابل ہے منکر کا) اور معروف وہ ہے
جو ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں بکر
ابن عبد اللہ مزنی کا قول نقل کیا ہے کہ
حواریین نے اپنے پیغمبر (عیسیٰ علیہ السلام)
کو (ایک بار) نہ پایا کسی نے کہا کہ وہ دریا
کی طرف گئے ہیں۔ وہ (دریا کی طرف)
اونکو تلاش کرتے ہوئے چلے جب دریا پر پہونچے
دیکھتے کیا ہیں کہ وہ پانی پر چلتے ہوئے
آرہے ہیں پھر حدیث ذکر کی جس میں یہ
ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر
ابن آدم کو ایک بال برابر بھی یقین ہوتو پانی
پر چلنے لگے شرح زبیدی میں ہے کہ
میں کہتا ہوں کہ نیز ابن ابی الدنیا۔ اور
ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے
روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے

للزبيدي قلت روى
ابن ابي الدنيا وابن
عساكر عن فضيل بن
عياض قال قيل لعيسى
ابن مريم باي شئ
تمشي على الماء قال
بالايمان واليقين
قالوا فانا آمنا كما
آمنت وايقنا كما
ايقنت قال فامشوا
اذاً فمشوا معه فجاء ۱۰۷
الموج فغرقوا فقال
لهم عيسى ما لكم
قالوا خفنا الموج
قال الا خفتم رب
الموج فاخرجهم وروى
ابو منصور الديلمي في
مسند الفردوس بسند
ضعيف من حديث
معاذ بن جبل لو
عرفتم الله حق معرفته

کہا گیا کہ آپ کس چیز سے پانی پر چلتے ہیں فرمایا
ایمان اور یقین سے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم بھی
ایمان رکھتے ہیں جیسا آپ ایمان رکھتے ہیں اور ہم بھی یقین
رکھتے ہیں جیسا آپ یقین رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تو اس
حالت میں چلو وہ اون کے ساتھ چلے پھر
ایک موج آگئی تو لگے غوطہ کہانے اون سے
عیسے علیہ السّلام نے فرمایا تم کو کیا ہوا کہنے
لگے ہم موج سے ڈر گئے آپ نے فرمایا تم رب
موج سے کیوں نہ ڈرے پھر اُن کو آپ نے
(دریا سے) نکالا زبیدی کا قول ختم ہوا۔
اور ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
سند ضعیف سے معاذ بن جبل کی حدیث سے
روایت کیا ہے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی ایسی
معرفت ہوتی جیسا معرفت کا حق ہے تو
تم دریاؤں پر چلتے اور تمہاری دعاؤں سے
پہاڑ (اپنی جگہ سے) ٹل جاتے **ف** مراد
یقین سے اس مقام پر یہ ہے کہ بعض واقعات
یومیہ کی نسبت بعض تصرفات حق کا ایسا
جازم خیال ہو جس میں جانب مخالف کا احتمال
ہی نہو مثلاً یہ پختہ خیال کر لیا کہ میں اگر پانی
پر چلوں گا تو اللہ تعالیٰ مجکو غرق نہ کریں گے)

[illegible] بالیقین

لمشيتم على البحور
ولزالت بدعائكم
الجبال ف المراد
باليقين ههنا هو
الجزم ببعض تصرفات
الحق في بعض الحوادث
اليومية بحيث
لا يحتمل النقيض وهو
قسم من التوكل و
هذه خاصية عادة
الا لمانع خاص
وليس من لوازم الايمان
ولا من خواصه نعم يزداد
بركته بالايمان وهو معنى
قول عيسى عليه السلام
بالايمان واليقين وحديث
معاذ لو عرفتم الله
لغلتم وعرفتم والمقصود
بيان خاصيته لا فضيلته
ولو اشكل عليك ان
الغزالي كيف جوز هذا

اور یہ توکل کی ایک قسم ہے اور یقین (بالمعنی
المذکور) کی عادۃً یہ خاصیت ہے مگر کسی
مانع خاص سے (اس کا تخلف بھی ہو جاتا ہے)
اور یہ یقین (بالمعنی) نہ لوازم ایمان سے ہے
(ممکن ہے کہ ایک شخص کامل الایمان ہو اور یہ
خیال اس درجہ کا اوسکو حاصل نہو) اور نہ
خواص ایمان سے ہے (ممکن ہے کہ یہ خیال
اس درجہ کا کسی غیر مومن کو بھی حاصل ہو جاوے)
البتہ ایمان سے اس (خیال) میں برکت زائد
ہو جاتی ہے اور یہی (ازدیاد برکت) معنی
۱۰۷ ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے کہ ایمان
اور یقین سے اور (یہی معنی ہیں) حدیث
معاذ کے اگر تمکو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل
یعنی اگر تمکو یقین اور معرفت حاصل ہوتی اور
مقصود ان روایات میں یقین کی خاصیت
کا بیان کرنا ہے نہ کہ اوسکی فضیلت کا
بیان کرنا اور اگر تم کو یہ اشکال واقع ہو کہ
امام غزالی نے اس روایت منکرہ کو کیسے
جائز رکھا کہ اپنی کتاب میں ذکر کر دیا جبکہ
حضرت علی سے اون کا قول منقول ہے
کہ ہر ایسے ... سب پر ... جایت

الروایۃ المنکرۃ مع قول
علیؓ لو کشف لی الغطاء ما
ازددت یقیناً لانہ یستلزم
بلوغ علیؓ الی اقصی
مراتب الیقین وعدم
بلوغ عیسی علیہ
السلام الیہ ویلزم منہ
تفضیل الولی علی النبی
وھو باطل فالملزوم مثلہ
فازحہ بان المراد بہ فی
قول علیؓ علی تقدیر ١٠٨
ثبوتہ ھو الایمان
ولا دلیل علی عدم
بلوغ عیسی علیہ
السلام الی اقصی
مراتبہ بل اقصی
مراتب ایمان
الولی لا یبلغ ادنی
مراتب ایمان النبی
فضلا عن اقصی
مراتبہ فافہم حق الفہم

تب بھی میرے یقین میں ترقی نہ ہو (بلکہ
جتنا یقین اوسوقت حاصل ہوتا وہ اب بھی
حاصل ہے اور اشکال) اِس لئے (ہو سکتا ہے
کہ اِس سے لازم آتا ہے کہ حضرت علیؓ تو نہایتی
مراتب یقین تک پہونچے ہوئے تھے اور عیسے
علیہ السلام اوس مرتبہ تک پہونچے ہوئے
نہ تھے اور اِس سے ولی کی فضیلت نبی
پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے پس جس سے
یہ بات لازم آتی ہو وہ بھی باطل ہے (پس اس
روایت کی صحت کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا
پھر غزالیؒ اسکو کیوں لائے) سو اس
اشکال کو اس طرح زائل کرو کہ مراد یقین سے
حضرت علیؓ کے قول میں بشرطیکہ یہ قول
ثابت بھی ہو ایمان ہے (معنے مراد نہیں جسمیں
کلام ہے) اور اسکی کوئی دلیل نہیں کہ عیسے
علیہ السلام ایمان کے انتہائی مراتب تک
پہونچے ہوئے نہ تھے (نعوذ باللہ منہ) بلکہ ولی کا
انتہائی مرتبہ ایمان کا نبی کے ایمان کے ابتدائی مرتبہ
تک بھی نہیں پہونچتا چہ جائیکہ اوس کے انتہائی
مرتبہ تک پہونچ سکے خوب اچھی طرح سمجھ لو (مزید شرح
اسکی کلید مثنوی دفتر سادس کے عشر ثالث میں ہے)

(باقی آئندہ)

الحدیث متفق علیہ من
حدیث ابی هریرة لن یدخل
احدکم عملہ الجنة قالوا ولا انت
یارسول اللہ قال ولا انا
الا ان یتغمدنی اللہ
منہ بفضل رحمتہ
وفی روایة لمسلم ما من
احد یدخلہ عملہ الجنة
الحدیث واتفقا علیہ
من حدیث عائشة
وانفرد بہ مسلم
من حدیث جابر
ف صریح فی ما قالوا
ان اصل مناط الوصول
وعلتہ ھو الجذبة لا السلوک
المحض نعم لا ینکر
اشتراطہ فی الاکثر وعبارة
بعضھم فیجذبة من
جذبات الحق تعالے
خیر من عمل الثقلین
الحدیث حدیث عقبة بن عامر

حدیث بخاری ومسلم نے ابوہریرہ کی حدیث
سے روایت کیا کہ کسی شخص کو اوس کا عمل جنت
میں داخل نہ کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا اور
نہ آپ (عمل سے داخل جنت ہوں گے)
یارسول اللہ آپ نے فرمایا اور نہ میں مگر یہ کہ اللہ
تعالیٰ مجکو اپنے فضل و رحمت میں ڈھانک
لے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے
کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اوسکا عمل اوسکو
جنت میں داخل کردے الخ اور بخاری و
مسلم دونوں اس پر متفق ہیں حضرت
۱۰۹ عائشہ کی حدیث سے اور مسلم اس میں منفرد
ہیں جابر کی حدیث سے **ف** حدیث
صریح ہے اس مضمون میں جو اہل طریق نے
فرمایا ہے کہ اصل مدار اور علت وصول جذبہ
(الٰہیہ) ہے نہ کہ محض سلوک (اور اعمال)
البتہ عمل کے شرط ہونے کا انکار نہیں کیا
جاسکتا اکثر احوال میں اور بعض نے اسکو
اس عبارت سے تعبیر کیا ہے کہ حق تعالے
کا ایک جذبہ جن وانس کے تمام اعمال
سے افضل ہے۔

حدیث عقبہ بن عامر کی حدیث ...

[illegible]

اذا رایتم الرجل یعطیہ الله ما یحب وھو مقیم علی معصیتہٖ فاعلموا ان ذالک استدراج الحدیث احمد والطبرانی والبیہقی فی الشعب بسند حسن

ف شمل ما یحب المواجید والاذواق فلا یستدل بوجودھا علی بقاء النسبۃ الباطنیۃ کما اغتربھا المبطلو المدعون لقوۃ نسبتھم بحیث لا تزول بالمعاصی فالمجتمع مع المعاصی لیست ھے النسبۃ المطلوبۃ التی ھے تعلق من العبد بالذکر والطاعۃ ومن الحق بالرضا

بقاء الاحوال مع المعاصی استدراج
استدراج بودن بقاء احوال مع المعاصی
۱۱۰

تم کسی شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اوسکو تمام اوسکی خواہشیں اور مرادیں دے رہا ہے اور وہ اپنے معصیت پر مصر ہے تو سمجھ لو کہ یہ استدراج ہے روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے اور بیہقی نے شعب میں سند حسن سے ف مرادیں میں مواجید واذواق بھی داخل ہو گئے پس اون کے بقا سے نسبتِ باطنیہ پر استدلال نہ کیا جاوے جیسا کہ اہل باطل کو دھوکا ہو گیا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اون کی نسبت باطنیہ ایسی قوی ہے کہ معاصی سے بھی زائل نہیں ہوتی اس لئے کہ جو چیز معاصی کیساتھ جمع ہو جاتی ہے وہ نسبت مطلوبہ نہیں ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ عبد کی جانب سے (حق کے ساتھ) ذکر و طاعت کا تعلق ہو اور حق کی جانب سے (عبد کے ساتھ) رضا کا تعلق ہو اور ظاہر ہے کہ معاصی کے ساتھ رضا کہاں

کتاب الخوف والرجاء

کتاب الخوف والرجاء

الحدیث حدیث زید الخیل جئت لاسالک

حدیث زید خیلی کی جو یہ حدیث ہے کہ میں لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے یہ پوچھوں

عن علامة الله فيمن يريد
وعلامته فيمن لا يريد
الحديث الطبراني في
الكبير من حديث ابن
مسعود بسند ضعيف
وفيه انه قال
له انت زيد الخير وكذا
قال ابن ابي حاتم
سماه النبي صلى الله
عليه وسلم الخير
ليس يروى منه
حديث وذكره
في حديث يروى فقام
زيد الخير فقال
يا رسول الله الحديث
سمعت ابي يقول
ذلك وتمامه
فقال كيف اصبحت قال
اصبحت احب الخير واهله و
اذا قدرت على شئ
منه سارعت اليه

کہ اللہ تعالیٰ کی کیا علامات ہیں اوس شخص
کے متعلق جسکو وہ چاہتے ہوں اور اوس
شخص کے متعلق جسکو وہ نہ چاہتے ہوں
اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود
کی حدیث سے بسند ضعیف روایت
کیا ہے اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ آپنے
اون سے فرمایا تو زید خیر ہے (آپنے
خیل کو خیر سے بدل دیا) اور اسیطرح کہا ہے
ابن ابی حاتم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اون کا نام خیر رکھدیا اون سے
111 کوئی حدیث مروی نہیں اور اُنہوں نے
اون کا ذکر صرف ایک حدیث میں کیا ہے
جو مروی ہے یعنی زید خیر کھڑے ہوئے
اور عرض کیا یا رسول اللہ اخیر حدیث تک
میں نے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ یہ
فرماتے تھے اور تتمہ اوس کا یہ ہے کہ
آپ نے فرمایا تم نے کس حال میں صبح
کی انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس
حال میں صبح کی کہ میں خیر سے اور اہل
خیر سے محبت کرتا ہوں اور جب میں
کسی خیر پر قادر ہوتا ہوں تو اوسکی طرف

وایقنت بثوابه و اذا
فاتنی منه شئ
حزنت علیه و
حننت الیه
فقال هذه علامة
الله فیمن یرید ولو
ارادک للاخری
هیأک لها ثم لا
یبالی فی ای اودیتها
هلکت **ف** فیه
قد صرحوا به من ان الرجاء
المحض بدون
العمل مع القدرة
علیه غرور محض
الحدیث لا یموتن احدکم
الا و هو یحسن الظن بالله
مسلم من حدیث جابر
ف یدل باطلاقه علی
کون الرجاء غیر مشروط
بالعمل مع العجز عنه
کما فی قرب الموت

کون الرجاء بدون العمل عجز و غرور — غرور و دون رجاء بدون عمل ۱۱۳

اعتبار الرجاء بالعجز عن العمل — ایضاً رجاء بعجز بدون عمل

دوڑتا ہوں اور اوس کے ثواب کا یقین کرتا ہوں اور جب کوئی خیر میرے ہاتھ سے نکل جاتا ہے میں اوسپر غمگین ہوتا ہوں اور اوسکی طرف مشتاق ہوتا ہوں آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی علامت ہے اوس شخص کے متعلق جسکو وہ چاہتے ہیں اور اگر تمکو کسی دوسری بات کیلئے چاہتے (یعنی ضلال و وبال کے لیئے) تو تم کو اوس کے لیئے تیار کرتے پھر پروا بھی نکرتے کہ تم اوسکے کسی وادی میں بھی ہلاک ہو جاتے۔

ف اسمیں وہ مسئلہ ہے جسکی محققین نے تصریح کی ہے کہ رجا محض بدون عمل کے باوجود عمل پر قادر ہونیکے محض (نفس کا) فریب ہے۔

حدیث۔ تم میں سے کسیکو موت نہ آنے پائے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ گمان نیک رکھتا ہو روایت کیا اسکو مسلم نے جابر کی حدیث سے **ف** یہ حدیث اپنے اطلاق سے اسپر دال ہے کہ رجا عمل کیساتھ مشروط نہیں جبکہ عمل پر قدرت نہو جیسا موت کے قرب میں حالت ہوتی ہے۔

باقی آئندہ

الحدیث انا عند ظن
عبدی بی فلیظن
بی ما شاء
ابن حبان
من حدیث
واثلة بن الاسقع
وهو فی الصحیحین
من حدیث
ابی هریرة دون قوله
فلیظن بی ماشاء ف
هو مجمل یفصله الحدیثان
السابقان و
الایمان شرط فی کل حال
الحدیث لو تعلمون
ما اعلم لضحکتم قلیلا
ولبکیتم کثیرا الحدیث
وفیه فهبط جبریل
الحدیث ابن
حبان فی صحیحه من
حدیث ابی هریرة فاوله
متفق علیه من حدیث

حدیث (قدسی) میں (یعنی حق تعالیٰ)
اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں
پس میرے ساتھ جو چاہے گمان کرے
روایت کیا اسکو ابن حبان نے واثلہ بن
الاسقع کی حدیث سے اور یہ حدیث
صحیحین میں ابوہریرہؓ سے ہے اوس میں
یہ مضمون نہیں ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے
گمان کرے **ف** یہ حدیث مجمل ہے
اوپر کی دو حدیثیں اس کی تفصیل کرتی
ہیں (یعنی یہ حسن ظن قدرت کے وقت
۱۱۳ عمل کے ساتھ معتبر ہے اور عجز کے وقت
بدون عمل بھی معتبر ہے) اور ایمان
ہر حال میں شرط ہے۔
حدیث اگر تم کو ان باتوں کی خبر
ہو جسکی مجکو خبر ہے تو تم بہت کم ہنسو۔
اور کثرت سے رویا کرو اور اس حدیث
میں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نازل
ہوئے الخ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح
میں ابوہریرہ کی حدیث سے روایت
کیا ہے پس اس حدیث کا اول حصہ
شیخین کا روایت کیا ہوا ہے حضرت

اجمال الحدیث ... السابقین

انس و رواه بزيادة
وأخرجهم الى
الصحراء
احمد والحاكم
وتمامه فقال
ان ربك يقول
لك لم تقنط عبادي
فخرج عليهم
ورجاهم و
شوقهم ف
فيه ادب
الشيخ من تغليب
الرجاء على الخوف
لمن هو بصدد
الحيازة لغاية
الخوف من الاهتمام
للآخرة كداب
الصحابة رض
الحديث المؤمن افضل
من الكعبة ابن ماجة
من حديث

انس کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے اسکو
اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے
(کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا)
اور تم جنگلوں کو نکل جاتے اور تتمہ اسکا
یہ ہے کہ پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا
کہ آپ کے پروردگار فرماتے ہیں کہ آپ
میرے بندوں کو ناامید کیوں کرتے ہیں پس
آپ اون لوگوں کے پاس تشریف لائے
اور اونکو امید دلائی اور شوق دلایا (تاکہ
زیادت تخویف کا تدارک ہوجاوے)
ف اس حدیث میں شیخ کا ادب ہے کہ
خوف پر رجا کو غالب رکھا کرے ایسے
لوگوں کے لیے جو کہ خوف کی حکمت یعنی
اہتمام آخرت کے سامان کی کوشش میں لگے
ہوں جیسے صحابہ کی شان تھی (کہ اہتمام آخرت
میں شدت سے مشغول تھے جس سے خوف
کی غایت حاصل تھی تو اون کے لیے خوف سے
زیادہ ضرورت رجا کی ہے)
حدیث مؤمن کعبہ سے افضل ہے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث
سے ان الفاظ سے کہ (ای کعبہ) تو کسقدر

۱۱۴ تفضیل الرجاء من الخوف للعامل للآخرة
[illegible]

ابن عمر بلفظ
ما اعظمك واعظم
حرمتك والذی نفسی
بیدہ لحرمۃ المؤمن
اعظم حرمۃ منك مالہ
ودمہ وان یظن[1] بہ الا
خیرا وشیخہ نصر بن محمد
ابن سلیمان الحمصی
ضعفہ ابو حاتم و
وثقہ ابن حبان
ف فیہ فضل المومن
علی الکعبۃ ولو جزئیا
ومنہ قول
بعضہم ؎
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
فان المؤمن ھو
القلب لقولہ تعالی
ولما یدخل
الایمان فی قلوبکم
ولا یخالجنك
ان مدلول الحدیث

عظیم ہے اور تیری حرمت کسقدر عظیم ہے
(مگر) قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے (کہ) البتہ مومن کی حرمت
تیری حرمت سے اعظم ہے اوسکا مال بھی اور
اوسکی جان بھی اور اوس کے ساتھ خیر ہی
کا گمان کیا جا سکتا ہے اور ابن ماجہ کے
شیخ یعنی نصر بن محمد بن سلیمان حمصی کو
ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان
نے اون کی توثیق کی ہے ف اس
حدیث میں مومن کا کعبہ پر فضیلت رکھنا
مذکور ہے اگرچہ یہ فضیلت جزئیہ ہو (اسی ۱۱۵
لئے اوسکا جہت سجدہ ہونا لازم نہیں
آتا) اور اسی سے بعض کا مقولہ ہے ؎
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کیونکہ مومن قلب ہی ہے حسب ارشاد
حق تعالی کے کہ ابھی تک ایمان تمہارے
قلوب میں داخل نہیں ہوا (پس مومن کا
افضل ہونا جیساکہ حدیث میں ہے
اور دل کا افضل ہونا جیسا قول بعض میں ہے
ہم معنی ہے) اور تمکو یہ خلجان نہ ہو کہ حدیث
کا مدلول تو صرف حرمت میں اعظم ہوتا ہے

تفضیل المؤمن علی الکعبۃ
[?] مومن بر کعبہ

[1] ان تأ فیہ و یظن مبنی للمفعول ۱۲ منہ

إنما هو لا عظمية في الحرمة
بمعنى لزوم الاثم بانتهاكها
فوق الكعبة من
وجه لكون حق العبد
اشد من حق الله و
هو لا يستلزم
افضلية و الا لزم
القول بافضلية
مال المسلم ايضا وهو
باطل لانا لا نستدل
بقوله حرمة المؤمن الخ ۱۱۶
بل بقوله ما اعظمك الخ
على العظم الذاتي فلا
بارادة المقابلة على عظمية
المؤمن ذاتا و الا
لكان ذكر العظم الذاتي
خاليا عن الفائدة و لا يسوغ القول

جسکے معنی یہ ہیں کہ اوس (مومن) کی حرمت
پر حملہ کرنے سے بہ نسبت بے ادبی کعبہ کے
من وجہ گناہ زیادہ لازم آتا ہے بوجہ اسکے
کہ حق العبد اشد ہے حق اللہ سے
اور یہ مستلزم فضیلت (ذات) کو نہیں
ورنہ لازم آتا ہے کہ مال مسلم کی فضیلت
کے بھی قایل ہوں (کہ وہ بھی دم کے
ساتھ مذکور ہے) حالانکہ یہ باطل ہے
(سو یہ خلجان نہ ہو) کیونکہ ہم اس قول سے
استدلال نہیں کرتے لحرمۃ المومن الخ
بلکہ ما اعظمک سے استدلال کرتے
ہیں۔ جو کہ عظمت ذات (کعبہ) پر دال ہے
پس چونکہ مقصود مقابلہ کرنا ہے اس سے
یہ قول مومن کی عظمت ذات پر دال
ہوگا ورنہ عظمت ذات (کعبہ) کا ذکر
بیفائدہ ہوگا اور (حدیث میں) اس کا
قائل ہونا جائز نہیں۔

الحديث المؤمن اكرم
على الله من الملائكة
ابن ماجة من رواية
ابي المهزم يزيد بن سفيان

حدیث۔ مومن اللہ تعالی کے نزدیک
ملائکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے ابو المہزم یزید بن سفیان
کی روایت سے وہ روایت کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

عن ابی هریرة بلفظ المؤمن اكرم على الله من بعض الملئكة وابو المهزم تركه شعبة وضعفه ابن معين ورواه ابن حبان في الضعفاء والبيهقي في الشعب من هذا الوجه بلفظ المصنف **ف** فيه دليل على بعض اجزاء مسئلة التفاضل بين البشر بين الملئكة وفضل البعض جزئي والبعض كلي

الحديث قال الله تعالى انما خلقت الخلق ليربحوا علي ولم اخلقهم لاربح عليهم لم اقف له على اصل قلت واليه

ابوہریرہ سے ان لفظوں سے کہ مومن اللہ تعالی کے نزدیک بعض ملئکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے اور ابوالمہزم کو شعبہ نے ترک کر دیا ہے اور ابن معین نے اوسکو ضعیف کہا ہے۔ اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے ضعفاء میں اور بیہقی نے شعب میں اسی طریق سے مصنف کے الفاظ سے (یعنی اوس میں لفظ بعض نہیں ہے) **ف** اس میں دلیل ہے مسئلہ تفاضل بین البشر والملئکۃ کے بعض اجزاء پر اور بعض البشر کی فضیلت (ملئکہ پر) جزئی ہے (جیسے عوام مومنین کی کہ باوجود موانع طبعیہ کے کچھ اطاعت کرتے ہیں) اور بعض کی کلی ہے (جیسے حضرات انبیاء کی کہ قرب میں بھی افضل ہیں)

حدیث ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے میں نے مخلوق کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں اور اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں اون سے نفع حاصل کروں (عراقی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کی کسی اصل پر واقف نہیں ہوا) میں کہتا ہوں کہ اسی مضمون کی طرف مولوی

۱۱۷ الفضل الجزئي للمؤمن على بعض الملئكة — فضیلت جزئیہ مومن بر بعض ملئکہ

استحالۃ استکمالہ تعالیٰ بالغیر

استحالۂ استکمال حق تعالیٰ بالغیر

اشار الرومی بقولہ ؎

من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

واصلہ فی القرآن من قولہ تعالیٰ وھو یطعم ولا یطعم وقولہ تعالیٰ لا نسئلک رزقا نحن نرزقک وقولہ تعالیٰ ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ان

118 اللہ ھو الرزاق والمسئلۃ عقلیۃ من امتناع استکمالہ تعالیٰ بالغیر۔ فالحدیث اذن ثابت معنی وان لم یثبت لفظا۔

الحدیث لو لم تذنبوا لخلق اللہ خلقا یذنبون لیغفر لھم وفی لفظ لذھب بکم الحدیث مسلم من حدیث ابی ایوب واللفظ الثانی من حدیث ابی ھریرۃ

رومی نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ؎

من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

اور اس مضمون کی اصل قرآن مجید (کی ان آیات) میں ہے نمبر۱ وہ اوروں کو کھلاتا ہے اوسکو کوئی نہیں کھلاتا۔ نمبر۲ ہم تمسے رزق نہیں مانگتے ہم تمکو خود رزق دیتے ہیں نمبر۳ میں اون (جن و انس) سے رزق نہیں چاہتا اور نہ یہہ چاہتا ہوں کہ وہ مجکو کھانا کھلادیں بیشک اللہ تعالیٰ وہ خود رزاق ہیں اھ اور یہ مسئلہ (مذکورہ فی الحدیث) عقلی ہے کہ حق تعالیٰ پر استکمال بالغیر محال ہے پس حدیث اس حالت میں بالمعنیٰ ثابت ہے گو باللفظ ثابت نہیں۔

حدیث اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا کرتے جو گناہ کرتے تاکہ اون کی مغفرت فرماتے اور ایک لفظ میں یہ ہے کہ تمکو (اس عالم سے) لیجاتے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ایوب کی حدیث سے اور لفظ ثانی کو ابو ہریرہ کی حدیث سے

قريبًا منه وتمامه وجاء بخلق آخرين نبون فيغفر لهم ف فيه حكمة لوجود الذنب تكوينا من الخالق لانه حسن لا صدورا من الخلق لانه قبيح وحاصلها ظهور المغفرة ولم يصل اليها ذهن غير العارفين

اوسیکے قریب اور تتمہ اوسکا یہ ہے کہ (تم کو تو اس عالم سے لیجاتے) اور (بجاے تمہارے) ایک دوسری مخلوق کو لاتے جو گناہ کرتے پہر اون کی مغفرت فرماتے۔ **ف** اسمیں گناہ کے وجود کی حکمت (مذکور) ہے (مگر) اس حیثیت سے کہ وہ حق تعالے کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ ایجاد حسن ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ خلق سے صادر ہوا ہے کیونکہ یہ صدور قبیح ہے اور حاصل اوس حکمت کا ظہور مغفرت ہے اور اس نکتہ تک بجز عارفین کے کسی کے ذہن کی رسائی نہیں ہوئی ✣

119

الحديث حديث عائشة قلت يا رسول الله الذين يؤتون ما آتوا وقلوبهم وجلة هو الرجل يسرق ويزني

حدیث۔ حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو آیت ہے یوتون ما آتوا وقلوبہم وجلۃ (یعنی دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور اونکے دل خوف زدہ ہیں) یہ تمام افعال کو عام ہے کیونکہ سب ہی اون کو عدم سے ہستی میں لانا اور وجود دینا ہے) کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو چوری اور زنا کرے۔ (کیونکہ خوف تو ان ہی افعال کے بعد

لبعض الحكمة [illegible] لوجود الذنب
یعنی بعض صلحاء کی [illegible]

قال لا الحدیث الترمذی و ابن ماجہ والحاکم وقال صحیح الاسناد قلت بل منقطع بین عائشۃ وبین عبد الرحمن بن سعد بن وهب قال الترمذی وروی عبد الرحمن بن سعد عن ابی حازم عن ابی هریرۃ وتمامہ بل الرجل یصوم ویصلی ویتصدق ویخاف ان

۱۲۰ لا یقبل منہ **ف** فیہ عدم الاتکال علی الاعمال + وقطع الغرور والادلال + لا ان یغلب الخوف علی الرجاء من الرحیم ذی الافضال + فان الثابت ھو عکسہ لمن لہ بالطاعات اشتغال + من الصلوۃ و الصوم والتصدق بالاموال ومر قریبا تحت حدیث لو تعلمون ما اعلم۔

عدم الاتکال علی الاعمال

ہوتا ہے) آپ نے فرمایا نہیں (آگے تتمہ آتا ہے) اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا میں (یعنی عراقی) کہتا ہوں کہ بلکہ یہ منقطع ہے عائشہ اور عبد الرحمن ابن سعد بن وہب کے درمیان میں ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث عبد الرحمن بن سعد سے بھی مروی ہے وہ ابو حازم سے روایت کرتے ہیں وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور تتمہ حدیث کا (حضور کے اوس ارشاد کے بعد کہ نہیں) یہ ہے کہ (آپ نے فرمایا) بلکہ مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور صدقہ دوے اور (پھر) ڈرے کہ یہ اوس سے قبول نہ کیا جاوے **ف** اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ اعمال پر اعتماد نہ چاہیئے اور نیز اسمیں قطع ہے غرور و ناز کا اور یہ مضمون نہیں ہے کہ خوف کو غالب کیا جاوے رحیم ذی افضال سے امید رکھنے پر کیونکہ جس شخص کو ان طاعات میں مشغولی ہو جیسے نماز ہو روزہ ہو اموال کا تصدق کرنا ہو اوسکے لیئے تو اسکا عکس ثابت ہے چنانچہ یہ مضمون قریب ہی گذر چکا ہو اس حدیث کے تحت میں لو تعلمون ما اعلم الخ

(باقی)

الحدیث

حدیث
حنظلة
کنا عند
رسول اللہ
صلی اللہ علیہ
وسلم فوعظنا
وفیہ نافق
وفیہ ولکن
یا حنظلة
ساعة وساعة
مسلم مختصرا
ف فیہ
ان التغیر الطبعی
لا یخلو عنہ
کامل وھو
غیر مضر
بل فیہ
من المصالح
ما یذوقہ
اھل الطریق

حدیث حضرت حنظلہ کی حدیث ہے کہ
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
تھے آپ نے ہم کو نصیحتیں فرمائیں اور اس
حدیث میں یہ بھی ہے کہ (حضرت حنظلہ نے
حضرت صدیق اکبر رضی سے یہ کہا کہ) حنظلہ (یعنی
میں) تو منافق ہو گیا (جسکی وجہ یہ بیان کی کہ
جب ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں ہوتے ہیں تو ہماری یہ حالت
ہوتی ہے کہ گویا جنت و دوزخ کا مشاہدہ
کر رہے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بیوی
۱۲۱ بچوں میں مشغول ہو کر وہ حالت نہیں رہتی
اور یہ بظاہر نفاق ہے حضرت صدیق بولے کہ
یہ حالت تو میری بھی ہے) اور اس حدیث
میں یہ بھی ہے کہ (پھر دونوں صاحب حضور
میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کی سی حالت
رہے تو تم سے ملائکہ مصافحہ کیا کریں) لیکن
اے حنظلہ ایک ساعت کیسی ایک ساعت
کیسی روایت کیا اسکو مسلم نے مختصراً **ف**
اس حدیث میں یہ ہے کہ تغیر طبعی سے
کامل بھی خالی نہیں (چنانچہ صحابہ سب کامل تھے)

الحدیث قال یوم
بدر اللهم
ان تہلك هذه
العصابة لم
یبق علی وجه
الارض احد
یعبد البخاری من
حدیث ابن عباس
بلفظ ان شئت
لم تعبد بعد الیوم
ف سیاق ما فیہ ۱۲۲
الحدیث كان
اذا دخل فی الصلوۃ سمع
لصدره ازیز كازیز
المرجل ابو داؤد
الترمذی فی الشمائل
والنسائی من حدیث
عبد الله بن الشخیر
ف فی الحدیثین
اجتماع غلبة الحال
مع الكمال ولو

خصوص حضرت صدیق اکبرؓ) اور یہ تعیز (مقصود میں) مضر نہیں بلکہ اسمیں ایسی مصلحتیں ہیں جو اہل طریق کو ذوقی طور پر معلوم ہوتی ہیں

حدیث آپنے یوم بدر میں فرمایا اے اللہ اگر یہ جماعت (مسلمانوں کی) ہلاک ہوجاوے گی تو روئے زمین پر کوئی شخص بھی ایسا نہ رہیگا جو آپ کی عبادت کرے گا روایت کیا اسکو بخاری نے ابن عباس کی حدیث سے ان الفاظ سے کہ اگر آپ کو یہی منظور ہے تو آج کے دن کے بعد آپ کی عبادت نہ کی جاوے گی **ف** اس کا فائدہ آگے آتا ہے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وقت نماز میں داخل ہوتے تہے تو آپ کے سینہ کی ایسی آواز سنائی دیتی تہی جیسے ہنڈیا کے جوش کی آواز ہوتی ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے عبد اللہ بن الشخیر کی حدیث سے **ف** اس حدیث میں اور حدیث سابق میں دلالت ہے اسپر کہ غلبہ حال کا کمال کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے اگرچہ یہ علی سبیل القلۃ ہوتا ہے (چنانچہ حدیث سابق میں دعا کا انداز اور اس حدیث میں

اجتماع غلبۃ الحال مع الکمال

علی الندامۃ۔

سینہ کی آواز اسی غلبۂ حال سے ناشی ہے)

کتاب الفقر والزھد

کتاب الفقر والزھد

الحدیث ابونعیم فی الحلیۃ من حدیث الحسین بن علی بسند ضعیف اتخذوا عند الفقراء ایادی الخ فی الحاشیۃ عن البرہان الحلبی عن ابن تیمیۃ بخط بعض الفضلاء حدیث اتخذوا مع الفقراء ایادی وکذا حدیث الفقر فخری کلاھما کذب وفی المقاصد الحسنۃ الفقر فخری قال شیخنا باطل موضوع والدیلمی عن معاذ ابن جبل رفعہ تحفۃ المؤمن فی الدنیا الفقر وسندہ لاباس بہ

ف واصل معنی الحدیثین من فضل الفقر و الفقراء والاحسان الیھم ثابت بلا امتراء

الحدیث لقد ھممت ان لا

حدیث۔ ابونعیم نے حسین بن علی سے بسند ضعیف حلیہ میں روایت کیا ہے کہ فقراء کے پاس احسانات مہیا کیا کرو الی آخرہ حاشیہ میں برہان حلبی سے انہوں نے بخط بعض فضلاء ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث مذکور اور اسیطرح حدیث الفقر فخری دونوں غلط ہیں اور مقاصد حسنہ میں ہے کہ الفقر فخری کو ہمارے شیخ نے باطل موضوع کہا ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے اور اسکی سند میں کچھہ مضائقہ نہیں (اشارہ ہے قدرے ضعف کی طرف) ف اور اصل یعنی اون دونوں حدیثوں کی (جنکو موضوع کہا گیا ہے) یعنی فقر اور فقراء کی فضیلت اور اون کے ساتھ احسان کرنا یہ بلا کسی اشتباہ کے ثابت ہے۔

حدیث۔ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں کبھی کا

اتهب الا من قرشي او ثقفي او انصاري او دوسي الترمذي من حديث ابي هريرة وقال روي من غير وجه عن ابي هريرة قلت ورجاله ثقات ف فيه اصل لتقييد قبول الهداية بشرائط تقتضيه مصالح الوقت

۱۲۴

اشتراط قبول الہدایۃ بشرائط مناسبۃ — مشروط کردن ہدیہ بشرائط مناسب

ہبہ قبول نہ کرونگا بجز قریشی یا ثقفی یا انصاری
یا دوسی کے (یہ اوسوقت فرمایا تہا جبکہ ایک
اعرابی نے آپ کو ایک اونٹ ہدیہ دیا تہا اور
آپنے اوس کے عوض میں کئی اونٹ عطا
فرمائے مگر وہ راضی نہ ہوا اوسکو توقع اور زیادہ
کی تہی اِس فرمانے کا حاصل یہ تہا کہ یہ خاص
قبائل یا ان کے امثال عالی حوصلہ ہوتے
ہیں کہ محض محبت سے ہدیہ دیتے ہیں کسی
غرض کی طمع سے نہیں دیتے) روایت کیا
اسکو ترمذی نے حدیث ابو ہریرہ سے
اور کہا کہ یہ حدیث کئی طریق سے ابو ہریرہ
سے روایت کی گئی ہے میں (اعراقی)
کہتا ہوں کہ اِس کے رجال ثقہ ہیں **ف**
اس حدیث میں اصل ہے اسکی کہ قبول ہدیہ
کو ایسے خاص شرائط کے ساتہ مقید
کر دیا جاوے جن کو مصالح مقتضی ہوں
(اور اون شرائط کے نہ ہونے پر رد
ہدیہ کو خلاف سنت نہ کہا
جاوے۔

(باقی آیندہ)

الحديث في الصحيحين من
حديث عمرؓ ما اتاك من هذا
المال وانت غير مشرف ولا
سائل فخذه الحديث **ف** فيه
بعض الادب بقبول الهدية
من اشتراط بعدم
الاشراف وعلامته التاذي
بعدم اتيانه
الحديث للسائل حق وان
جاء على فرس ابوداؤد من حديث
الحسين بن علي ومن حديث
علي وفي الاول يعلى بن ابي
يحيى جهله ابو حاتم
ووثقه ابن حبان في الثاني
شيخ لم يسم وسكت
عليهما ابوداؤد وما
ذكر ابن الصلاح في
علوم الحديث انه
بلغه عن احمد بن حنبل
قال اربعة احاديث
تدور في الاسواق

حدیث صحیحین میں ہے حضرت عمرؓ کی
حدیث سے کہ جو مال تمھارے پاس اس حالت
میں آوے کہ تم کو نہ اوس کا انتظار رہا ہو اور نہ تم
اوس کا سوال کرو تو اوسکو لے لیا کرو **ف**
اس حدیث میں قبول ہدیہ کا ایک ادب ہے
یعنی اوسمیں شرط یہ ہے کہ اوس کا انتظار
نہ ہو اور انتظار کی یہ علامت ہے کہ اوس
مال کے نہ آنے سے اسکو ناگواری ہو۔
حدیث سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے
پر آوے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے
حسین بن علیؓ کی حدیث سے اور نیز حضرت علی ۱۲۵
کی حدیث سے اور اوّل طریق میں یعلی
ابن ابی یحییٰ ہیں جسکو ابو حاتم نے مجہول کہا
ہے اور ابن حبان نے اوس کی توثیق کی
ہے اور دوسرے طریق میں ایک شیخ ہے
جس کا نام معلوم نہیں ہوا اور دونوں (طریق کی)
حدیثوں پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے (تو
ثابت ہوا کہ حدیث بے اصل نہیں) اور ابن
الصلاح نے جو علوم حدیث میں (اس کے
خلاف) ذکر کیا ہے کہ اونکو احمد بن حنبل سے
یہ خبر پہونچی کہ چار حدیثیں ہیں جو بازاروں میں

اشتراط قبول الهدية بعدم الاشراف
مشروط بودن قبول ہدیہ بعدم انتظار

ليس لها اصل منها السائل
حق الحديث فانه لا يصح عن
احمد فقد اخرج حديث
الحسين بن علي في مسنده
ف فيه عدم الحكم بالقرائن
الظنية فيما يضر صاحبه ككون
السائل غنيا وهو من
اخلاق القوم۔

عدم الحكم بالقرائن الظنية
عدم عمل بقرائن ظنیہ

126 **الحديث** لما قال له
حارثة انا مؤمن حقا
فقال وما حقيقة
ايمانك الحديث البزار
من حديث انس
والطبراني من حديث
الحارث بن مالك و
كلا الحديثين ضعيف
وتمامه قال عزفت[1] نفسي
فاستوى عندي حجرها
وذهبها وكاني
بالجنة والنار وكاني

[1] في القاموس عزفت نفسي عنه زهدت فيه وانصرفت عنه او ملته ۱۲ م

وائر ہیں جن کی کوئی اصل نہیں انمیں سے
ایک یہ ہے للسائل حق الخ تو یہ قول احمد سے
صحیح نہیں ہے کیونکہ خود احمد نے اس حدیث
کو اپنی مسند میں حسین بن علی سے روایت
کیا ہے **ف** اسمیں یہ مضمون ہے کہ صاحب
معاملہ کو جس میں ضرر ہو اوسمیں قرائن ظنیہ
پر حکم نہ کرنا چاہیئے جیسے سوار دیکھکر اوسکو
غنی سمجھ لیا جاوے اور یہی عادت ہے صوفیہ کی
حدیث جب آپ سے حارثہ نے عرض کیا
کہ میں مومن ہوں آپنے فرمایا تمھارے
ایمان کی حقیقت کیا ہے الخ روایت کیا
اسکو بزار نے حدیث انس سے اور طبرانی
نے حدیث حارث بن مالک سے اور دونوں
حدیثیں ضعیف ہیں اور تتمہ حدیث کا یہ ہے
کہ حارثہ نے (حقیقت ایمان کے سوال
کے جواب میں) عرض کیا کہ میرا نفس دنیا
سے ہٹ گیا پھر میرے نزدیک دنیا کا
سنگ اور زر برابر ہوگیا اور (مجھکو
مشاہدہ قلب سے نہ کہ مشاہدہ عین سے
ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا میں جنت و
دوزخ پر مطلع ہوں اور گویا میں اپنے

بعرش ربي بارزا
فقال صلى الله عليه
وسلم عرفت فالزم
عبد نور الله قلبه
بالايمان **ف** فيه
صفات الكاملين
ومعنى الحديث اورده
الرومي في مثنويه
بعد اربعة اخماس
من الدفتر الاول مع
معنى الحديث الاول من كتاب
الخوف والرجاء وخلط بينهما
مع تعددهما وساذكرهما في الشطر
الباقي عن غير العراقي مفصلا
ان شاء الله تعالى وفيه عوف
ابن مالك مكان
حارثة
الحديث الطبراني من
رواية ابي العالية ان
العباس بنى غرفة
فقال له النبي صلى الله

پروردگار کے عرش پر مطلع ہوں کہ نمایاں
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
(واقعی) تمکو معرفت حاصل ہوگئی پس اسکے
جمے رہو (اور اونکی نسبت یہ بھی فرمایا کہ)
یہ ایک بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے
قلب کو ایمان سے منور فرمایا ہے **ف** اس میں
صفات کاملین کی مذکور ہیں اور اس
حدیث کے مضمون کو مولانا رومی اپنی
مثنوی میں دفتر اول کے چار خمس کے بعد لائے
ہیں مع مضمون اوس حدیث کے جو کتاب
۱۲۷ الخوف میں سب سے پہلی حدیث ہے اور
دونوں حدیثوں کو ایک کردیا حالانکہ
دونوں الگ الگ ہیں (مگر اس سے
اصل مقصود میں کوئی خلل نہیں ہوا) اور
اس تعدد کی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ شطر باقی
من غیر العراقی میں آوے گی اور اوس میں
بجائے حارثہ کے عوف بن مالک ہیں
حدیث طبرانی نے ابوالعالیہ کی
روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت
عباس نے ایک بالاخانہ بلا ضرورت
بنایا تھا ورنہ بضرورت خود حضور کے یہاں

ف بعض صفات الکاملین

عليه وسلم اهدمها الحديث
وهو منقطع وحديث

مسئلہ ۵ مسجد پر گنبد ۱۲

بجنبذة معلاة فقال
لمن هذه قالوا لفلان
فلما جاءه الرجل اعرض
عنه الحديث ابوداود
من حديث انس باسنادٍ
جيد بلفظ فرأى قبة
مشرفة وتمامه فلم
يكن يقبل عليه كما كان
١٢٨ فسأل الرجل اصحابه عن
تغير وجهه صلى الله عليه
وسلم فاخبر فذهب فهدمها
ثم مر رسول الله صلى الله عليه
وسلم بالموضع فلم يرها
فاخبر بانه هدمها فدعا له بالخير

ذم التکلف والترفع — ذم تکلف اور ترفع

ف فيهما ذم للتفاخر
والترفع والتكلف فوق الحاجة
والمسئلة كالمتفق
عليه بين القوم
علماً وعملاً (باقی آئندہ)

بالاخانہ تہا) اون سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسکو منہدم کراو والخ اور یہ حدیث
منقطع ہے اور یہ حدیث کہ آپ ایک
بلند قبہ پر گذرے اور پوچھا کہ یہ کس کا ہے
لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں کا ہے جب وہ
شخص آپکے پاس حاضر ہوا آپنے اوس سے
مونہ پھیر لیا اس حدیث کو ابوداؤد نے
حدیث انس سے باسنادِ جید نقل کیا ہے
ان الفاظ سے کہ حضور نے ایک بلند قبہ
دیکھا اور تتمہ اوسکا یہ ہے کہ آپ (آنے
کے وقت) اوس کی طرف اسقدر متوجہ
نہیں ہوئے جیسے پہلے ہوتے تھے اوس نے
اپنے دوستوں سے یا آپکے اصحاب سے آپکے رخ بدلنے
کیوجہ پوچھی۔ لوگوں نے تبلا دیا اوس نے جاکر
اوسکو منہدم کردیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس
موقع پر گذر ہوا تو اوسکو نہ دیکھا اور آپ کو خبر دی
گئی کہ اوس نے اوسکو منہدم کر دیا آپنے اوس کے
لیئے دعائے خیر فرمائی ف ان دونوں حدیثوں
میں مذمت ہے تفاخر اور ترفع اور تکلف زائد
از حاجت کی اور یہ مسئلہ علماً و عملاً اہل طریق
میں مثل متفق علیہ کے ہے (باقی آئندہ)

کتاب التوحید والتوکل

الحدیث ابن عدی
وابو نعیم فی الحلیة
من حدیث ابن عمر
القدر سر الله فلا
تفشوا الله عزوجل سرہ
لفظ ابی نعیم وقال ابن
عدی لا تکلموا فی القدر
فانہ سر الله الحدیث
وھو ضعیف ف
فی تسمیة القدر بسر الله
والنھی عن التکلم
فیہ دلالة علی امرین
احدھما جواز انکشاف
مسئلة القدر فی
الدنیا بقدر الاستعداد
والا لما نھی
عن افشائہ لان النھی
یقتضی المقدوریة وثانیھما
النھی عن افشاء الکشفیات

کتاب توحید وتوکل

حدیث ابن عدی اور ابو نعیم نے حلیہ میں
ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے
کہ (مسئلہ) قدر اللہ تعالیٰ کا راز ہے سو اللہ
عزوجل کے راز کا افشا مت کرو یہ الفاظ ابو نعیم
کے ہیں اور ابن عدی نے (بجائے ان الفاظ
کے یہ) کہا ہے کہ قدر میں کلام مت کرو
کیونکہ وہ راز ہے اللہ تعالیٰ کا (اسکا بھی
وہی حاصل ہے) اور یہ حدیث ضعیف ہے
(یعنی لفظاً باقی معنیً حدیث صحیح سے ثابت ہے ۱۲۹
جسمیں قدر میں کلام کرنے پر ناخوشی ظاہر
فرمائی ہے) ف مسئلہ قدر کو سر الٰہی فرمانے
میں اور اُس میں کلام کرنے سے ممانعت
فرمانے میں دو امر پر دلالت ہے ایک یہ
مسئلہ قدر دنیا میں بھی بقدر استعداد
منکشف ہوسکتا ہے ورنہ اُس کے
افشا سے ممانعت نہ فرمائی جاتی کیونکہ
ممانعت کرنا اسکو مقتضی ہے کہ اُس
چیز پر قدرت بھی ہو (اور قدرت علی
الافشاء موقوف ہے انکشاف پر)

ف ۱۲۹ افشاء سر القدر والنھی عن الکشف الغوامض
افشاء سر قدر کی ممانعت

والغوامض التي لا
يتحملها غير الاهل
والثاني معروف في
كلام القوم والاول معلوم
للخواص وما قال له
بعضهم من امتناع
انكشافه حتى في
الجنة فالمراد
انكشافه بكنهه
لتوقفه على
تحقيق الصفات ١٣٠
بكنهها وهو
ممتنع لاستلزامه
احاطة الممكن
بالواجب۔
الحديث مرض علی
فسمعه رسول الله
صلی الله علیه وسلم
وهو یقول اللهم
صبرني على البلاء
فقال لقد سألت الله

اور دوسرا امر یہ کہ امور کشفیہ کے اور ایسے
غوامض کے افشاء سے ممانعت ہے کہ
نا اہل اوس کا تحمل نہ کر سکے اور یہ دوسرا امر تو
(عام طور سے) کلام قوم میں معروف ہے
اور امر اول (صرف) خواص کو معلوم ہے
(باقی عام خیال یہی ہے کہ سر قدر دنیا میں
منکشف نہیں ہوسکتا گو آخرت میں ہو جائے)
اور بعض کا جو یہ قول ہے کہ اس کا انکشاف
(مطلقاً) ممتنع ہے حتے کہ جنت میں بھی انکشاف
نہیں ہوگا) تو مراد انکشاف بکنہہ ہے کیونکہ
وہ موقوف ہے انکشاف صفات (الٰہیہ)
بکنہہا پر اور وہ ممتنع ہے (حتی کہ آخرت
میں بھی) کیونکہ اُس سے ممکن کا احاطہ کرنا
واجب کو لازم آتا ہے (اور یہ احاطہ عقلاً
ممتنع ہے جس میں سب مواطن برابر ہیں)
حدیث حضرت علی رض مریض ہوئے
سو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا کرتے سنا کہ اے اللہ مجکو بلا پر صبر
دیجئے آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے
بلا مانگی (کیونکہ صبر تو اُسی میں ہوتا ہے)
سو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو (عراقی کہتے ہیں کہ

البلاء فسل الله العافية
تقدم مع اختلاف قلت لم
اظفر بهذا المحل ورأيت
في الفصل الثاني من باب
الدعوات في الاوقات من
المشكوة عن الترمذي
سمع النبي صلى الله عليه وسلم
رجلا وهو يقول اللهم اني
اسئلك الصبر فقال سألت البلاء
فاسئل العافية ف فيه نكير
على ما يوهم دعوى القوة فكيف
بدعواها كما قد يصدر
عن بعض المغلوبين كقول
سمنون المحب رح ؎
فليس لي في سواك حظ
فكيف ما شئت فاختبرني
وعوتب وابتلى فاستغفر
وعوفي وما ورد من
سوال الصبر في النصوص
فهو في الاعمال مثل
الثبات في الجهاد

یہ حدیث پہلے گذر چکی مع کسیقدر اختلاف کے
میں (اشرف) کہتا ہوں کہ مجکو وہ موقع نہیں
ملا اور مشکوۃ کے باب عوات فی الاوقات کی
فصل ثانی میں ترمذی سے منقول دیکھا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ
دعا کرتے سُنا کہ اللہ میں آپ سے صبر مانگتا
ہوں آپ نے فرمایا تو نے اللہ سے بلا مانگی
سو اُس سے عافیت مانگ ف اس
حدیث میں ایسے امر پر نکیر ہے جو دعوے
قوت کو موہم ہو چہ جائیکہ قوت کا دعوے
۱۳۱ ہو جیسے بعض مغلوبین سے اس کا صدور
ہو جاتا ہے جیسے سمنون محب رح کا قول ہے

جز تیرے مجکو کوئی بھاتا نہیں
آزمالے جس طرح چاہے مجھے

اور اس سے اُنپر عتاب ہوا۔ اور (جس بول
میں) مبتلا ہوگئے پھر استغفار کیا اور
آرام ہوگیا اور وہ جو نصوص میں صبر کا
سوال آیا ہے وہ صبر فی الاعمال ہے
جیسے جہاد میں ثابت قدم رہنا۔ اور
اُسی کے ساتھ ساتھ غلبہ علی الکفار کا
بھی سوال ہے جو زوال بلا کے سوال کو

ف ما یوہم دعوی القوۃ

وامرهم بسؤال الغلبة
على الكفار المستلزم للسؤال
زوال البلاء فافترقا۔

كتاب المحبة والشوق

الحديث ان ابراهيم
قال لملك الموت اذ جاءه
ليقبض روحه هل رأيت
خليلا يقبض خليله
الحديث لم اجد له اصلا
۱۳۲ وتمامه فاوحى الله تعالى
اليه هل رأيت محبا
يكره لقاء حبيبه
فقال يا ملك الموت
الآن فاقبض قلت
معناه مركب من الادلال
والشوق وهما
ثابتان ومن كراهة
الله مساءة المؤمن
وقد ورد صريحا
وقد تقدم

مستلزم ہے سو دونوں سوالوں میں
فرق ہوگیا (یعنی جس سے نہی آئی اور جس کا
امر آیا ہے)

کتاب المحبۃ والشوق

حدیث ابراہیم علیہ السلام نے ملک
الموت سے فرمایا جب وہ آپکی روح قبض
کرنے آئے کیا آپنے کسی دوست کو
دیکھا ہے کہ اپنے دوست کی جان لیتا ہے
(عراقی کہتے ہیں) میں نے اسکی کوئی
اصل نہیں پائی اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ
اللہ تعالے نے انپر وحی فرمائی کیا تمنے
کسی محب کو دیکھا ہے کہ اپنے محبوب سے
ملنا ناگوار سمجھتا ہو انہوں نے فرمایا اے
ملک الموت بس اب جان لیلو **ف**
میں کہتا ہوں اس کے معنے مرکب ہیں
ادلال اور شوق سے اور یہ دونوں ثابت
ہیں اور نیز ایک تیسرے جزو سے بھی
یعنی اللہ تعالی کا مومن کے رنج کو ناگوار
سمجھنا اور یہ مضمون (حدیث میں) صریحًا
وارد ہوا ہے (کہ حق تعالی فرماتے ہیں

باقی آئندہ

فی کتاب النکاح من الرسالة فمعناه ثابت لکن لیس روایة بالمعنی بل للمعنی وقلت وفی ذکرھا اصلہ لم یوجد فائدتان احدٰھما ما فی خطبة الرسالة من قولی عسی ان یظفر به احد وثانیتھما الاحتیاط عن روایة ما لم یوجد لہ سند

الحدیث ابو نعیم فی الطب النبوی من حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب ان ینظر الی الخضرة والی الماء الجاری واسنادہ ضعیف **ف** فیہ ان الاستمتاع بالمباح ما لم یغل فیہ لا ینافی کمال الزھد کما یزعمہ المتقشفون +

مجکو مومن کا رنج گوارا نہیں اور اوسکو موت سے رنج ہوتا ہے) اور یہ حدیث اِس رسالہ کے کتاب النکاح میں گذر چکی ہے پس اِس روایت کا مضمون (جو کہ اصل مقصود ہے وہ) ثابت ہے لیکن اسکو روایت بالمعنی نہ کہیں گے گو للمعنی کہدیں اور یہ سنہ میں کہتا ہوں کہ ایسی روایات کے ذکر کرنے میں جنکی اصل نہیں پائی گئی دو فائدے ہیں ایک تو وہی جو اسی رسالہ کے خطبہ میں میرے اس قول میں مذکور ہے کہ شاید کسیکو وہ روایت (مع سند)
۱۳۳ ملجاوے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اوسکی روایت سے احتیاط رکھی جاوے جتبک کہ سند ملجاوے۔

حدیث ابو نعیم نے طب نبوی میں حضرت ابن عباس کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سبزی اور آب جاری کی طرف نظر کرنے کو پسند فرماتے تھے اور اسناد اسکی ضعیف ہے **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ مباح سے انتفاع جب تک کہ اوس میں غلو نکرے کمال زہد کے منافی نہیں جیسا کہ خشک لوگ سمجھتے ہیں +

عنوان التنافی بین الحظوظ المباحة وبین کمال الزھد
ترجمہ تنافی درمیان حظوظ مباحہ و کمال زہد

الحدیث حدیث فما تعارف منها ائتلف وقد تقدم فی اداب الصحبۃ وسیاقہ فیما تقدم ھکذا الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف مسلم من حدیث ابی ھریرۃ والبخاری تعلیقا من حدیث عائشۃ **ف** فیہ اصل لما

۱۳۴ تقرر عند القوم من اشتراط التناسب بین المفید والمستفید لانہ ھو الغرض من الحکایۃ +

اشتراط التناسب بین الشیخ والطالب — شرط بودن مناسبت درمیان شیخ وطالب

الحدیث فی الصحیحین انھا (ای عائشۃ) قالت من حدثك ان محمدا رای ربہ فقد کذب وفی المسلم من حدیث ابی ذر سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل رایت

ترجیح اثبات الرؤیۃ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی نفیہا — ترجیح اثبات رویت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بر نفی آن

حدیث فما تعارف منہا ائتلف
یہ آداب صحبت میں گذر چکی ہے اور اوس مقام پر اس طرح بیان کی گئی ہے۔ کہ ارواح (اپنے عالم میں) جمع کی ہوئی جماعتیں ہیں سو جن (ارواح) میں (وہاں) تعارف ہوگیا (یہاں) اونمیں باہم الفت ہوگی اور جن میں (وہاں) اجنبیت رہی (یہاں) اونمیں باہم اختلاف رہیگا روایت کیا اسکو مسلم نے ابوہریرہ کی حدیث سے اور بخاری نے معلقاً حضرت عائشہؓ کی حدیث سے **ف** اس حدیث میں اصل ہے اوس مسئلہ کی جو صوفیہ کے نزدیک مقرر ہے کہ شیخ اور طالب میں مناسبت شرط ہے کیونکہ اہم مقصود اس واقعہ کی خبر دینے سے یہی ہے۔

حدیث صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اُسنے جھوٹ بولا اور مسلم کے نزدیک ابوذر کی یہ حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپنے اپنے

ربك قال نورانى اراه وذهب
ابن عباس واكثر العلماء الى
اثبات رويته له (قلت
واورد السيوطى فى تفسيره عن
مستدرك الحاكم عن ابن عباس
قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم رايت ربى عز وجل (م)
وعائشة لم ترو ذلك عن النبى
صلى الله عليه وسلم (قلت فرواه
ابن عباس عنه صلى الله عليه وسلم
ولا يحتمل الحكم بالاثبات
ان يكون اجتهادا
ويحتمل النفى كونه
بالاجتهاد بقوله تعالى
لا تدركه الابصار (م)
وحديث ابى ذر قال
فيه احمد ما زلت
له منكرا وقال
ابن خزيمة فى
القلب من صحة
اسناده شيء

رب کو دیکھا ہے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے میں
اوسکو کہاں دیکھ سکتا ہوں اور حضرت ابن عباس
اور اکثر علماء آپ کی اثبات رویت للرب
کیطرف گئے ہیں (میں کہتا ہوں کہ جلال
سیوطی نے اپنی تفسیر (جلالین) میں مستدرک
حاکم سے وارد کیا ہے وہ ابن عباس سے
نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں نے اپنے رب عزّ وجل کو دیکھا
ہے (م) اور حضرت عائشہ نے اسکو (یعنی
نفی رویت کو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل نہیں کیا (محض اونکی رائے ہے میں ۱۳۵
کہتا ہوں اور ابن عباس نے اثبات رویت
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا
ہے اور حکم بالاثبات میں اس کا احتمال
نہیں کہ اجتہاد سے ہو اور نفی میں اس کا
احتمال ہے اس آیت کیوجہ سے لا تدرکہ
الابصار (م) اور ابوذر کی جو حدیث ہے
(جسمیں نفی رویت مذکور ہے) امام احمد فرماتے
ہیں کہ میں اسکو ہمیشہ منکر سمجھتا رہا۔ اور
ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ قلب میں اسکی
صحتِ اسناد کیطرف سے کھٹک ہے

معاً ان فی روایۃ لاحمد
فی حدیث ابی ذر رایتہ
نوراً الحدیث ورجال
اسنادھا رجال الصحیح
(قلت وفی الحاشیۃ علی
مسلم عن فتح الباری
ولابن خزیمۃ عنہ
ای عن ابی ذر قال
راٰہ بقلبہ ولم یرہ
بعینہ وبھذا یتبین
مراد ابی ذر بذکرہ ۱۳۶
النور ای ان النور
حال بین رویتہ
وبصرہ اھ ما فی
الحاشیۃ قلت ھذا رای
من ابی ذر یجمع بہ بین روایتی
الاثبات والنفی والجمع
فرع التعارض ولاتعارض
لتقدم النص وھو الاثبات
علی الظاھر وھو النفی ولو سلم
یمکن الجمع بوجہ اخر

اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ امام احمد کی ایک روایت میں ابوذر کی حدیث میں یہ ہے کہ میں نے اوسکو ایک نور دیکھا الحدیث (اپس یہ صریح ہے اثبات رویت میں) اور اس روایت کے سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں (اور کسی امام نے) اوسپر نکارت یا تردد کا حکم نہیں کیا پس اسکو ترجیح ہوگی میں کہتا ہوں کہ مسلم پر ایک حاشیہ میں فتح الباری سے یہ مضمون ہے کہ ابن خزیمہ کے نزدیک ابوذر رض کا یہ قول ہے کہ آپ نے رب کو قلب سے دیکھا اور آنکھ سے نہیں دیکھا اور اس سے ابوذر کی مراد ذکر نور سے ظاہر ہوتی ہے یعنی نور درمیان رویت اور بصر کے حائل ہوگیا۔ حاشیہ ختم ہوا میں کہتا ہوں کہ یہ ابوذر کی ایک رائے ہے جس سے اثبات ونفی کی روایتوں کے درمیان وہ جمع کررہے ہیں اور جمع فرع ہے تعارض کی اور تعارض ہی نہیں کیونکہ نص اور وہ اثبات ہے ظاہر پر اور وہ نفی ہے مقدم ہوگی۔ اور اگر تعارض تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی دوسرے طریق پر جمع کرنا ممکن ہے۔

باقی آئندہ

وهو حمل الاثبات على مطلق الرؤية والنفي على الادراك بالكنه وهكذا يكون يوم القيمة وهذه الرؤية في هذه الحيوة من خواص نبينا صلى الله عليه وسلم بدليل النصوص الاخر المخالفة للرؤية قبل الموت والعبارات المندرجة مني ابتدأت بقولي قلت وانتهت بقولي اه والباقي
١٣٧ من العراقي -)

الحديث حديث انس اذا احب الله عبداً لم يضره ذنب والتائب من الذنب كمن لا ذنب له ذكره صاحب الفردوس ولم يخرجه ولده في مسنده **ف** صريح في ابطال مذهب الاباحة والا لم يكن ذنبا

اور وہ طریق یہ ہے کہ اثبات کو مطلق رؤیت پر محمول کیا جاوے اور نفی کو ادراک بالکنہ پر اور قیامت میں بھی رویت ایسی ہی ہوگی اور یہ رؤیت اس حیات میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہے بدلیل دوسرے نصوص کے جو رویت قبل الموت کو ممتنع قرار دے رہی ہیں اور درمیان درمیان کی عبارتیں میری بڑھائی ہوئی ہیں جو اس لفظ سے شروع ہوتی ہیں کہ میں کہتا ہوں اور اس لفظ پر ہو جاتی ہیں کہ اھ یعنی انتہے اور باقی عبارت
١٣٧ عراقی کی ہیں)

حدیث جب اللہ تعالے کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں اسکو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور گناہ سے توبہ کرنیوالا اسکے مشابہ ہے جس کے پاس کوئی گناہ ہی نہیں ذکر کیا اس کو صاحب فردوس نے اور اُن کے ولد نے اسکو مسند الفردوس میں تخریج نہیں کیا۔

ف یہ فرقہ اباحیہ کے مذہب کے ابطال میں صریح ہے (جو کہتے ہیں کہ بعد تقرب کے معاصی بھی مباح ہو جاتے ہیں) ورنہ وہ گناہ ہی نہ رہتا اور اُسکو گناہ فرمانا صاف اباحۃ کی نفی کر رہا ہے)

بطلان مذهب الاباحة
بطلان مذہب اباحیہ

اما عدم الضرر
فاما لعدم الحوقية
ويجعل ما بعده
مقابلا له واما
لتوفيق التوبة
ويجعل ما بعده
مفسرا له واما لغلبة
الحسنات ويجعل
ما بعده مستقلا
في مقصوده
قلت وكذا ۱۳۸
حديث فقد
غفرت
لكم في اهل
بدر قال
الشيخ الاكبر
فيه لم يقل
ابحت
لكم او
احللت
لكم

باقی ضرر نہ کرنا اوسکی وجہ یا یہ ہے کہ گناہ اس سے لاحق
ہی نہیں ہوتا (یعنی اس سے گناہ کا صدور ہی نہیں ہوتا
تا کہ ضرر پہنچا سکے) اور (اس صورت میں) اس کا
مابعد اس کا مقابل ہوگا (یعنی بعض وہ ہیں جن سے
گناہ ہی نہیں ہوتا اور بعض ان کے مقابلہ میں وہ ہیں
جن سے گناہ ہوتا ہے مگر توبہ کر کے ایسے ہو جاتے ہیں
جن سے نہیں ہوا) اور یا (عدم ضرر) توفیق توبہ
کی وجہ سے ہے اور (اس صورت میں) اس کا
مابعد اس کا مفسر ہو جائیگا (یعنی عدم ضرر کی تفسیر یہی
کہ وہ توبہ کر لیتا ہے) اور یا (عدم ضرر) غلبہ
حسنات کے سبب سے (جس سے گناہوں کا کفارہ
ہو جاتا ہے) اور (اس صورت میں) اس کا
مابعد اپنے مقصود میں مستقل ہو جائیگا (نہ مقابل ہوگا
نہ مفسر ہوگا) نیز میں کہتا ہوں کہ اسی طرح اہل بدر
کے باب میں جو حدیث میں ہے فقد غفرت
لکم وہ بھی (ابطال اباحۃ کی دلیل ہے چنانچہ)
شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اوس حدیث (سے استدلال)
میں کہا ہے کہ (حدیث میں غفرت لکم فرمایا ہے
جو خود دلیل ہے اوس فعل کے ذنب ہونے کی)
ابحت لکم یا احللت لکم نہیں فرمایا۔
(جو اباحت پر دال ہو)

الحدیث لایتمنین احدکم الموت لضر نزل بہ متفق علیہ من حدیث انس **ف** دل ھذا التقیید علی الاذن بالتمنی شوقا الی لقاء اللہ ونقل عن جمعی

الحدیث روی ابو نعیم فی الحلیۃ المرفوع منہ من حدیث عمرؓ ان سالما یحب اللہ حقاً من قلبہ وفی روایۃ ان سالما شدید الحب للہ عزوجل لو لم یخف اللہ عزوجل ما عصاہ وفیہ عبداللہ بن لھیعۃ **ف** فیہ ان الاصل فی ترک المعصیۃ ھو الحب واما الخوف فدونہ ولھذا یعنی المحققون بالقاء المحبۃ فی قلوب الطالبین

حدیث تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کسی تکلیف کے سبب جو اسپر نازل ہو روایت کیا اسکو شیخین نے انسؓ کی حدیث سے **ف** یہ قید (لضر) اسپر دال ہے کہ شوق لقاء اللہ کے سبب جو موت کی تمنا ہو اوسکی ممانعت نہیں اور یہ بیشمار بزرگوں سے منقول ہے۔

تمنی الموت شوقا
تمنی موت شوقاً

حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں اس کا مرفوع حصہ حضرت عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ سالم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کی ایک روایت میں ہے
۱۳۹ کہ سالم کو اللہ تعالیٰ سے بہت شدید محبت ہے (حتی کہ) اگر انکو اللہ عزوجل کا خوف بھی نہ ہوتا تب بھی یہ (اوس محبت کے سبب) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتے اور (اسکی سند) میں عبداللہ بن لہیعہ ہے (جو ضعیف ہے) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ اصل (موثر) ترک معصیت میں محبت ہی ہے رہا خوف سو وہ (اس تاثیر میں) اوس (محبت) سے بعد کے درجہ میں ہے اور اسی وجہ سے محققین اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں کہ طالبین کے قلوب میں محبت کا القاء کریں۔

[illegible]

۱۴۰ الرضاء والصبر — رضا وصبر

الحديث قال الله انا الله لا اله الا انا من لم يصبر على بلائي الحديث الطبراني في الكبير وابن حبان في الضعفاء من حديث ابي هند الداري مقتصرا على قوله من لم يرض ويصبر على بلائي فليلتمس ربا سواي واسناده ضعيف **ف** صريح في وجوب الصبر والرضا۔

النهي عن التسبب للشر — حرمت تسبب للشر

الحديث الدال على الشر كفاعله ابو منصور الديلمي في مسند الفردوس من حديث انس باسناد ضعيف **ف** صريح في النهي عن التسبب للشر قولا كان او فعلا لعموم الدلالة لهما ومن ثم ترى اهل الخشية يحبون الخمول لئلا يتأسى بهم

حدیث حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص میری بلاء پر صبر نکرے الحدیث (احیاء میں اس حدیث میں یہ بھی ہے اور میری نعمتوں کا شکر نہ کرے اور میری قضاء پر راضی نہ ہو الخ) روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے ضعفاء میں ابی ہند داری کی حدیث سے جسمیں صرف یہی قول ہے کہ جو شخص میری بلا پر صبر و رضا نکرے (اس میں شکر کا مضمون نہیں) اوسکو چاہیئے کہ میرے سوا کسی اور رب کو تلاش کرے اور اسناد اسکی ضعیف ہے **ف** یہ حدیث صریح ہے وجوب صبر و رضا میں (جو کہ مقامات سلوک میں سے ہیں)

حدیث دلالت کرنے والا شر پر مثل اسکے کرنیوالے کے ہے روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں اسناد ضعیف ہے **ف** صریح ہے تسبب للشر سے ممانعت میں خواہ قول ہو یا فعل کیونکہ لفظ دلالت دونوں (کے تسبب) کو عام ہے اور اسی وجہ سے تم اہل خشیت کو دیکھتے ہو کہ گمنامی کو پسند کرتے ہیں تاکہ کوئی اُن کا ایسے امر میں اقتدا

فیما عسی ان یضر
بالدین ولم تقبل
نظرهم الی ضرره -

الحدیث حدیث جابر
یبعث کل عبد علی ما مات علیه
رواه مسلم **ف** لما کان
الموت غیر موقت وکان
البعث علی ما مات فلاجله
تری القوم یعتنون اشد اعتناء
باصلاح ظواهرهم وبواطنهم کل وقت

الحدیث من تطیب لله
جاء یوم القیمة وریحه
اطیب من المسک الحدیث
ابو الولید الصفار فی
کتاب الصلاة
من حدیث اسحق
بن ابی طلحة مرسلا
ف فیه اصل لما
قد سمعت
شیخی ان نیتنا فی التطیب
نستحسن فی نظر الله تعالی

نکرنے پاوے جسمیں یہ احتمال ہو کہ وہ دین
کو مضر ہو اور ان کی نظر اس کے ضرر (فی الدین)
تک نہ پہونچی۔

حدیث جابر رض کی حدیث کہ ہر بندہ اسی
حالت پر مبعوث ہوگا جس پر مرا ہے روایت
کیا اسکو مسلم نے **ف** چونکہ موت کا
کوئی وقت نہیں اور بعث ہوگا موت کی
حالت میں اسی لیے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنی
اصلاح ظاہر و باطن کا ہر وقت شدت سے
اہتمام رکھتے ہیں۔

۱۸۱ **حدیث** جو شخص اللہ کے لیے خوشبو لگائے
وہ قیامت میں اس حالت میں آویگا کہ اسکی
خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہوگی روایت کیا اسکو
ابو الولید صفار نے کتاب الصلاۃ میں اسحق بن ابی
طلحہ کی حدیث سے مرسلا **ف** اسمیں اس مضمون
کی اصل ہے جو میں نے اپنے شیخ رح سے سنا ہے
کہ ہماری نیت تو خوشبو لگانے میں یہ ہوتی ہے کہ
کہ ہم اللہ تعالی کی نظر میں اچھے معلوم ہوں کیونکہ
جو چیز واقع میں اچھی ہے وہ خدا تعالی کو بھی اچھی
ہی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ اونکا علم مطابق واقع
کے ہے اور اسمیں اور سب نیک نیتیں بھی آگئیں)

ف: الاهتمام باصلاح الظاهر والباطن

ف: التطیب لله و وصل فیه التطیب للبدین

اعتبار النية فوق العمل — اعتبار نیت فوق عمل

الحديث نية المؤمن خير من عمله الطبرانى من حديث سهل بن سعد ومن حديث النواس بن سمعان وكلاهما ضعيف **ف** والوجه فيه ان النية لا يحتمل لغائلة والعمل يحتملها ومن ثم ترى القوم ينظرون الى مناشئ الاعمال ما لا ينظرون الى الاعمال۔

كون القلب مناط الاصلاح — بودن قلب مدار صلاح

۱۴۲ **الحديث** ان فى الجسد مضغة اذا صلحت صلح سائر الجسد متفق عليه من حديث النعمان بن بشير **ف** صريح فى كون اصلاح القلب اصل مدار الاصلاح والمسألة كانها روح الفن

حدیث نیت مؤمن کی زیادہ بہتر ہے اس کے عمل سے روایت کیا اسکو طبرانی نے سہل بن سعد کی حدیث سے اور نواس بن سمعان کی حدیث سے اور دونوں کے دونوں ضعیف ہیں **ف** اور وجہ اسکی یہ ہے کہ نیت میں کوئی آفت کا احتمال نہیں (کیونکہ اوسپر کسیکو اطلاع ہی نہیں) اور عمل میں اسکا احتمال ہے (مثلاً ریاء وغیرہ) اور اسی وجہ سے تم اس جماعت (صوفیہ) کو دیکھتے ہو کہ مناشی اعمال پر اس قدر نظر کرتے ہیں کہ عمل پر اوس قدر نہیں کرتے (اور منشاء عمل وہی نیت ہے)

حدیث بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے وہ جب سنور جاتا ہے تو تمام جسد سنور جاتا ہے (مراد قلب ہے کہ اوسکی اصلاح سے تمام جسد کے اعمال درست ہو جاتے ہیں) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے **ف** یہ حدیث صریح ہے اسمیں کہ اصلاح قلب اصل مدار ہے تمام اصلاح کا اور یہ مسئلہ گویا فن کی روح ہے۔ (باقی آئندہ)

تنبیہ متعلق مابعد

حدیث آیندہ یعنی مصعب بن سعد کی حدیث رسالہ ہذا ہی کا جزو ہے مگر اوس کے مدلول کے مہتم بالشان ہونے کے سبب اسکو مستقل رسالہ کی شکل میں لکھدیا گیا ہے اِس کا مابعد اوس کے ماقبل ہی کی صورت میں رکھا گیا ۱۲۔

الحدیث

مسمّٰی الملقب بالادراک والتوصل الی حقیقۃ الاشراک والتوسل

بعد البسملۃ والحمدلۃ والصلوٰۃ۔ یہ ایک حدیث ہے رسالہ تشرف کی جس میں وہ معرکۃ الآراء مسئلوں کی ایک بدیع تحقیق ہے جو غائبانہ تلاش سے ملتی ہی نہ حاضرانہ کسی کو وہاں تک رسائی ہوتی ہے ایک مسئلہ توسل جو موضوع رسالہ (تشرف) میں داخل نہ ہونے کے سبب قصداً وارد کیا گیا ہے دوسرا معیار فرق شرک اکبر و اصغر کا جو ضمناً مذکور ہوا ہے۔ ضروری اور کثیر النفع اور اہل علم کے معتنے بہ ہونے کے سبب اسکو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں بنا دیا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو اور استقلال کی بنا پر اس کا ایک لقب بھی رکھدیا گیا جو عنوان میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ اسکو نافع اور شبہات کے لیے دافع فرما دیئے۔ کتبہ اشرف علی آغاز محرم سنہ ۱۳۴۶ھ

حدیث مصعب بن سعد عن ابیہ انہ ظن ان لہ فضلا علی من دونہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما نصر اللہ

حدیث مصعب بن سعد کی حدیث ہے روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ان کو یہ خیال ہو گیا کہ مجکو دوسرے صحابہؓ پر بوجہ ریاست کے کچھ فوقیت ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت

هذه الامة
بضعفائها ودعوتهم
واخلاصهم
رواه النسائي وهو
عند البخاري
بلفظ هل تنصرون
وترزقون الا بضعفائكم
ف دل على امرين الاول
فضل الضعفاء ومن ثم ترى
اهل الله يقدمون الضعفاء
على الكبراء والثاني ثبوت ۱۴۷
التوسل بالمقبولين بذواتهم
واعمالهم الظاهرة واعمالهم
الباطنة كما تدل عليه
بضعفائها ودعوتهم و
اخلاصهم ثم التفصيل في
المسئلة ان التوسل
بالمخلوق له تفسير ثلثة
الاول دعاءه واستغاثته
كدين المشركين
وهو حرام اجماعا

اس امت کی ساتھ ہی وہ بدولت اس کے
عاجزوں کے اور انکی دعا واخلاص ہی کے ہے
(تو رؤسا اُن کے محتاج ہوئے نہ کہ برعکس)
روایت کیا اسکو نسائی نے اور یہ حدیث
بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے۔
تمھاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو
رزق ملتا ہے یہ صرف تمھارے عاجزوں
کے بدولت ہے ف یہ حدیث دو امر پر دال
ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت اور اسیوجہ
سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو
رؤسا پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسرا
مقبولین سے توسل کا ثبوت انکی ذات سے بھی
اور اُن کے اعمال ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ
بھی چنانچہ اس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے
ہیں کہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور انکی
دعا واخلاص کے (لفظ عاجز ذات پر دال ہے
اور دعا عمل ظاہر پر اور اخلاص عمل باطن پر)
اور اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالخلق
کی تین تفسیریں ہیں ایک مخلوق سے دعا
کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا
طریقہ ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے باقی

امانہ شرک جلی ام لا فمعیارہ	یہ کہ یہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں سو اس کا معیار یہ ہے کہ اگر یہ شخص اُس مخلوق کے

سلہ حاصل اس اعتقاد تاثیر و عدم اعتقاد تاثیر کے معیار فرق کا یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ نے کسی خاص مخلوق کو جو اس کا مقرب ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا فرمادی ہے کہ اُس کا اپنے معتقد و مخالف کو نفع و ضرر پہونچانا مشیت جزئیہ حق پر موقوف نہیں گو اگر روکنا چاہے پھر قدرت حق ہی غالب ہے جیسے سلاطین اپنے نائبین و حکام کو خاص اختیارات اس طرح دیدیتے ہیں کہ اون کا اجرا اسوقت سلطان اعظم کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا گو روکنا چاہے تو سلطان ہی کا حکم غالب رہے گا سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثیر ہے اور مشرکین عرب کا اپنے آلہہ باطلہ کے ساتھ یہی اعتقاد تھا" اور بعض کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ایسی قدرت مستقلہ تو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق کو قرب و قبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کیلئے سفارش کرتے ہیں پھر اوس سفارش کے بعد قبول میں تخلف کبھی نہیں ہوتا اور اوس سفارش کی تحصیل کے لئے اُسکے ساتھ بلاواسطہ یا بواسطہ معاملہ مشابہ عبادت کرتے ہیں یہ عقیدہ اعتقاد تاثیر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ خلاف
۱۴۵ دلیل شرعی ایسا عقیدہ رکھنا معصیت اعتقادیہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت عملیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاقات شرعیہ میں اسکو مشرک کہدیا جاتا ہے ھذا ما سنح لی واللہ اعلم"

تتمیم لزیادۃ التفہیم

تقریر مذکور فارق بین الشرکین اجو کہ ماخوذ ہے کلیات شرعیہ سے اپنے دونوں دعووں کے اعتبار سے ایک یہ کہ مشرکین اس تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے دوسرے یہ کہ تصرف مقید بالاذن کا قائل ہونا شرک اکبر نہیں زیادت اتناع میں محتاج تھی؛ دلائل جزئیہ کی جن سے ایک مدت تک باوجود فکر ذہن خالی رہا الحمد للہ کہ پرسوں اور کل میں علی التعاقب تین دلیلیں ذہن میں آتیں اور نصوص گذشتہ جن کا مجموعہ دونوں دعووں میں تردد کے لیئے نافی ہے

دلیل اول عقلی بر اصول بعض اہل علم جو اپنی جزئیت کے سبب کلیات سے زیادہ کافی ہے وہ یہ ہے کہ مسئلہ توحید الٰہی واجب عقلی ہے خواہ بدیہی ہو یا نظری یہ دوسری بحث ہے اور کسی حکم کا وجوب عقلی مستلزم ہوتا ہے اسکی نقیض کے امتناع عقلی کو پس نقیض توحید کا حکم ممتنع ہوگا اور اس نقیض کی دو قسمیں ہیں ایک نفی آلہ کہ کفر ہے دوسری تشریک الہ آخر معہ کہ شرک ہے اور ہر قسم کی امتناع

انہ ان اعتقد استقلالہ بالتاثیر فھو شرک کفری اعتقادًا کما ان الصلٰوۃ	موثر مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ شرک کفری ہے جیسا کسی مخلوق کے لئے نماز وروزہ ایسی

مستلزم ہوتا ہے اوس کے سب اقسام کے امتناع کو پس شرک کے لیئے لازم ہوا کہ وہ کسی امر ممتنع کا اعتقاد ہوگا اور اس امتناع واستحالہ کیطرف نصوص بھی مشیر ہیں۔

کقولہ تعالیٰ۔ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا وقولہ تعالیٰ لوکان معہ الھۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلًا وقولہ تعالیٰ ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلیٰ بعضھم علی بعض وقولہ تعالیٰ لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفیٰ مما یخلق ما یشاء سبحانہ۔ وغیرھا من الایات علی ما فسرت فی بیان القرآن۔

اور تصرف مقید بالاذن عقلاً ممتنع نہیں پس وہ شرک نہ ہوگا گو کسی تصرف منفی بالنص کا اعتقاد بوجہ مخالفت نص کے معصیت یا کفر یا بدعت ہو علی اختلاف مراتب النص ومراتب المخالفۃ مگر شرک کسی حال میں نہ ہوگا اور جاہلان عرب کا مشرک ہونا نص سے ثابت ہے پس لامحالہ وہ تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔ اس سے بحمد اللہ دونوں دعوے ثابت ہوگئے ۔ ۱۴۶

دلیل ثانی نقلی من الاقوال المنقول عن العلماء الربانیین جو بوجہ صراحت موافقت اکابر کے دلیل عقلی سے زیادہ شافی ہے۔ قال القاضی محمد اعلیٰ التھانوی فی کتاب کشاف اصطلاحات الفنون الشرک علی اربعۃ انحاء الی ان قال منھم من یقول ان اللہ سبحانہ خلق ھذہ الکواکب وفوض تدبیر العالم السفلی الیھا وقال بعدہ وقد ان القوم یعتقدون ان اللہ فوض تدبیر کل من الاقالیم الی ملک معین وفوض تدبیر کل قسم من اقسام العالم الی روح سماوی بعینہ (ص ۷۷۱ و ۷۷۲)

وقال ابن القیم فی اغاثۃ اللھفان ما حاصلہ انہ تعالیٰ قال ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ جمیعًا لہ ملک السمٰوات والارض اخبر ان الشفاعۃ لمن لہ ملک السمٰوت والارض وھو اللہ وحدہ فھو الذی یشفع بنفسہ الی نفسہ فیرحم عبدہ فیاذن ھو لمن یشاء ان یشفع فیہ فصارت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

والصوم مما یختص باللہ تعالیٰ للمخلوق شرک	عبادت کرنا جو خاص ہے حق تعالےٰ کے ساتھ
کفری عملاً ومعاملۃً لا سجدۃ التحیۃ	عملاً ومعاملۃً شرک کفری ہے نہ کہ سجدہ تحیت
وان کانت معصیۃً الا ما کان شعار	گو معصیت ہے باستثنا راوس فعل کے جو شعار
الکفر کسجدۃ الصنم وشد الزنار	کفر ہو جیسے سجدہ صنم شد زنار ورنہ نہیں

الشفاعۃ فی الحقیقۃ انما ھی لہ والذی یشفع عندہ انما یشفع باذنہ لہ وامرہ بعد شفاعتہ سبحانہ تعالیٰ وھی ارادتہ من نفسہ ان یرحم عبدہ

وھذا ضد الشفاعۃ الشرکیۃ التی اثبتہا ھؤلاء المشرکون ومن وافقہم وھی التی ابطلہا سبحانہ وتعالیٰ فی کتابہ بقولہ لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع فاخبر سبحانہ انہ لیس للعباد شفیع من دونہ بل اذا اراد اللہ تعالیٰ رحمۃ عبدہ اذن ھو لمن یشفع فیہ لیشفاعۃ باذنہ ولیست لیشفاعۃ من دونہ والفرق

۱۴۷ بین الشفیعین کالفرق بین الشریک والعبد المأمور الی ان قال فالرب تعالیٰ ھو الذی یحرک الشفیع حتی یشفع والشفیع عند المخلوق ھو الذی یحرک المشفوع الیہ حتی یفعل (ص ۱۱۵ الی ۱۱۸)

ان اقوال سے دعوے اولےٰ منطوقاً اور دعوے ثانیہ مفہوماً ثابت ہے۔

دلیل ثالث نقلی من آیات رب العلمین جو عالم السرائر والضمائر کی شہادت ہونے کے سبب حجیت میں سب سے زیادہ وافی ہے وھو قولہ تعالیٰ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا، وقولہ تعالیٰ ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من اذن، وامثالہما من الآیات التی تفوت الحصر وجہ دلالت دعوے اولےٰ پر یہ ہے کہ ان نصوص میں ملک تصرفات کی نفی کی گئی ہے اور ملک من حیث الملک کا مقتضا بلکہ حقیقت تصرف غیر مقید باذن ہے اور سیاق سے مقصود مزعومات مشرکین کا ابطال ہے اس سے معلوم ہو کہ وہ ایسے اختیارات و تصرفات کے قائل تھے جو کہ مقید باذن نہوں پس دعوے اولےٰ ثابت ہوگیا۔ اور محل ذم کی قیود میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے اس سے دعویٰ ثانیہ پر بھی دلالت ہوگئی والحمد للہ علی اتمام النعم والہام الحکم۔ سلخ ج ۲ سنہ ۱۳۲۶ھ ۲. منہ

[illegible]

والا فلا ومعنی استقلالہ ان اللّٰہ قد فوض
الیہ الامور بحیث لا یحتاج فی
امضائہا الی مشیتہ الجزئیۃ و
ان قدر علی عزلہ عن ھذا التفویض
والثانی طلب الدعاء
منہ وھذا جائز فیمن
یمکن طلب الدعاء منہ
ولم یثبت فی المیت بدلیل
فیختص ھذا المعنی بالحی
والثالث دعاء اللّٰہ ببرکۃ
ھذا المخلوق المقبول وھذا ۱۴۸
قد جوزہ الجمہور ومنع منہ
ابن تیمیۃ واتباعہ زعما
منہم انہ لم یذکر
احد من العلماء انہ یشرع
التوسل والاستسقاء
بالنبی والصالح
بعد موتہ ولا فی
مغیبہ کما فی رسالتہ
زیارۃ القبور
والعجب منہ

(صرف معصیت ہے) اور مستقل بالتاثیر ہونے
کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے یہ کام اوسکے
سپرد ایسے طور پر کردیے ہیں کہ وہ اون کے
نافذ کرنے میں حق تعالیٰ کی مشیت خاصہ کا
محتاج نہیں ہے گو اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے
کہ اوسکو اس تفویض (واختیارات) سے
معزول کردے اور دوسری تفسیر یہ کہ مخلوق سے
دعا کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص کے
حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست
ممکن ہے اور یہ امکان میت میں کسی دلیل سے
ثابت نہیں پس یہ معنی (توسل کے) زندہ
کے ساتھ خاص ہوں گے۔ اور تیسری تفسیر یہ کہ
اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اوس مقبول مخلوق
کی برکت سے اور اسکو جمہور نے جائز کہا ہے
اور ابن تیمیہ نے اور اون کے اتباع نے
منع کیا ہے اِس خیال سے کہ کسی نے علماء
میں سے اسکو ذکر نہیں کیا کہ توسل یا استسقا
کسی نبی یا صالح کے وسیلہ سے اونکی وفات
یا غیر حاضری کی حالت میں مشروع ہے
جیسا کہ اون کے رسالہ زیارۃ القبور میں یہ
تقریر مذکور ہے اور اون سے تعجب ہے کہ خود

انه نفسه قد ذکر في رسالته
المذکورة قول المجوزين
ودليلهم بالضبط قالوا
وليس في التوسل دعاء
المخلوقين ولا استغاثة
بالمخلوق لكن
فيه سوال بجاهه
كما في سنن ابن
ماجه بحق
السائلين عليك و
بحق ممشاي هذا
والله تعالى قد
جعل على نفسه حقاً
الى اخر ما قال
واطال وسرد الايات
والاحاديث ولم يجب عن هذه
الدلائل لكن مع هذا ثبت على
المنع وحقيقة هذا المعنى
الثالث اللهم ان العبد
الفلاني او العمل الفلاني لنا
اولفلان مقبول و مرضي

انہوں نے اپنے رسالہ مذکورہ میں مجوزین کا قول
اور اونکی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر
کی ہے کہ وہ مجوز لوگ کہتے ہیں کہ توسل میں نہ
مخلوق سے دعا ہے اور نہ اون سے التجا ہے
لیکن اوسمیں صرف اوسکی جاہ (و مقبولیت)
کے ذریعہ سے (حق تعالیٰ سے) سوال ہے
جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں
اُن لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں
جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور اپنے اس
چلنے کی حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض
۱۴۹ اخلاص کے ساتھ واقع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ
نے اپنی ذات پر (مقبولین کا) حق قرار دیا ہے
اپنے قول کے ختم تک اور دور تک کہتے
چلے گئے اور (اس حق کے اثبات کے لیے)
آیات و احادیث بیان کی ہیں (غرض مجوزین
کی دلائل خود ذکر کئے ہیں) اور ان دلائل کا
کچھ جواب نہیں دیا لیکن باوجود اس (جواب
نہ دینے کے) اس کے منع ہی پر جمے
رہے اور اس معنی ثالث کی حقیقت یہ ہے
کہ اے اللہ فلاں بندہ یا فلاں عمل ہمارا
یا فلاں بندہ کا عمل آپ کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہے

عندك ولنا تلبيس
وتعلق به اما
مباشرة له في العمل
واما محبة له في العبد
او عمله وانت وعدت
الرحمة بمن له هذا
التلبس فنسئلك هذه
الرحمة فياليت
شعري اي محذور فيه
نقلا او عقلا نعم
لو منع عنه لمصلحة ۱۵
العوام لما خالفناه لكن
الكلام في تحقيق المسئلة
فالحق فيه معنا انشاء
الله تعالى فاغتنم هذا
التحرير الكاشف
لحقيقة التوسل وحقيقة
الشرك اللتين
يتحير فيهما كثير
من الفضلاء والعقلاء

اور ہم کو اوس (بندہ یا عمل) سے تلبس اور
تعلق ہے خواہ تو اوس عمل میں ارتکاب کا
اور خواہ اوس بندہ یا اوس کے عمل میں اوس سے
محبت رکھنے کا اور آپ نے ایسے شخص پر رحمت
فرمانے کا وعدہ کیا ہے جسکو یہ تلبس (وتعلق)
ہو پس ہم اوس رحمت (موعودہ) کا آپ سے
سوال کرتے ہیں (یہ حقیقت ہے اس
توسل کی) پس کاش مجھکو کوئی یہ تبلائے
کہ اس (معنے) میں کونسی خرابی نقلی یا عقلی
ہے البتہ اگر عوام کی (دینی) مصلحت کے
لئے اس سے منع کیا جاوے تو ہم بھی ابن تیمیہ
کی مخالفت نکرینگے لیکن کلام مسئلہ کی
تحقیق میں ہے سو اوسمیں حق ہمارے ساتھ[سلہ]
ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اس تحریر کو غنیمت
سمجھو جس سے حقیقت توسل کی اور حقیقت
شرک کی منکشف ہوگئی جنمیں بہت فضلاء و عقلاء متحیر
ہیں۔ تنبیہ: مسئلہ توسل کی ضروری تحقیق مع احادیث
رسالہ نشر الطیب کی آڑتیسویں فصل میں بھی قابل ملاحظہ ہے فقط

خاتمہ مصعب بن سعد کی حدیث جو مشکل رسالہ
مستقلہ ہے ختم ہوئی +

(تنقید الاسلام نمبر ۲ صفحہ ۱۵۱)

سلہ اس تحریر کے بعد ایک تحقیق علامہ شوکانی رح کی جواز توسل کے باب میں نظر سے گذری چونکہ ابن تیمیہ رح کے

معتقدین شوکانی کو بھی حجت کہتے ہیں اسلئے اوسکو نقل کرنا نافع معلوم ہوا وھو ھذا (از الہدیٰ ۹ ج)

قاضی شوکانی کا بیان۔ رہی یہ بات کہ انسان اپنے مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالے کے دربار میں کسی شخص کو بطور وسیلہ پیش کرے تو اس میں شیخ عز الدین عبد السلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی شخص کو اللہ تعالے کے دربار میں بطور وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہاں نبی کریم کو وسیلہ بنانا جائز ہوگا۔ لیکن بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جو توسل بالنبی صلعم کے اثبات میں پیش کیجاتی ہے۔ شاید حدیث توسل بالنبی صلعم سے شیخ عز الدین کی مراد وہ حدیث ہو جو نسائی نے اپنے سنن اور ترمذی نے اپنے صحیح اور ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں باسند نقل کی ہے کہ ایک اندھا دربار نبی صلعم میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اندھا ہوگیا ہوں میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ میں بینا ہو جاؤں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔ پھر یہ دعا پڑھو اے اللہ میں تیرے نبی کی طفیل تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں اپنی بینائی واپس کرلینے میں بتجھ (خدا کے دربار میں) سفارشی پیش کرتا ہوں اے اللہ میرے حق میں اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما۔ پھر نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ ازیں بعد بھی اگر تمھیں ۱۵۱
کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو اسی طرح مجھے وسیلہ بناؤ (اس شخص نے نبی کریم کو وسیلہ بنایا اور آنکھوں کے لئے دعا کی) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بینا کر دیا علماء حدیث مذکورہ بالا حدیث کا مطلب دو طرح بیان کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث میں توسل کا مطلب وہی ہے جو حضرت فاروق نے بیان کیا ہے کہ اے اللہ جب قحط پڑ جاتا تھا تو ہم تیرے نبی کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کیا کرتے تھے پس تو ہم پر بارش کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ حضرت عمر کی حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے تو حضرت عمرؓ کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم صلعم کی زندگی میں بارش کی دعا کے وقت صحابہ کرام آپ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے پھر آنحضرت کی رحلت کے بعد آپ کے چچا عباسؓ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا تو صحابہ کے توسل بالنبی کا یہ مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے اس طرح طلب باران کیا کرتے تھے کہ نبی کریم دعا فرماتے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ دعا کرتے تو اس طرح آنحضرت صحابہ کے لیئے خدا کے دربار میں وسیلہ ہوتے کہ سفارشی بھی ہوتے اور ان کے لیئے دعا بھی فرماتے اور دوسرا مطلب حدیث توسل

بالنبی کا یہ ہے (جو قاضی شوکانی کا مذہب ہے) کہ نبی کریم کو حاجات میں وسیلہ بنانا صرف زندگی
کی حالت سے مخصوص نہ تہا بلکہ جس طرح زندگی میں آپ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا اسی طرح انتقال
کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور جس طرح آپ کی موجودگی میں آپ سے توسل
جائز تھا اسی طرح عدم موجودگی میں بھی جائز تہا۔ یہ بالکل واضح ہے کہ نبی کریم کو آپ کی زندگی
میں وسیلہ بنانا اور آپ کے انتقال کے بعد دوسرے بزرگوں کو وسیلہ بنانا صحابہ کرام کے
اجماع سکوتی سے ثابت ہے کیونکہ جب حضرت فاروق رضؓ نے حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنایا
تو کسی صحابی نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا۔ میرے خیال میں جواز توسل کو نبی کریم سے
مخصوص کر دینا جیسا کہ عزالدین کو وہم ہوا ہے اس کی کوئی وجہ نہیں اس عدم تخصیص کی دو
دلیلیں ہیں پہلے تو وہی صحابہ کا اجماع جس سے ہم مطلع کر چکے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں ارباب فضل و کمال کو بطور وسیلہ پیش کرنے کا دراصل یہ مطلب
ہے کہ ان کے اعمال صالحہ اور کمالات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کیونکہ کوئی شخص وسیلہ
بننے کے قابل ہی تب ہوتا ہے جبکہ وہ اعمال صالحہ کرے تو گویا جب کوئی شخص یوں کہے
کہ اے اللہ میں فلاں صاحب کمال کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتا ہوں تو اس کا وسیلہ ۱۵۲
بنانا بلحاظ کمال کے ہوگا۔ اور نیک عمل کو وسیلہ بنانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مسلم و
بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ نبی کریم نے ان تین شخصوں کا قصہ بیان کیا جو غار میں تھے
اور غار کے منہ پر پتھر آگیا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے بڑے عمل کو وسیلہ بنایا اور
پتھر غار سے ہٹ گیا تو اگر اعمال صالحہ سے توسل ناجائز ہوتا یا شرک ہوتا جس طرح عزالدین
وغیرہ سخت گیر لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان تین آدمیوں کی دعا قبول نہ کرتے اور نبی کریم
صلعم ان کا قصہ بیان کرنے کے بعد ان کے فعل توسل کو ضرور ناجائز قرار دیتے (قاضی
مرحوم توسل کو ثابت کر کے اب منکرین توسل کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے
کہ جب یہ واضح ہوگیا کہ توسل جائز ہے تو) اب معلوم ہوگیا کہ جو دلائل منکرین توسل پیش
کرتے ہیں۔ مثلاً ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى) اور فلا تدعوا
مع الله احدا اور له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون
لهم بشيء) ہمارے دعوی جواز توسل بالنبی والصالحین کے لیے مضر نہیں بلکہ اگر ان
آیات کو امتناع توسل کے لیئے پیش کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ محل نزع اور امتناع

توسل سے یہ دلائل بالکل اجنبی ہیں کیونکہ مشرکوں کے اس قول سے (کہ مانعبدھم الا الخ) صاف یہ واضح ہے کہ مشرک قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھ کر خدا کے دربار میں اس کی عزت ہے اس کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسی طرح یہ آیت (فلا تدعوا مع اللہ الخ) جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں تو صرف یوں کہا گیا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور یوں نہ کہو یا اللہ یا فلاں اور جو کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ تو صرف اللہ کو پکارتا ہے ہاں اللہ کے کسی نیک آدمی کو بوجہ کمال وسیلہ بناتا ہے جسطرح ان غار والے تین اشخاص نے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنایا تھا اور اسی طرح آیۃ والذین یدعون من دونہ الخ جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ مشرک تو انکو بلاتے تھے جو ان کی سنتے نہیں تھے۔ اور خدا کو جو ان کی سنتا ہے اس کو نہیں بلاتے لیکن کسی بزرگ کو وسیلہ بنانیوالا تو صرف اللہ کو بلاتا ہے کسی دوسرے کو نہیں بلاتا۔

ہمارے کلام سابق سے منکرین توسل کے تمام دلائل کی بھی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دلائل کو منع توسل سے دور کا بھی واسطہ نہیں مثلاً ان کا یہ استدلال کہ
یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ الخ) جواز توسل کے منافی نہیں کیونکہ ۱۳
اس آیت میں صرف یہ بیان ہو رہا ہے کہ قیامت کو سب اختیارات اللہ کو ہوں گے۔ اور کسی دوسرے کو کوئی اختیار نہیں ہوگا لیکن جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے اس کا تو کبھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ یہ بزرگ اختیارات اخروی میں خدا کا شریک ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ غیر اللہ کو امر آخرت میں کچھ اختیار ہے اس کو تو ہم بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن متوسل کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا۔ اسی طرح منکرین توسل کا آیت لیس لک من الامر شئی و آیہ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا سے استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ ان آیتوں میں تو اس کی تصریح ہو رہی ہے کہ نبی کریم صلعم کو امر اللہ میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور یہ کہ نبی کریم جب اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کے نفع نقصان کے کس طرح مالک ہو سکتے ہیں۔ لیکن کسی نبی یا ولی یا عالم کے توسل کے عدم جواز میں۔ ان آیتوں کو کیا دخل متوسل کا تو یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کو امر آخرت یا نفع نقصان میں کوئی اختیار ہے۔

توسل کا انکار نبی کریم کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلعم کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت ملنے کے

(التقریر ملحقہ حسیۃ از فیض)

اعزاز سے مشرف فرمایا ہے۔ اور مخلوق کو یہ ہدایت کی ہے کہ آپ کے لیئے اللہ تعالے سے اس شرف عظیم کی درخواست کیا کریں۔ اور اللہ تعالے نے نبی کریم کو فرمایا ہے کہ مقام محمود کی درخواست کیا کرو۔ آپ کو دیا جائے گا اور امت کے سفارش کرو۔ تمہاری سفارش مقبول ہوگی۔ یاں شفاعت کا حق اللہ کی اجازت سے ہوگا۔ پھر خاص اس کو جس کو اللہ پسند فرمائیں اسی طرح منکرین توسل کا نبی کریم کے اس ارشاد کو کہ اے فلاں بن فلاں میں اللہ کی طرف سے تیرے لیئے کسی چیز کا مالک نہیں۔ پیش کرنا۔ جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ جب کسی کو اللہ نفع یا نقصان پہنچانا چاہے۔ تو میں اس کا خلاف نہیں کرسکتا۔ اور یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے۔ لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ توسل ناجائز ہے۔ کیونکہ متوسل کا یہ عقیدہ تو نہیں ہوتا کہ وسیلہ امر اللہ میں دخیل ہے بلکہ اس کا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اختیار کلی صرف اللہ کو ہے۔ اور میں اسی سے درخواست کرتا ہوں۔ ہاں کسی ایسے بزرگ کو جس کے طفیل دعا قبول ہو سفارشی بناتا ہوں اور وسیلہ پیش کرتا ہوں +

(ترجمہ در تنضید مصنفہ قاضی شوکانی)

۱۵۴

۷۸۶

حاشیۃ الحاشیہ

[illegible]

کتبہ اشرف علی تھانوی

الحديث حديث ابن عباسؓ
ان قوما تفكروا فى الله عزوجل
فقال النبى صلى الله عليه وسلم
تفكروا فى خلق الله ولا تتفكروا
فى الله فانكم لن تقدروا
قدره ابو نعيم فى الحلية
بالمرفوع منه باسناد
ضعيف ورواه الاصبهانى
فى الترغيب والترهيب من
وجه اخر اصح منه **ف** صريح
فيما قالوا من امتناع ادراك
كنهه تعالى ذاتا او صفة لا فعلا
لكونه داخلا فى المخلوق

حدیث حضرت ابن عباسؓ کی حدیث
کہ ایک قوم نے حق تعالیٰ میں تفکر کیا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے (اطلاع پاکر) فرمایا خلق اللہ میں
تفکر کرو اللہ میں تفکر مت کرو تم اوسکا اندازہ
نہ کرسکوگے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ
میں اس کے مرفوع حصہ کو اسناد ضعیف سے
اور روایت کیا اسکو اصبہانی نے ترغیب و ترہیب
میں دوسرے طریق سے جو اوس سے اصح ہے
ف یہ صریح ہے اوس مضمون میں جو عارفین
نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات یا صفات
کا ادراک بالکنہ ممتنع ہے مگر فعل کا ادراک
ممتنع نہیں کیونکہ فعل مخلوق میں داخل ہے
(جسمیں تفکر کی اجازت ہے)

كتاب ذكر الموت

کتاب ذکر الموت

الحديث تحفة المؤمن الموت
رواه ابن ابى الدنيا فى كتاب الموت
والطبرانى والحاكم من حديث
عبد الله بن عمرو مرسلا باسناد حسن
الحديث الموت كفارة لكل مسلم

حدیث مومن کا تحفہ موت ہے روایت
کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب الموت
میں اور طبرانی اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر
کی حدیث سے مرسلا سند حسن سے
حدیث دیگر موت کفارہ ہے ہر مسلمان

تصحیح رسالہ تشرف بابت ربیع الاول سنہ ۴۶ھ ص ۳۰ س ۱۹ (غلط) الجھ دیا گیا ہے اس کا بعد (صحیح) الجھ دیا گیا ہے یہ اوس کا مابعد ۱۲

ابونعیم فی الحلیۃ والبیہقی
فی الشعب والخطیب فی
التاریخ عن حدیث
انس قال ابن العربی
فی شرح المریدین
انہ حسن صحیح وضعفہ
ابن الجوزی وقد
جمعت طرقہ فی جزء
ف صریحان فی فضل
الموت ومن ثم یحبہ اھل اللہ

فضل الموت — فضیلت موت

۱۵۶ **الحدیث** قال لعبداللہ بن عمر اذا
اصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء
ابن حبان ورواہ البخاری من قول ابن عمر فی
آخر حدیث کن فی الدنیا کانک غریب
الحدیث حدیث ابن عباس
کان یخرج یہریق الماء فیمسح بالتراب
فاقول الماء منک قریب
فیقول ما یدرینی لعلی
لا ابلغہ ابن المبارک
فی الزھد وابن ابی الدنیا
فی قصر الامل والبزار

(کے گناہ) کا روایت کیا اسکو ابونعیم نے حلیہ
میں اور بیہقی نے شعب میں اور خطیب نے
تاریخ میں انس کی حدیث سے ابن العربی
نے شرح المریدین میں کہا ہے کہ یہ حسن صحیح
ہے اور ابن الجوزی نے اسکو ضعیف کہا
ہے اور میں نے اس کے طرق کو ایک جزو
میں جمع کر دیا ہے۔ **ف** یہ دونوں حدیثیں
فضیلت موت میں صریح ہیں اسی لیے اہل اللہ
اوس کو محبوب رکھتے ہیں (اوس سے متوحش
نہیں ہوتے)

حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے عبداللہ بن عمر کو فرمایا کہ جب تم صبح
کرو تو اپنے نفس سے شام کی بابت
باتیں مت کرو (کہ شام کو یہ کروں گا)
حدیث دیگر ابن عباس کی حدیث کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لیجاتے
اور پیشاب کرتے اور دروازہ پر تیمم فرما لیتے
میں عرض کرتا کہ پانی تو آپ سے قریب ہے آپ
فرماتے شاید میں پانی تک نہ پہونچ سکوں
روایت کیا اسکو ابن المبارک نے زہد میں
اور ابن ابی الدنیا نے قصر امل میں اور بزار نے

بسند ضعیف **ف** صریحان
فی استحضار الموت وھو
کالعادة العامة للقوم

الحدیث حدیث عائشة
ما من رجل یزور قبر
اخیہ ویجلس عندہ
الا استانس بہ ورد علیہ
حتی یقوم ابن ابی الدنیا
فی القبور وفیہ
عبد اللہ بن سمعان
ولم اقف علی حالہ
ورواہ ابن عبد البر
فی التمہید من حدیث
ابن عباس نحوہ وصححہ عبد الحق
الاشبیلی **ف** صریح
فی ادراک المیت واتفق علیہ
اھل الکشف۔

الحدیث ما المیت فی
قبرہ الا کالغریق المتغوث
ینتظر دعوة تلحقہ من ابیہ
اومن [illegible] صدیق لہ

بسند ضعیف **ف** دونوں حدیث صریح ہیں
استحضار موت میں اور یہ صوفیہ کی مثل
عادت عامہ کے ہے۔

حدیث حضرت عائشہؓ کی حدیث کوئی
ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی کی قبر کی زیارت
کرے اور اوس کے پاس بیٹھے مگر وہ اس سے
مانوس ہوتا ہے اور اوسکو (سلام کا) جواب
دیتا ہے یہاں تک کہ یہ اوٹھ کھڑا ہوا
روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے قبور
میں اور اس (کی سند) میں عبد اللہ
١٥٧ بن سمعان ہے اور میں اوس کے حال سے
واقف نہیں ہوں اور روایت کیا اسکو
ابن عبد البر نے تمہید میں ابن عباس کی
حدیث سے اسی کی قریب قریب اور تصحیح کی
اسکی عبد الحق اشبیلی نے **ف** صریح ہے
میت کے صاحب ادراک ہونے میں، و
اسپر اہل کشف متفق ہیں +

حدیث میت کی حالت [illegible] قبر میں
بالکل [illegible] جیسے کوئی ڈوبتا ہو [illegible]
[illegible]
[illegible]

الحديث ابو منصور الديلمي
في مسند الفردوس
من حديث ابن عباس
وفيه الحسن بن علي بن
عبد الرحمن قال
الذهبي حدث عن
هشام بن عمار بحديث
باطل وتمامه فاذا
لحقته كانت احب اليه
من الدنيا وما فيها
وان هدايا الاحياء ۱۵۸
للاموات الدعاء
والاستغفار **ف** صريح
في نفع اعمال الاحياء
للاموات سواء كانت دعاء
كما في هذا الحديث او طاعة مالية
وبدنية كما في نصوص اخرى والاول
متفق عليه بين الامة والثاني
بين اهل السنة والثالث فيه
اختلف اهل السنة بعض واثبته الحنفية

نفع اعمال الاحیاء للاموات

طرف سے پہونچ جاوے الحدیث زیادت
کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
ابن عباس کی حدیث سے اور اسمیں حسن بن علی
بن عبد الرحمن ہے ذہبی نے کہا ہے کہ اس نے
ہشام بن عمار سے ایک غلط حدیث روایت
کردی اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ جب وہ دعا
اوسکو پہونچتی ہے تو وہ اوس کے نزدیک تمام
دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور
احیاء کے ہدایا اموات کیلئے دعا و استغفار
ہے **ف** یہ صریح ہے اسمیں کہ احیاء کے
اعمال اموات کو نافع ہوتے ہیں خواہ دعا
ہو جیسا اس حدیث میں ہے خواہ طاعت
مالیہ ہو خواہ طاعت بدنیہ ہو۔ جیسا
دوسری نصوص میں ہے اور اول تمام
امت میں متفق علیہ ہے (حتی کہ فرق باطلہ
بھی اس کے قائل ہیں اسی لیے اس حدیث
کا مجروح ہونا مضر نہیں اجماع سے اس کا
مضمون ثابت ہے) اور ثانی اہل سنت کے درمیان
متفق علیہ ہے اور ثالث میں اہل سنت کا بھی
اختلاف ہے اور حنفیہ اوسکا اثبات کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

الحدیث حدیث صہیب
فی قوله تعالیٰ للذین احسنوا
الحسنیٰ وزیادة رواه مسلم
کما ذکره المصنف قلت
وهو قال (صهیب) قرأ
رسول الله صلی الله علیه
وسلم قوله تعالیٰ للذین
احسنوا الحسنیٰ وزیادة
قال اذا دخل اهل
الجنة الجنة واهل النار
النار نادی منادیا
اهل الجنة ان لکم
عند الله موعدا یرید
ان ینجزکموه قالوا
ما هذا الموعد الم
یثقل موازیننا
ویبیض وجوهنا ویدخلنا
الجنة ویجرنا من النار
قال فیرفع الحجاب
وینظرون الی وجه الله
عزوجل فما اعطوا شیئا

حدیث صہیب کی حدیث اس آیت کے
متعلق کہ جن لوگوں نے نیک کام کیئے
ان کے لیئے اجر نیک ہے اور ایک مزا انعام
ہے روایت کیا اسکو مسلم نے جیسے کہ مصنف
نے ذکر کیا میں (یعنی عراقی) کہتا ہوں کہ
وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ آیت پڑھی للذین احسنوا
الحسنیٰ وزیادة (جس کا ترجمہ اوپر گذر آیا ہے
اور) فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل نار
نار میں داخل ہو چکیں گے ایک پکارنیوالا
پکاریگا اے اہل جنت تمھارے لئے اللہ تعالیٰ ۱۵۹
کے نزدیک ایک وعدہ ہے وہ تم سے اسکو
پورا کرنا چاہتا ہے اہل جنت (تعجب سے)
کہیں گے وہ وعدہ کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ
نے ہماری میزان کو (نیکیوں سے) وزنی نہیں
فرمادیا اور کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کردیا
اور کیا ہم کو جنت میں داخل نہیں کردیا اور
کیا ہم کو دوزخ سے نہیں بچا لیا اب
اس سے بڑھکر کیا ہوگا جو ابھی باقی ہے)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس
حجاب اٹھا دیا جاویگا اور حق تعالیٰ کے

احب الیھم من النظر الیہ **ف**
دل علی رویتہ تعالی وھو ظاھرہ
یدل علی رویۃ الذات وھو
مذھب الجمھور وذھب
البعض الی کونھا تجلیا مثالیا
کما فی حدیث مسلم ایضا
عن ابی ھریرۃ لما سالوہ صلی
اللہ علیہ وسلم ھل تری ربنا
یوم القیمۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم
فیاتیھم اللہ فی صورتہ التی یعرفون
فیقول انا ربکم فیقولون انت ۱۶۰
ربنا الحدیث واللہ تعالی منزہ
عن الصورۃ فاقرب تاویلاتھا
ھو التجلی المثالی والمبھم یحمل علی
المفسر ھذا ما قالوہ لکن الظاھر ان
ھذہ الرؤیۃ فی الموقف یوم القیمۃ
غیر الرؤیۃ التی فی الجنۃ الکرامۃ
اولیاء اللہ تعالی وانما ھذہ للامتحان
صرح بہ الخطابی کما نقل عنہ النووی
فی شرح مسلم ولا نسلم الابھام
فان قولہ علیہ السلام ینظرون

روئے مبارک کی طرف نظر کریں گے سو انکو
کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوئی جو ان کے
نزدیک حق تعالی کیطرف نظر کرنے سے
زیادہ محبوب ہو۔ **ف** یہ حدیث رویت
باریتعالی پر صریح دال ہے اور یہ حدیث اپنے
ظاہر الفاظ سے رویتِ ذات پر دلالت
کرتی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعضے
اس رویت کے تجلی مثالی ہونے کی طرف گئے
ہیں جیساکہ مسلم ہی کی دوسری حدیث میں
حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جبکہ
بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سوال کیا کیا ہم قیامت کے دن
اپنے رب کو دیکھیں گے آپ کے ارشاد
تک کہ پھر اللہ تعالی ان کے پاس تشریف
لاویں گے اپنی اس صورت میں جس کو
یہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائیں گے کہ میں
تمہارا رب ہوں وہ لوگ عرض کریں گے
آپ ہمارے رب ہیں الخ (تو اس حدیث
میں اللہ تعالی کے لئے لفظِ صورت وارد ہے)
اور اللہ تعالی صورت سے منزہ ہیں (بس
لامحالہ یہ ماؤل ہوگا) اور سب تاویلات

الی وجه الله تعالی صريح فی رؤية
العين فلا يفسر بالتجلی المثالی
ولتميم الفائدة انقل لك ذلك
الحديث مع توجيه بعض اجزائه
علی اصول القوم واللفظ لابی سعيد
الخدری حين يقال لاهل الموقف
ليتبع كل امة ما كانت تعبد وفی
اخره حتی اذا لم يبق الا من كان
يعبد الله تعالی من بر وفاجر اتاهم
رب العالمين فی ادنی صورة من
التی رأوه فيها ای عرفوه بها
كما فی لفظ ابی هريرة وتبقی هذه
الامة فيها منافقوها فياتيهم الله
فی صورة غير صورته التی يعرفون
الحديث ای قبل ذلك فی الدنيا
ويكون هذا تجليا مثاليا كما هو
ظاهر من لفظ الصورة
قال فماذا تنتظرون تتبع كل امة ما كانت تعبد
قالوا يا ربنا فارقنا الناس
افقر ما كنا اليهم ولم
نصاحبهم فيقول انا ربكم

میں قریب تر تاویل تجلی مثالی ہے اور مبہم کو
مفسر پر محمول کیا جاتا ہے (پس رویت کا
بطریق مثالی ہونا ثابت ہوگیا) یہ وہ قول
ہے جو (اپنے مطلوب پر استدلال میں)
انہوں نے کہا ہے لیکن (یہ استدلال کافی
نہیں کیونکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ رویت جو قیامت
کے دن موقف میں ہوگی اس رویت سے
مغائر ہوگی جو جنت میں مقبولان حق کے
اکرام کے لئے ہوگی اور یہ (موقف کی رویت)
تو محض امتحان کے لئے ہوگی (جیسا عنقریب
آتا ہے) خطابی نے اس تغائر کی تصریح کی 161
ہے جیسا کہ نووی نے شرح مسلم میں ان سے
نقل کیا ہے اور ہم ابہام کو تسلیم نہیں کرتے۔
کیونکہ یہ قول ینظرون الی وجہ اللہ تعالیٰ
رویت عین میں صریح ہے پس اسکی تجلی مثالی
کے ساتھ مفسر نہ کریں گے اور تتمیم فائدہ کیلئے
میں اس حدیث کو مع اس کے بعض اجزا
کی توجیہ بنا بر اصول قوم کے ابوسعید خدریؓ
کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں جبکہ اہل موقف
سے کہا جاویگا ہر جماعت کو چاہیئے کہ اپنے
معبود کے ساتھ ہو جاوے اور اس حدیث کے

فيقولون نعوذ بالله منك
لا نشرك بالله شيئا مرتين او ثلثا
حتى ان بعضهم ليكاد ان ينقلب
رعن الصواب ويرجع عنه
للامتحان الشديد الذي
جرى قال النواوي ولعل
وجه انكارهم ان الوجه الذي
يعرفون به الحق في الدنيا
تجلي مثالي ايضا على اوضاع
مختلفة في اذهان مختلفة
١٦٢ ويكون هذا التجلي المثالي المحشري
كما دل عليه قوله عليه
السلام في ادنى صورة من
التي رأوه فيها الحديث ولعل
حكمة الامتحان كما سبق
عن الخطابي والنواوي يعني
امتحان ايمانهم ودعواهم
التوحيد وقولهم فارقنا
الناس فيتجلى لهم في غير
صورتهم الذهنية ولم
يخلق فيهم علما ضروريا بكونه تجليا ربانيا

آخر میں ہے کہ یہاں تک کہ جب کوئی باقی
نہ رہے گا بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ
کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہوں یا بد
اسوقت رب العالمین ان کے پاس ایسی صورت
میں تشریف لاویں گے جو اس صورت سے ما بعد
کے درجہ میں ہوگی جسمیں پہلے دیکھا تھا یعنی
جس صورت سے پہلے معرفت حاصل تھی جیسے
ابو ہریرۃ رضہ کے الفاظ میں اس طرح ہے
کہ یہ امت باقی رہ جاوے گی جسمیں منافقین بھی
ہوں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایک
ایسی صورت میں آویں گے جو اسکی اس صورت
سے غیر ہوگی جسکی ان لوگوں کو معرفت
حاصل تھی یعنی اس سے قبل دنیا میں پس یہیں نے
جو دیکھنے کی تفسیر معرفت سے کی ہے وہ اس
دلیل سے ثابت ہوگئی اور یہ رویت تجلی
مثالی ہوگئی جب لفظ صورت کا ظاہر مدلول ہے)
پھر ارشاد ہوگا تم کس چیز کے منتظر ہو ہر
جماعت اپنے معبود کے ساتھ جاوے
وہ لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب
ہم (صرف آپ کے لئے) دوسرے لوگوں سے
ایسی حالت میں جدا ہوئے۔

(باقی آئندہ)

فلما انکروها ظهر صدق دعواهم
التوحید حیث نفوا ربوبیة
ما زعموه غیر الرب ولعل
الانقلاب عن الصواب
هو لغلبة الاهوال علی
عقولهم بحیث لا یبعد ان
ینکروا التجلی المثالی
الاخر الاتی فیما بعد
قیاسا لاحدهما
علی الآخر) فیقول
هل بینکم وبینه
آیة فتعرفونه
بها فیقولون نعم
فیکشف عن ساق .
فلا یبقی من کان
یسجد لله من تلقاء
نفسه الا اذن له
بالسجود ولا یبقی
من کان یسجد اتقاء
ورباء الا جعل الله
ظهره طبقة واحدة

کہ ہم کو اون کی طرف سخت احتیاج تھی اور
اون کا ساتھہ نہیں دیا پس اسوقت آپ کو
چھوڑ کر کہاں جائیں) حق تعالی ارشاد فرماوینگے
گے میں تمھارا رب ہوں (چونکہ اوس تجلی میں حق
تعالی کو پہچانیں گے نہیں اسلئے) وہ لوگ
کہیں گے کہ ہم اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں
تجھ سے ہم اللہ تعالے کے ساتھہ کسیکو شریک
نہیں کرتے دو بار یا تین بار ایسا کہیں گے
یہاں تک کہ بعضے تو بالکل اس کے قریب
ہو جائیں گے کہ (امر صواب سے منقلب
١٦٣ ہو جائیں (اور اوس سے ہٹ جائیں
بسبب امتحان شدید کے جو کہ جاری
ہو گا یہ نووی نے کہا ہے اور ان لوگوں
کے اس انکار کی کہ تو ہمارا رب نہیں
شاید یہ وجہ ہے کہ جس وصف سے حق تعالے
کی اونکو دنیا میں معرفت حاصل ہے وہ بھی
تجلی مثالی ہے جو اذہان مختلفہ میں اوضاع
مختلفہ پر ہے اور یہ تجلی مثالی ذہنی اسوقت
کی تجلی مثالی محشری پر منطبق ہوگی نہیں
جیسا کہ اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد دال ہے فی ادنی صورة من

كلما اراد ان
يسجد خر على
قفاه قال القاضي
عياض كما نقله
عنه النووي
قيل المراد
بالساق هنا
نور عظيم وورد
ذلك في حديث
عن النبي صلى الله
عليه وسلم قلت ۱۶۴
ويخلق الله
فيهم علما
ضروريا بكونه
تجليا ربانيا
وان لم يعرفوه
به قبل ذلك
والله اعلم ثم
يرفعون رؤسهم
وقد تحول
في صورته التي

التی راٰوہا اور شاید حکمت اِس تغائر تجلی
کی امتحان ہو جیسا خطابی و نووی سے
اوپر مذکور ہوا ہے یعنی امتحان اون کے
ایمان کا اور اُن دعوے توحید کا اور
اون کے اس قول کا کہ ہم لوگوں سے
جدا ہو گئے تھے۔ پس اس امتحان کے
لئے اون کے سامنے اون کی صورت
ذہنیہ سے مغائر صورت میں تجلی
فرمائی اور اسکی ساتھ اون میں اس کا
علم ضروری پیدا نہیں فرمایا کہ یہ بھی تجلی
ربانی ہے پس جب انہوں نے اس صورت
کا انکار کیا تو اون کے دعوئے توحید
کا صدق ظاہر ہو گیا کہ اونہوں نے غیر کی
ربوبیت کا انکار کر دیا اور شاید انقلاب
عن الصواب کا سبب اون کے عقول
پر احوال کا غلبہ ہوا اس طرح کہ مستبعد نہ
تھا کہ اسپر قیاس کر کے اوس تجلی مثالی
کا بھی انکار کر بیٹھیں جس کا ذکر عنقریب
اسی حدیث میں آتا ہے) پھر ارشاد فرماویں
گے کیا تمھارے اور رب تعالی کے
درمیان کوئی علامت ہے جس سے

رواه فيها اول مرة
فقال انا ربكم
فيقول انت ربنا
الحديث رباب
اثبات رؤية
المومنين ج ۱)
والذى ارى
ان هذا التحول
هو ظهوره فى
الصورة الذهنية
المثالية
التى كانوا يعرفونه
بها قبل ذلك
وهذا هو الذى
وعدنا باتيان
ذكره بقولنا
فى سياق
الحديث ويجوز
هذا التحول
فى التجليات
المثالية من

تم اوسکو پہچان لو وہ کہیں گے ہاں پس
ساق کو کھول دیا جاوے گا پس کوئی
ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ کو سجدہ
کرتا ہو دل سے مگر اوسکو سجدہ کی توفیق
ہو جاوے گی اور کوئی ایسا شخص باقی
نہ رہے گا جو تقیہ اور ریاء سے سجدہ کرتا
ہو مگر اللہ تعالے اوسکی کمر کو ایک تختہ
کر دیں گے وہ جب بھی سجدہ کرنا
چاہے گا فوراً ہی قفا کے بل گر پڑیگا
(قاضی عیاض نے کہا ہے جیسا کہ نووی
۱۶۵ نے اون سے نقل کیا ہے کہ بعض نے
کہا ہے کہ مراد ساق سے اس جگہ ایک
نور عظیم ہے اور یہ ایک حدیث میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اھ
میں اشرف کہتا ہوں کہ اون لوگوں میں
اوسوقت اللہ تعالے اوس کے تجلی ربانی
ہونے کا علم ضروری پیدا کر دیں گے
اگرچہ اس کے قبل اس تجلی سے اونکو
اوسکی معرفت نہ تہی واللہ اعلم) پہر یہ
لوگ سجدہ سے اپنا سر اوٹھاویں گے
اور اللہ تعالی اپنی ایسی صورت میں منتقل

بعضها الى بعض
وهذه الصورة
وان كانت
واحدة بالشخص
لكنها يمكن
ان ترى مختلفة
فى ابصار مختلفة
فلا يشكل
انطباق
التصورات
١٦٦ المختلفة على
الصورة المتعينة
هذا وانما لم
يتجل بصورة
اعلى مما عرفوه
مغائرة له لعدم
حصول حكمة
الامتحان به
لان كل مؤمن
يعتقد انه تعالى
ليس دون ما اعتقده

ہو چکے ہوں گے جس میں ان لوگوں
نے اون کو اول بار (یعنی دنیا میں) دیکھا
تھا (یعنی پہچانا تھا) پھر فرماویں گے میں
تمھارا رب ہوں وہ لوگ کہیں گے
آپ ہمارے رب ہیں الحدیث (مسلم ج ۱
باب اثبات رویۃ المومنین) اور اسمیں
میں جو سمجھا ہوں یہ ہے کہ اس انتقال
کی حقیقت اوس صورت مثالیہ ذہنیہ
میں ظہور ہے جس کے ذریعہ سے وہ
لوگ حق تعالی کو اس کے قبل دنیا میں
پہچانتے تھے اور یہی تجلی ہے جس کے
مذکور ہونے کا ہم نے اپنے اس قول
میں وعدہ کیا تھا وہ قول یہ ہے "جس کا
ذکر عنقریب حدیث میں آتا ہے" اور
تجلیات مثالیہ میں ایسا انتقال ایک سے
دوسری کی طرف جائز ہے اور یہ صورت
مثالیہ اگرچہ واحد بالشخص ہوگی لیکن
ممکن ہے کہ ابصار مختلفہ میں جب
تصورات مختلفہ مختلف اطوار میں نظر
آوے پس یہ اشکال واقع نہیں ہوتا
کہ تصورات مختلفہ صورت متعینہ پر کیسے منطبق ہونگے

باقی آئندہ

ولا يعتقد انه ليس فوق
ما اعتقد شانه
فلو تجلى بصورة اعلى لسوغ
احتمال كونه تجليا ربانيا وما
نفاه فلم يحصل الامتحان فلما
تجلى بصورة ادنى وكان يعتقد
انه ليس ادنى حكم بالنفي فافهم
واعلم ان كل ما ذكرته هنا في
شرح الحديث على اصول القوم
ليس شيء منها قطعيا نعم هو
اقرب من كل ما ذكره اخرون
من العلماء كقول بعضهم في التجلي
الادنى انه بعض الملائكة
ظهر لهم ولا يخفى عليك بعده
واما قوله عليه السلام
اتاهم رب العالمين عن هذا
الحمل وكانت عثرت بهذا
التقرير على ما ادعينا من ان
التجلي في الجنة يكون برؤية
الذات وان لم يدرك كنهها
وفي الموقف بالمثال كما كان

خوب سمجھ لو اور (بجائے ادنیٰ صورت میں
تجلی فرمانے کے) ایسی صورت میں تجلی نہ فرمانا
جو اون کی پہچانی ہوئی صورت سے اعلیٰ
ہو اس وجہ سے ہے کہ اس سے امتحان
کی حکمت حاصل نہ ہوتی اس لئے کہ ہر مومن
کا یہ تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے
اعتقاد سے کم نہیں ہے اور یہ کسی کا بھی
اعتقاد نہیں کہ میرے اعتقاد سے فوق بھی
نہیں ہے پس اگر صورت اعلیٰ میں تجلی
فرماتے تو اسکو یہ احتمال ہوتا کہ شاید
تجلی ربانی ہو اور اسکی نفی نہ کرتا پس امتحان 167
حاصل نہ ہوتا اور جب صورت ادنیٰ میں
تجلی فرمائی اور اسکا اعتقاد یہ تھا کہ وہ
ادنیٰ نہیں ہے اسلئے نفی کا حکم کر دیا
خوب سمجھ لو اور جاننا چاہیئے کہ میں نے
اسجگہ حدیث کی شرح میں اصول قوم
پر جو کچھ ذکر کیا ہے انمیں کوئی جزو قطعی
نہیں البتہ دوسرے علماء نے جو کچھ
ذکر کیا ہے ان سب سے اقرب ضرور ہے
مثلاً بعض نے کہا ہے کہ ادنیٰ صورت
میں تجلی کسی فرشتہ کا ظہور ہوگا اور اسکا

لموسے علیہ السلام بالطور بصورۃ
النار ولا یمتنع علیہ المثال بمعنی
المشارک لہ فی الوصف لقولہ تعالیٰ
ولہ المثل الاعلیٰ ویمتنع علیہ
المثل بمعنی المشارک فی الماھیۃ
لقولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئ
وھذا المثال وان لم یکن
قدیما لکن للتشارک البالغ
الی حدا لکمال یکون مرأۃ للقدیم
ولا یلتفت الذھن الی
وجوہ التغائر والتمائز بینھما ١٦٨
فتبصر وتفکر لئلا تضل ولا
تزل فالمقام ادق من الشعر
واحد من السیف ومما یتعلق
بالحدیث ما قالہ النووی انہ
لیس فی الحدیث تصریح برؤیۃ
المنافقین اللہ تعالیٰ وانما
فیہ ان الجمع الذین فیھم المؤمنون
والمنافقون یرون وھذا
لا یقتضی ان یراہ جمیعھم وقد
قامت دلائل الکتاب

پورا ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
انا ہم رب العالمین کا اس سے آپ ہونا ظاہر
ہے اور غالباً تم اس تقریر سے ہمارے
اس دعوے پر آگاہ ہوگئے ہوگے کہ جنت
میں تجلی رُویت ذات سے ہوگی اگرچہ اسکی
کنہ کا ادراک نہ ہوگا اور موقف میں مثال سے
ہوگی جیسا موسے علیہ السلام کو کوہ طور پر بصورت
نار ہوئی تھی اور حق تعالیٰ پر مثال بمعنی مشارک
فی الوصف ممتنع نہیں چنانچہ ارشاد ہے
ولہ المثل الاعلیٰ اور مثل بمعنی مشارک فی الماہیۃ
ممتنع ہے جیسا ارشاد ہے لیس کمثلہ شئ
اور مثال قدیم نہیں ہوتی لیکن تشارک کامل
کے سبب قدیم کا مرآۃ ہوجاتی ہے اور اسوقت
ذہن کو وجوہ تغایر و تمائز کی طرف التفات
نہیں ہوتا خوب بصیرت اور تفکر سے
کام لو تاکہ غلطی اور لغزش میں نہ پڑ جاؤ کیونکہ
مقام بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے
اور اسی حدیث کے متعلق وہ بات بھی ہے
جو نووی نے کہی ہے کہ اس حدیث میں
اس کی تصریح نہیں ہے کہ منافقین کو بھی
اللہ تعالیٰ کی رُویت ہوگی صرف حدیث

والسنة علی ان المنافق
لا یراہ سبحانہ وتعالی
(کقوله تعالی فی الکفار
کلا انهم عن ربهم
یومئذ لمحجوبون) و
اعلم ان الحدیث
تستنبط منه مسئلة وهی
انه کما ان الله تعالی قد
عذر من نفی ما لم یعرفه
من الحق مع کونه مثبتا
فی الواقع کذلك یعذر
من اثبت ما عرفه منه
مع کونه منفیا فی الواقع
لاشتراك العلة وهو
التکلیف حسب العلم
کما وقع لبعض المکاشفین
من توهمهم التجلی الروحی
تجلیا ربانیا والظن انه یعذر
انشاء الله تعالی وحمل بعضهم
قول ابراهیم علیه السلام
هذا ربی علی مثل هذا

میں یہ ہے کہ ایسی جماعت کو جس میں مومنین
ومنافقین دونوں ہوں گے رؤیت ہوگی
اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ہی کو
رؤیت ہو اور کتاب وسنت کے دلائل
اسپر قائم ہیں کہ منافق کو حق سبحانہ تعالی
کی رؤیت نہ ہوگی (جیسے ارشاد ہے
(کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون) ۱۲
اور جاننا چاہیئے کہ حدیث سے ایک مسئلہ
مہمہ مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالی
نے ایسے شخص کو معذور رکھا جس نے
حق کے ایسے وصف کی نفی کی جس کی ۱۶۹
اسکو معرفت نہ تھی باوجودیکہ کسی مرتبہ
میں وہ وصف ثبت تھا۔ اسی طرح وہ
شخص بھی معذور رکھا جاوے گا جو ایسے
وصف کو ثابت کرے جسکی اسکو
معرفت ہے گو وہ بعض مرتبہ میں منفی ہو
کیونکہ دونوں جگہ علت معذوریت
کا اشتراک ہے اور وہ علت تکلیف ہے
حسب العلم جیسا بعض مکاشفین نے تجلی روح
کو تجلی حق سمجھ لیا امید ہے کہ معذور ہوں گے
اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

العذر منهم العارف الرومي
في الدفتر الخامس من المثنوي
بعد اربعة اخماس منه
قبيل قصة الشيخ محمد بقوله
گفت ہذا ربی ابراہیم راد
چونکہ اندر عالم وہم اوفتاد
واختاره الشيخ عبد القادر الدهلوي من
اساتذتنا في تفسيره لهذه
القصة واني وان لم ارض
للانبياء لكن ذهاب بعض
اهل الحق اليه كاف ۱۷۰
في جواز احتمال كونه
عذرا والله اعلم

الحديث ينادي مناد
من تحت العرش يوم
القيمة يا امة محمد
اما ما كان لي قبلكم
فقد غفرته لكم
وبقيت التبعات
فتواهبوها بينكم
وادخلوا الجنة برحمتي

قول ھذا ربی کو اسی قسم کے عذر پر محمول کیا
ہے انہیں سے عارف رومیؒ بھی ہیں۔
دفتر خامس کے تین خمس کے بعد شیخ محمد کے
قصہ سے ذرا قبل اس قول میں سہ
گفت ہذا ربی ابراہیم راد
چونکہ اندر عالم وہم اوفتاد
اور ہمارے مشائخ میں سے حضرت شاہ
عبد القادر دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں
اسکو اختیار کیا ہے اور اگرچہ مجکو انبیاء
علیہم السلام کے شان میں یہ پسند نہیں
لیکن بعض اہل حق کا اس طرف جانا اس کے
عذر محتمل ہونے کے لئے تو کافی ہے
واللہ اعلم۔

حدیث قیامت کے دن ایک ندا کرنے
والا (حق تعالیٰ کی جانب سے) زیر عرش سے
ندا کرے گا اے امت محمدؐ میرا جو کچھ
حق تمہارے طرف تھا اسکو تو معاف
کرچکا اور تمہارے باہمی حقوق باقی رہ
گئے سو تم آپس میں ایک دوسرے کو بخشدو
اور میری رحمت سے جنت میں داخل
ہوجاؤ۔ (باقی آئندہ)

رويناه في سباعيات
ابي اسعد القشيري
من حديث انس وفيه
الحسين بن داؤد البلخي
قال الخطيب ليس بثقة
ف فيه تقوية الرجاء في
حقوق العباد ايضا وتيقوي
هذا الرجاء لمن راقبها
ومن شركون رجاء
الصوفية اقوى كخوفهم ايضا۔
وقد وقع الفراغ بحمد الله تعالى
ونعمته من تاليف الشطر الاول
من اصل التشرف الماخوذ
من تخريج العراقي للتاسع و
العشرين من صفر يوم الجمعة
وقت الضحوة الكبرى
سنة ۱۳۴۱ من الهجرة في
الخانقاه الامدادية
دامت بركاتها
من كورة تهانه بهون و
هو مشتمل على مائتي

ہم سے یہ حدیث سباعیات ابی اسعد
قشیری میں حدیث انس سے روایت
کی گئی ہے اور اس میں حسین بن داؤد بلخی
ہے خطیب نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے ف
اس حدیث میں حقوق العباد میں بھی رجاء کی
تقویت ہے اور یہ رجاء اس شخص کے
لئے اور زیادہ قوی ہو جاوے گی جو حقوق
العباد کی نگرانی و اہتمام رکھے اور اسی مقام
سے صوفیہ کی رجاء اوروں سے زیادہ قوی
ہوتی ہے جیسا کہ ان کا خوف بھی ایسا ہی ہوتا ہے
اور بحمد اللہ تعالیٰ اصل تشرف 171
کی تالیف سے جو کہ تخریج عراقی سے ماخوذ ہے
انتیسویں صفر یوم جمعہ وقت چاشت
سنہ ۱۳۴۱ ہجری کو خانقاہ امدادیہ واقعہ قصبہ
تھانہ بھون میں فراغت ہوئی اور یہ حصہ
دو سو حدیثوں پر مشتمل ہے ان حدیثوں میں
وہ بھی ہیں جو مقصوداً لائی گئیں اور وہ بھی
ہیں جو کسی دوسری حدیث کے ضمن میں
لائی گئیں مع چندے دیگر حدیثوں کے
جو دو سو سے علاوہ ہیں اور یہ عدد زائد
حدیث مکرر کے عدد کے جو کہ میری تلاش میں

تقویۃ الرجاء حتی فی التبعات
تقویت رجاء در حقوق العباد

حدیث ما بین المقصود
والضمنی مع زیادة قلیلة
توازی عدد المکرر وھو
الواحد فیما تتبعت و
عددما لیس ثابتا
لفظا مع ثبوت معناہ
نبقی مائتان وصارت
مع احادیث حقیقة
الطریقة خمسمائة وخمسین

صرف ایک ہے (احب الاعمال الی اللہ
ادومہا) اور بعض ایسی روایات کے عدد کے
جوکہ لفظاً ثابت نہیں گو معنیً ثابت ہیں۔
برابر ہے پس دوسو حدیثیں باقی رہ
گئیں اور یہ حقیقۃ الطریقۃ کی حدیثوں سے
ملکر ساڑھے پانسو ہوگئیں اور اگر اس میں
سے مشترک کو منہا کردیا جاوے گا جو انشاء اللہ
تعالیٰ پچاس سے متجاوز نہ ہونگی تب بھی باقی
حدیثیں پانسو[۱] سے کم نہ رہیں گی اور فوائد کی

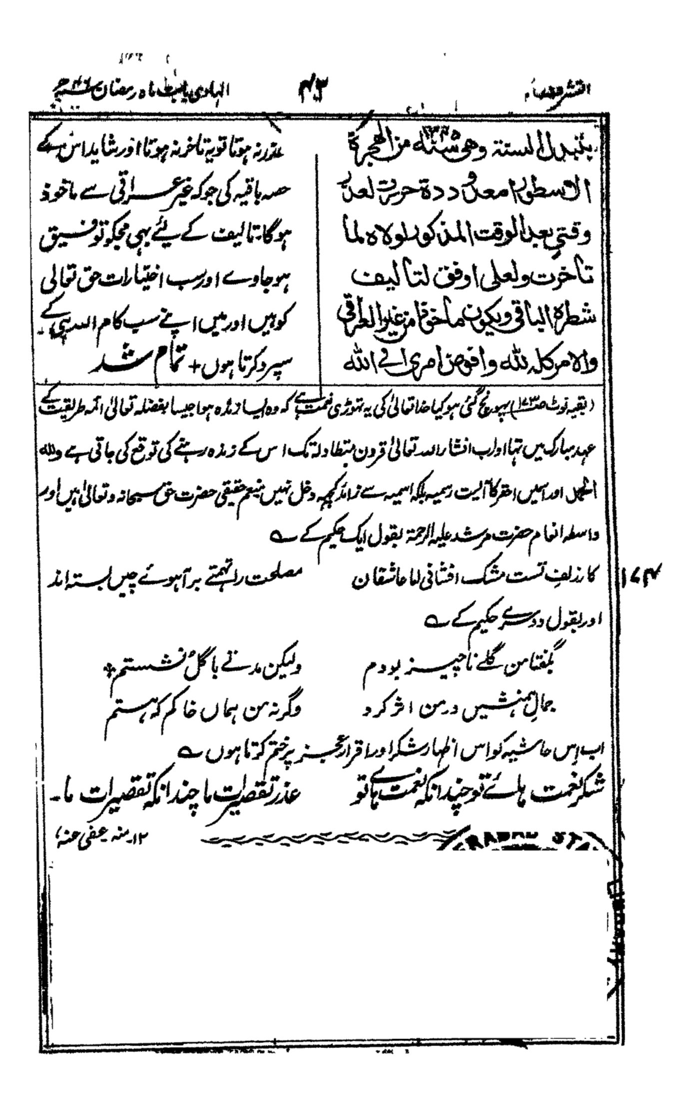
[۱] اور یہ سب احادیث کہ دلائل ہیں مسائل تصوف کے ان آیات کے علاوہ ہیں جو رسالہ مسائل السلوک
میں ان مسائل کے اثبات کے لئے جمع کی گئی ہیں ان مسائل کی تعداد اسکی دونوں جلدوں میں جیسا کہ ۱۷۲
سلسلہ کے نمبروں میں منضبط ہیں پانچ کم چودہ سو ہیں جن میں بعض آیات سے متعدد مسائل بھی ثابت
ہوئے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اسمیں جو رسالہ تائید الحقیقۃ ملحق ہے اوس کے مسائل کی تعداد بالاستیعاب
نہیں لکھی گئی ۔ اگر اس تعداد متروک اور اس تعداد کو تخمیناً برابر بھی لیا جاوے تو بھی پانچ کی کسر کا اعتبار
نکر کے سو کم ڈیڑھ ہزار آیات کا عدد محفوظ رہے گا اور ان پانچ سو احادیث کی ملاکر سو کم دو ہزار دلائل ہوں گے
اور بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک رسائل و مواعظ کا (جو کہ شائع یا صالح للاشاعۃ ہو چکے ہیں) عدد (۴۴۴) تک پہونچا
ہے جیسا کہ رابعۃ التابعہ مع الحاشیہ میں بذیل مضمون دوم مذکور ہے اگر انمیں سے چھوٹے رسالوں کا یا جو
کسی دوسرے رسالہ کا جزو ہے ان کا عدد تخمیناً (۴۴) قرار دیکر اسکو کم کے پہر بھی بقیہ میں جو مسائل
قواعد کلیہ شرعیہ سے کہ وہ بھی احکام کے دلائل ہیں یا نصوص جزئیہ سے ثابت ہوئے ہیں ۔ اگر
فی وعظ اور فی کتاب میں تین تین مسئلہ کی دلیلیں فرض کی جاویں اور یہ عدد کچھ بھی نہیں واقع میں
اس سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ اس وقت ایک دوست صرف مواعظ میں سے ہر نوع کے

ولوطرح منہا المشترك الذي
لا تتجاوز عن خمسين انشاء الله
تعالیٰ ما انقصت عن خمسمائة
ووقع الفراغ من تحرير الفوائد
تحت كل حديث ايضاً للتاريخ
المذكور والشهر المذكور

تحریر سے جو کہ ایک ایک حدیث کی تحت میں ہیں نیز تاریخ و ماہ مذکور میں فراغ ہوا صرف سنہ بدل گیا یعنی ۱۳۴۵ھ تھا (اور فوائد ہی کے ساتھ ترجمہ سے بھی فراغ ہوا) بجز چند سطروں کے جو ایک وقتی عذر کے سبب وقت مذکور کے بعد لکھی گئیں کہ وہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۳) مضامین کا جداجدا انتخاب کر رہے ہیں جس کا ذکر ثالثہ التابعہ میں بذیل مضمون سویم کیا گیا ہے اگر یہ مکمل ہو گیا تو اس عدد کا قلیل ہونا معاینہ میں آجاوے گا اور دوسرے رسالوں کا تتبع الگ رہا۔ لیکن باوجود اس کے اگر فی الحال یہی عدد فرض کر لیا جاوے تب بھی چارسو رسالوں میں بارہ سو دلائل ہوتی ہیں اور سابق انیس سو سے ملا کر تین ہزار سے سو زیادہ ادلہ کا عدد پہونچتا ہے اور بعد فرض تساوی اثبات المتعدد بالواحد واثبات الواحد بالمتعدد کہ فرض قریب ہے اوسط عدد مسائل کا بھی اسیقدر ہوتا ہے اور اگر اس رسالہ تشرف کی دوسری جلد کی بھی توفیق ہو گئی جیسا اس کے ۱۷۳
خاتمہ کی اخیر سطروں میں اسکی طرف اشارہ بھی ہے تو وہ ادلہ اسپر مزید رہیں اور اگر میں فن اعتبار کی دلالات کا بھی اخذ کرتا تو اس سے چند گونہ عدد بڑھ جاتا۔

تحدث بالنعمۃ۔ اب حق تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ کا ذکر کرتا ہوں کہ جو فن (یعنی تصوف) اپنے دلائل کے اعتبار سے تو گویا بے جان اور مسائل کے اعتبار سے بیجان ہو چکا تھا چنانچہ جو بعض دلائل اس کے زبانوں پر مشہور اور غیر محققین کے ملفوظات و مکتوبات میں مذکور تھے ان کے اکثر حصہ میں یا کتاب وسنت کی تحریف تھی یا تخیلات شاعری کی تصریف تھی جس سے وہ فن اہل ظاہر کی تکذیب بلکہ استہزار کا محل بن گیا تھا اور محققین کے کلام سے تتبع کرنے کی کسکو ہمت خصوص جو طالب بھی نہ ہو سا اور اسی کے قریب قریب مسائل کی حالت تھی کہ بجز چند مسائل کے اور وہ بھی نہایت مجمل بلکہ مبہم عنوان سے کوئی مسئلہ خصوص صحیح مسئلہ کان میں بھی نہ پڑتا تھا جس فن کی یہ نوبت



بتبدیل السنة وهو سنة ۱۳۴۵ من الهجرة الا سطور معدودة حررت لعدٰ وقتي بعد الوقت المذكور ولولاه لما تاخرت ولعلي اوفق لتاليف شطره الباقي ويكون ماخوذا من غير العراقي والامر كله لله وافوض امري الى الله

عذر نہ ہوتا تو یہ تاخر نہ ہوتا اور شاید اس کے حصہ باقیہ کی جو کہ غیر عراقی سے ماخوذ ہوگا تالیف کے لیئے بھی مجکو توفیق ہوجاوے اور سب اختیارات حق تعالی کو ہیں اور میں اپنے سب کام اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں + تمام شد

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۳) پہونچ گئی ہو کیا خدا تعالی کی یہ تہوڑی نعمت ہے کہ وہ ایسا زندہ ہوا جیسا بفضلہ تعالی ائمہ طریقت کے عہد مبارک میں تہا اور اب انشاء اللہ تعالی قرون متطاولہ تک اس کے زندہ رہنے کی توقع کی جاتی ہے وللہ الحمد اور اسمیں احقر کا آلیت رسمیہ بلکہ اسمیہ سے زیادہ کچھہ دخل نہیں منعم حقیقی حضرت حق سبحانہ وتعالی ہیں اور واسطہ انعام حضرت مرشد علیہ الرحمۃ بقول ایک حکیم کے ؎

کا زلف تست مشک افشانی لما عاشقان   مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند ۱۲۴

اور بقول دوسرے حکیم کے ؎

گلے ناچیز بودم   ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد   وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اب اس حاشیہ کو اس اظہار شکر اور اقرار عجز پر ختم کرتا ہوں ؎

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو   عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما ۔

۱۲ منہ عفی عنہ

4589